فہرست مضامین سوانح عمری سلطان ٹیپو مرحوم

سوانح حیدر علی سلطان

میسور کے مشہور اسلامی فاتح اور آٹھارہویں صدی کے نامور مشرقی جنرل نواب حیدر علی خاں اور اُن کے شہرہ آفاق فرزند ٹیپو سلطان کے حالات میں مشرقی ومغربی مورخوں نے بکثرت کتابیں تالیف کی ہیں اور ہر ایک مؤلف نے اپنے نقطہ خیال کے مطابق اس تصویر میں رنگ بھرا ہے۔ وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر نے ان تمام خصوصیتوں کو ملحوظ رکھکر حال میں ایک ایسی ضخیم کتاب شائع کی ہے جسے اس باب میں بہترین ومستند ترین تاریخی سرمایہ کہہ سکتے ہیں۔ اور جس کی کمال جامعیت کا یہ ادنٰے نمونہ ہے کہ انگریزی وفرانسیسی وفارسی واردو میں نواب حیدر علیخاں اور ٹیپو سلطان کے حالات میں جو کتابیں شائع ہوئی ہیں ان سب کا جوہر اس کتاب میں لے لیا گیا ہے اور واقعات کی تحقیق روائت ودرایت دونوں حیثیتوں سے کی گئی ہے۔ پوری کتاب چارسو آٹھ صفحوں پر تمام ہوئی ہے اور اس وسیع حجم پر بھی صرف ۲ر قیمت رکھی گئی ہے۔ شروع میں سلطان حیدر علی کا فوٹو ہے۔ اس میں قابل عبرت امر یہ ہے کہ ایک معمولی حیثیت کے مسلمان نے جسے زمانہ کی کڑیاں موجودہ صدی سے بالکل ملی ہوئی ہیں محض اپنی ہمت وحوصلہ وجوش واولوالعزمی سے کیسی حیرت انگیز ترقی کی اور ایک ادنٰے درجہ سے نکلکر شہرت کے اس شاندار سٹیج پر جا پہنچا جہاں اس کے پہلے نادر شاہ اور نپولین پہونچ چکے تھے۔ اُمید ہے کہ اس تاریخ کے مطالعہ سے ناظرین کے معلومات میں ہی ترقی نہ ہوگی بلکہ قدرت کا یہ فلسفہ بھی ذہن نشین ہو جائیگا کہ دنیا میں لوگ کیونکر بنتے اور کسطرح بگڑتے ہیں۔

خطبات احمدیہ

یہ وہ کتاب ہے جس کیلئے سر سید نے ولایت کا سفر کیا۔ سر ولیم میور صاحب نے اپنی کتاب میں جو کچھ لکھا ہے اس کے ایک ایک حرف کا جواب ہے نہایت محققانہ جواب ہیں شرط یہ ہے کہ کسی شخص کے آگے ڈال دو کیسا ہی بیدین کیوں نہ ہو اس کو تسلیم کریگا۔ غرضیکہ بے نظیر کتاب ہے جس میں حقیقت اسلام کو روز روشن کیطرح ظاہر کر دیا ہے اسمیں بارہ خطبے ہیں جنمیں جاہلیت عرب۔ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل کے حالات۔ حضرت ہاجرہ کی حریت ادیان وغیرہ پر بحثیں کی ہیں دیگر الہامی مذاہب سے اسلام کی مناسبت کو دکھایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسلام انسان کے لئے رحمت اور تمام انبیا کے مذاہب کی پشت و پناہ ہے۔ اسلام تمدن کے موافق ہے۔ کثرت ازدواج۔ طلاق اور غلامی پر محققانہ بحثیں۔ یہودیوں او عیسائیوں کے مذہب کو اسلام سے فائدہ پہونچانا قران مجید کی جمع و ترتیب او نزول پر بحثیں۔ خانہ کعبہ کی مفصل تاریخ۔ آنحضرت صلے الله علیہ وسلم کا نسب نامہ اور بشارت نسبت آنحضرت صلے الله علیہ وسلم جو توریت و انجیل میں ہیں محققانہ بحث کی ہے۔ روایت شق صدر اور معراج کی تحقیق اور ولادت سے بارہ برس تک کے حالات **قیمت** مجلد عہ۔ بلا جلد عہ

اشاعت اسلام اس رسالہ میں اصول روایت و درایت سے اس الزام کو کہ اسلام بزور شمشیر پھیلایا گیا ہے ابتدائے اسلام کے واقعات دکھلا کر کامیابی تمام اٹھایا گیا ہے اور دکھلایا گیا ہے کہ اسلام میں ایک خاص خوبی عالمگیر ہونیکی موجود ہے اور یہی وجہ اسکی اشاعت کی اصلی وجہ

قیمت ۸ ۲۵۸ صفحات

ٹیپو سلطان میسور



روزمرہ کا دربار بدستور ہوتا رہا۔ کریم شاہ نے بھی اس عارضی تخت پر بیٹھکر ہر طرح کے انتظام
اور ہر ایک کے مناصب و مراتب کا خاص لحاظ رکھا اور نئے الفوز تنخواہ تقسیم کرادی۔ ازاں بعد مہا
مرزا خان کو شہزادۂ بزرگ ٹیپو سلطان کی خدمت میں روانہ کیا گیا۔ جو اُن دنوں کونمباٹور اور پالی
گھاٹ کی نواح میں مصروف تنبیہ و انتظام تھا۔

جب مہا مرزا خان نے شاہزادہ کے حضور میں باریاب ہو کر سانحۂ رحلت نواب مرحوم
کو بیان کیا تو شاہزادہ متاسف ہوا۔ پھر شاہزادہ کریم شاہ کے تخت نشین ہونے سے اُسکے
دل میں ایک لازمی تردد پیدا ہوا لیکن جب مہا مرزا خان نے قسم کھائی اور دوسرے
اعیان دولت کی عرضیاں پیش کیں جن کا مضمون یہ تھا کہ یہ کارروائی مصلحتاً کی گئی
ہے حضور تشریف لائیں اور تخت سلطنت پر جلوس فرمائیں تب ٹیپو سلطان کو کسی
قدر اطمینان ہوا۔ اور وہاں کی نگرانی اور خبر رسانی کا ضروری انتظام کر کے مع فوج ارکاٹ
کو روانہ ہوا۔ اور مہا مرزا خان اور دوسرے معتمدین کو جو یہ پیغام لیکر آئے تھے ہمرکاب چلنے
کا حکم دیا۔ اور کوچ در کوچ اپنے والد کے کیمپ میں پہونچا۔ امراء دولت اور اعیان سلطنت نے
بمعیت شاہزادۂ کریم شاہ آگے بڑھ کر استقبال کیا اور آداب زمین بوس بجا لائے۔ شاہزادہ
کریم شاہ نے اپنے بھائی کے سامنے ادب سے سر جھکا دیا۔ ٹیپو سلطان نے بھائی کا سر
سینہ سے لگایا اور سراپردۂ شاہی میں داخل ہو کر بیسویں محرم ۱۱۹۷ ہجری روز یکشنبہ کو
سلطنت کا چارج لیا۔ امراء دولت اور اعیان سلطنت نے نذریں پیش کیں۔ مبارک سلامت
کی دھوم ہوئی [illegible]۔ فرمان پروانے چاروں طرف اطلاع تخت نشینی کے لئے
روانہ ہوئے۔

ارکان دولت کو خلاع فاخرہ سے سرفراز کیا گیا۔ فوج کو انعام دیا گیا۔ محفل جشن آراستہ

ہوئی۔ شاعرانِ پائے تخت و ناظمانِ بیدار بخت نے قصاید و قطعات تہنیت پیش کئے صلہ و انعام سے مالامال ہوئے ذیل کے اشعار سے اُس وقت کی حالت معلوم ہوتی ہے اور ہر ایک کے جذبات کا اندازہ ہوتا ہے:-

مثنوی

سرانِ سپہ محفل آراستند | ہمہ دست بر سینہ برخاستند
بگفتند کاے شاہ گردون سریر | ہمہ چاکر آئیم فرمان پذیر
سر ماست بر خطِ فرمان بری | ز تو حکم کردن ز ما چاکری
نہ ترسیم از آتش و آب و خاک | فدائے ہوا خواہیت جان پاک
چو سلطان لقب یافتی از تخت | کنون تخت و تاجِ شہی زان تست
پسر در جہان آن بود نیک نام | کہ برتر نہد از پدر چند گام
ز رخسار چون ماہ برکش نقاب | نہان چند داری با بر آفتاب
چو ایزد ترا داد فرِّ شہی | بتقدیم فرمان مکن کوتہی
سکندر صفت ملک تسخیر کن | سرِ دشمنان زیرِ شمشیر کن
بزن سکۂ خویش بر سیم و زر | کہ از سکۂ نامِ شہان شد سمر
بسر ہمائے دہ تاج شاہنشہی | بنہ پائے بر تختِ فرماندہی
بفتح و ظفر پائے نہ در رکاب | جہانگیر شو چون بلند آفتاب
پئے نامداران و گردنکشان | پئے خدمتت تنگ بستہ میان
اگر حکم سازی بوقتِ وغا | چو جوہر د آہن بسازیم جا
بفرمانت ملک شاہ ماکت قاب | بدریا بتازیم ہمچون حباب

بفرمانت لے شہ درآذر ریم ندا ریم غم چون سمندر رویم
باقبالت اے سرور دین پناہ برباشیم از فرق کیوان کلاہ
خدا باد در وبخت یار تو باد جہان از کرم زیر بار تو باد
سر پرتو باد اسپہر بریں سم مرکبت باد تاج زمین
سر حاسدان زیر پائے تو باد ہمہ عیش عالم برائے تو باد

تمام ملک کے ناظمون قلعہ داروں اور افسران فوج کو لکھا گیا کہ جو جہان سے اپنا فرض منصبی اطمینان سے ادا کرتا رہے۔

نظام حیدرآباد اور دربار پونا کی طرف سے مبارکباد دینے کو ایلچی مع تحائف کے آئے دربار پونا نے مبارکباد کے ساتھ ایلچی دو سال کی رقم خراج بھی طلب کی سلطان نے اُس کے جواب میں اپنا سفیر مع تحائف کے دربار پونا کو روانہ کیا اور رقم خراج کے جواب میں لکھا کہ نواب حیدر علیخان نے سوائے چند ضرب توپ و تفنگ کے میرے پاس کیا چھوڑا ہے جو روپیہ ملک سے وصول ہوا وہ دربار پونا اور نظام علیخان بہادر کی تحریک سے لڑائیوں میں صرف ہوگیا۔ دس لاکھ روپیہ بطور پیشکش بھیجا جاتا ہے اسکو قبول کیجئے۔

لشکر کشی کرنا جنرل لانک اور جنرل اسٹو لمرٹ کا وانڈیواش کی طرف اور مدراس کو ناکام واپس جانا

ٹیپو سلطان بعد تخت نشینی انتظامات ضروری میں مصروف تھا اسی اثنا میں موسیو بلیش سپہ سالار فرانسیس سنہ دو ہزار جوان فرنگی روانہ کئے جن کو سلطان نے پسند و منظور کیا۔ اور

مع لشکر ظفر پیکر کا دیری کو روانہ ہوا۔ اثنا راہ میں معلوم ہوا کہ
انگریزی فوجیں لیکر جنگل پٹیالی راہ سے وانڈیواش میں
ظفر موج لیکر دو پٹی ماسیر دکے راستہ سے وانڈیواش
دوسرے روز میمنہ میسرہ اور قلب لشکر کو درست کرکے
عساکر انگریزی سے اس روز لڑائی کو ٹال دیا۔ اس کی ص
وانڈیواش کا محاصرہ چھوڑ کر مدراس چلے آئے مطابق
اپنی فوجیں لیکر مدراس کو روانہ ہو گئے اور ٹیپو سـ
ترپاتور میں مقام کیا۔

جنرل اسٹوارٹ اور جنرل لانگ
پہونچے تو ٹیپو سلطان اپنی فوج
سے تین کوس ادھر خیمہ زن ہوا
سامنے توپخانہ لگا دیا۔ سردارانِ
کو گورنر مدراس کا حکم پہونچا کہ تم
اس حکم کے وہ دونوں سردار اپنی
سلطان نے وہاں سے کوچ کرکے نواح

نواب حیدر علیخان کے انتقال کی خبر سُن کر بعض افسروں کا اٹھ کھڑا ہونا

ٹیپو سلطان نواح ترپاتور میں خیمہ استادہ تھا اس میں جاسوس خبر لائے کہ نواب مغفور
کے [illegible] ایاز خان نے جسکو نواب مرحوم نے حیدر نگر اور کوڈیال بندر کا حکمران بنایا
تھا براہ نمک حرامی سب [illegible] انگریزوں کے حوالے کر دیئے اور خود بست ساز و سامان
لیکر جہاز پر بیٹھ بمبئی کو روانہ ہو گیا۔ اور انگریز ان قلاع و ممالک پر قابض اور متصرف
ہو گئے ایسے [illegible] دوسرے بدخواہ فتنہ پرداز موقع پاکر بغاوت پر آمادہ ہوئے جاتے
ہیں [illegible] سرکاری ڈاک کا افسر تھا ڈاک کا سلسلہ بند کر دیا اور وہاں
کے قلعہ داروں سے مل کر نمک حرامی اور بغاوت پر آمادہ معلوم ہوتا ہے اور نواب عبدالحکیم خان
افغان حاکم کرپہ کے داماد سید محمد خان نے بھی پیادہ و سوار جمع کرکے پچھلی ہتن کے
انگریزوں سے قول و قرار کرکے فتنہ و فساد برپا کیا [illegible] نمک حراموں اور

مفسدہ پردازوں کا استیصال ضرور ہے۔

استیصال اشرار کیلئے ٹیپو سلطان کی کاروائیاں

۱۱۹۷ھ

جب ٹیپو سلطان نے ایاز نا محمود کی نمک حرامی کا حال سنا تو بدر الزمان خان کو سات ہزار تفنگچیوں کے ساتھ اور صلابت خان اور میرزا غضنفر بیگ بخشی کو چھ ہزار سلحدار اور میر غلام علی بخشی کو دس ہزار پیادہ و سوار سے میر معین الدین بہادر سپہ سالار کی ماتحتی میں پائین گھاٹ کے سرکشوں کی سرکوبی اور انتظام جدید کے لئے روانہ کیا اور مشہور شجیع محمد علی کمیدان کو اس کی جمعیت کے ساتھ دار السلطنت کے انتظامات ضروری اور مدافعت اشرار کے لئے مامور فرمایا اور میر قمر الدین خان بہادر کو مع لشکر کثیر سید محمد خان کی سرکوبی کو پورے اختیار دیکر کڑپہ کی طرف بھیجا۔ اور آپ دیون ہلی اور بدگیری (صوبہ سرا) کے راستہ سے مع فوج و حشم کوچ کر کے چیتل درگ کے سواد میں خیمہ زن ہوا۔

وہاں کا فوجدار دولت خان نہایت خلوص و عقیدت کے مع نذرانہ حاضر ہوا۔ ٹیپو سلطان نے اس کے حال پر خاص نوازش مبذول فرمائی اور عطائے خلعت سے سرافراز کیا۔ پھر وہاں سے چل کر نگر گھاٹ کے میدان میں خیمہ گاہ قایم کی۔

اب ذرا محمد علی کمیدان کا حال سن لیجئے جو دار السلطنت کے انتظام اور مدافعت اشرار کو روانہ ہوا تھا یعنی وہ کوچ در کوچ بنگلور کے راستہ سے لکلر کٹی گتی کی پہاڑی کے نیچے ایک ندی کے کنارے جا اترا اور بغاوت شعار قلعدار کے پاس

یہ پیغام بھیجا کہ مجھکو کل حسب الحکم سلطانی کرلک کے بندوبست کو جانا ہے اگر ممانعت نہ
ہو تو آج کی رات مع چند سپاہیون کے اپنے اہل وعیال کو دیکھ لون۔ قلعدار نے اُسکو
اس سادگی سے آنے کی اجازت دیدی۔ یہان محمد علی نے اپنی فوج کے تجربہ کار
افسرون اور سپاہیون کو رات کے وقت دریا پار ہو حصار کی دیوار کے نیچے بٹھا دیا اور
اُنھیں تاکید کردی کہ میں قلعہ میں جاتا ہون جب میں قرنا پھونکوں تم جھٹ پٹ اندر
گھس پڑنا۔ اُن کو یہ تعلیم دیکر خود پچاس بہادرون سمیت قلعہ کے دروازہ سے اندر داخل
ہوا اور قرنا پھونکنا شروع کیا۔ اور قلعہ کے پاسبانون کو قید کرکے اپنے سپاہیون
کی چوکی بٹھلادی۔ آن کی آن میں قرنا کی آواز سُن کر وہ سب سپاہی قلعہ کے اندر ٹوٹ
پڑے اور جابجا چوکی پہرے قایم کردئے اور فی الفور برجون وغیرہ پر جا پہونچے۔
اور ہر مقام کا مناسب انتظام کرلیا۔ پھر بہادر محمد علی نے اُس نمک حرام قلعدار اور
ڈاک کے سردار اپجی شامیا وغیرہ سرکشون کو گھرون میں گھس گھس کر گرفتار کرلیا۔
ان میں بعض کو ٹیپو سلطان کی والدۂ ماجدہ کے حکم سے توپ کے مُنہ پر باندھ کر اُڑا دیا گیا۔
اور اپجی شامیا کے غیر مکون کو دم پر کھینچا گیا۔ اور اُس نمک حرام اور دغاباز کو لوہے کے
پنجرے میں قید کیا گیا۔ ازان بعد محمد علی کمیدان نے قلعہ دار السلطنت کی قلعداری
سید محمد خان مہدوی کے سپرد کی اور قلعہ کی پاسبانی اسد خان رسالدار کو سونپ کو
اپنی جمعیت سمیت ٹیپو سلطان کے حضور میں آپہونچا۔ سلطان نے اس کی خدمات
سے خوش ہوکر یک الماس مالا سے سردار کیا اور خلعت فاخرہ سے اسکو سرافراز کیا
اور دوسرے روز گھاٹ [illegible] حکم دیا۔ آگے انگریزی فوجیں استادہ
پڑی تھیں مگر فوج سلطانی [illegible] سے نکل گئی۔ یہ حال دیکھ کر انگریزی فوجین

ہر طرف سے ایک جگہ مجتمع ہو کر قلعہ نگر کے اندر داخل ہو گئیں تب فوج سلطانی نے اُس قلعہ کا محاصرہ شروع کیا اور گولوں کی زد سے حصار قلعہ کا توڑ ڈالنا چاہا۔ اتفاق سے ایک دیوار ٹوٹ کر کنوئیں میں جا پڑی اور وہ کنواں بند ہو گیا۔ قلعہ کے سب لوگ اُسی کنوئیں کا پانی پیتے تھے۔ جب یہ کنواں بند ہو گیا تو قلعہ والوں کو پانی کی سخت تکلیف ہوئی۔ آخر کو وہ ایک رات اُس تالاب سے پانی بھرنے گئے جو قلعہ کے باہر تھا لیکن دوسری رات فوج سلطانی نے اُس تالاب کی راہ روکی اور جب قلعہ کے دو تین ہزار آدمی تانبے پیتل کے گھڑے لے کر تالاب سے پانی بھرنے آئے اُن پر باڑھ ماری گئی۔ اس میں سے کچھ وہیں مارے گئے اور باقیماندہ پسپا ہو کر قلعہ میں بھاگ گئے اور بعد کئی دن کی لڑائی کے وہ قلعہ معتمدان سلطانی کو سپرد کر دیا۔ اور شیخ محمد علی کمیدان کی بہادری سے اٹھارہ روز میں یہ قلعہ مفتوح ہو گیا۔ ایک شخص نے اس فتح کی یہ تاریخ کہی "حیدر نگر گرفتہ" ۱۱۹۷ھ بعد فتح کے سلطان نے اکثر سرکشوں کو گرفتار کر کے قید کا حکم دیا۔ انگریزی جماعت کو دوسرے مقامات میں علیحدہ علیحدہ قید کرنے کا ارشاد ہوا لیکن ایاز ہاتھ نہیں آیا کہتے ہیں کہ وہ زر خطیر و جواہر کثیر لیکر بندر سورت میں جا بیٹھا۔

زاں بعد ٹیپو سلطان مع فوج ظفر موج کوڈیال بندر کی طرف روانہ ہوا۔ آگے بڑھ کر معلوم ہوا کہ انگریزوں کی اور فوج جنرل کیمبل کی سرکردگی میں قلعہ نگر کی مدد کے لئے آرہی ہے۔ بہت سا سامان رسد بھی اُس کے ساتھ ہے۔ تب سلطان نے غارت گر سواروں اور سلحداروں کو اس کی لوٹ معاف کر کے اس کے لوٹ لینے کا حکم دیا۔ اور توپخانہ سے گولے مارنے کا حکم ہوا۔ چنانچہ وہ لوٹ پر ٹوٹ پڑے۔ اور توپخانہ سے گولہ باری

ہونے لگی۔ اور سلطان بنفس نفیس اپنے خاص سواروں کے ساتھ جنگ قراولی میں مشغول ہوا۔ جنرل کیمبل دوپہر دن تک بڑی جوانمردی سے لڑائی جاری رکھی لیکن آخر میں بارود کی کمی اور پانی کے نا ملنے سے اُس کا انتظام ٹوٹ گیا اور چار ہزار سپاہی اور بارہ سو گھوڑے بیکار ہو گئے۔ اس حالت میں سلطان نے میدان جیت لیا اور اس فوج کا تمام سامان جنگ و اسباب راحت سلطان کے قبضہ میں آگیا اور جنرل کیمبل مع تین ہزار مردم بارا ور سات ضرب توپ اور ایک ہزار سپاہ فرنگ کے قید کر لیا گیا۔ اس فتح کے صلہ میں سلطان نے اپنی فوج کے سپاہیوں کو سونے کے کڑے اور افسروں کو پدک الماس اور مالائے مروارید مرحمت فرمائے۔

کوڑیال بندر کی مہم

واقع ۱۱۹۷ھ

ٹیپو سلطان قلعہ حیدر نگر کی فتح اور فوج انگریزی کو شکست دینے کے بعد مع فوج دریا موج قلعہ کوڑیال بندر پر جا پہونچا۔ اور حصار شہر پر قبضہ کر کے فوج کو قلعہ مذکور کے محاصرہ کا حکم دیا۔ ہر چند بارش آگئی تھی اور شدت بارش سے ہر کام خاطر خواہ نہ ہو سکتا تھا پھر بھی تجربہ کار و کارآزمودہ سپاہ نے متعدد مورچے بنا کر گولہ باری شروع کر دی گولندازوں اور بانوں نے ایک تہلکہ ڈالدیا اور ایک جماعت فوج نے دریا کے راستہ سے رسد کا آنا روک دیا۔ اہل قلعہ نے دو مہینے تک مقابلہ کیا۔ آخر کو محاصرہ کی تنگی اور رسد نہ پہونچنے سے لاچار ہو کر سلطان سے امان کے خواستگار ہوئے ٹیپو

سلطان نے اُن کو امان دینا منظور کر لیا اور ان میں ہر ایک نے اپنے درجہ کے موافق عہدہ پایا اور اطاعت اختیار کر لی۔ الغرض جب منگلور اور بنادر وغیرہ ٹیپو سلطان کے تحت فرمان آ گئے۔ اور اشرار نے فتنہ پردازی اور بغاوت کی سزا پالی۔ تب افواج سلطانی بقصد فتح وغیرہ کورگ اور بل کی جانب متوجہ ہوئیں۔ سلطان نے اس طرف کے تمام قلعوں پر اپنے خیر خواہ و معتمد مامور کئے۔ اور بدر الزمان خان کو فوجداری نگر پر مامور فرمایا+

شجیع محمد علی کمیدان کا انتقال

واقعہ ۱۱۹۷ھ

نواب حیدر علیخان کو محمد علی ایسا جانبازبہادر اور فن حرب سے واقف اور لڑائی کے وقت خدع اور فریب کی چالیں چلنے والا ہاتھ لگا تھا جس نے فوجی اور جنگی خدمات کو لاثانی بہادری اور عاقلانہ تدبیرات سے انجام دیا۔ حیدر علیخان کی تاریخ میں اُس کا درجہ ایسا ہی ہے جیسے شاہنامہ میں رستم کا۔ حیدر علیخان کے بعد ٹیپو سلطان کی خیر خواہی اور رفاقت میں بھی ہر وقت حاضر اور سلطان کا سینہ سپر رہا۔ کوڑیال بندر کی فتح کے بعد اُس مرد میدان نے انتقال کیا جس کا واقعہ عجیب ہے یعنے ایک سردار نے جسکی نسبت ٹیپو سلطان نے سولی پر چڑھانے کا حکم دیا تھا محمد علی کے خیمہ میں جاکر پناہ لی۔ سلطانی افسروں نے اُسکو گرفتار کرنا چاہا۔ محمد علی نے کہا کہ میرے جیتے جی یہ گرفتار نہیں ہو سکتا۔ آخر اسبات نے اتنا طول پکڑا کہ سلطان نے محمد علی کو گرفتار کرا لیا

اور بہ پالکی میں ڈلوا کر سرینگ پٹن کو روانہ کیا۔ اُس غیور بہادر نے راستہ میں ہیرے کی کنی کھا کر یا اور کسی طرح سے خود کو ہلاک کر لیا +

مدراس سے مسٹر سٹلینر اور کرنل ڈالسن کا آنا اور صلح کا قرار پانا

واقعہ سنہ ۱۱۹۷ھ

انہیں دنوں میں کہ سلطان پے در پے فتوحات حاصل کر رہا اور دغاپیشہ اور بغاوت اندیشہ لوگوں کو سزا دے رہا تھا۔ مسٹر سٹلینر اور کرنل ڈالسن کونسل مدراس کی طرف سے مصالحت کا پیغام لے کر آئے اور بہت سے نادر اور قیمتی تحفے سلطان کی نذر کو لائے۔ اور اپنی نہایت شستہ اور معقول تقریر میں اپنا مدعا ظاہر کیا۔ ٹیپو سلطان نے اُن کی معقول تقریر کو پسند فرما کر مصالحت پر رضامندی ظاہر کی۔ اُنہوں نے واسطے رہائی نواب عبدالوہاب خان کے جو نواب حیدر علیخان کے وقت سے سرنگپٹن میں قید تھا۔ اور واسطے رہائی تمام اہل فرنگ کے التماس کی۔ رحمدل سلطان نے کینۂ دیرینہ سے گزر کر اوسکو بھی قبول کر لیا۔ اور ان کی رہائی کا حکم دیدیا۔ تب وہ دونوں سفیر فایز المرام ہو کر مدراس کو واپس گئے۔ اور سلطان نے اِس مصالحت سے مطمئن ہو کر بعد انتظام قلاع و ممالک اس نواح کے دارالسلطنت سرینگپٹن کیجانب کوچ کیا۔

قلعۂ بل کی نواح میں پہونچ کر اُس کا نام مظفر آباد رکھا۔ اور ایک معتمد خاص کو وہاں کا قلعدار مقرر کیا۔ پھر کورگ کی چھاونی کی سرداری زین العابدین خان مہدوی کو عطا فرمائی۔ وہاں سے چلکر قلعہ پرکڑا کو جہاں صوبہ رہتا تھا ظفرآباد سے موسوم فرمایا۔

پھر دارالسلطنت کو روانہ ہوا۔ یہاں تمام امراء و عمال دیوانی اور خوش باشان شہر اور تمام فوج نے ایسا پرجوش استقبال کیا کہ اس سے پہلے کبھی ایسا دیکھنے میں نہ آیا تھا۔ یہاں ایک مہینے تک عیش طرب کی مجلسیں رات دن گرم رہیں۔ اور سلطان ایک مہینے تک بخشش و عطا میں مصروف رہا۔ منوں سونا اور پنسیریوں جواہر انعام و اکرام میں دے ڈالا روپیوں کا حساب نہیں۔ ایک مہینے تک باورچیخانہ سلطانی میں ہزاروں دیگ روزانہ کی پخت جاری رہی۔ تمام شہر کو دعوت کا اذن عام تھا۔ پھر سلطان والاشان نے انتظام ممالک و مسالک اور فوج و دیوانی کے لئے قواعد اور ضوابط جاری کئے۔ اور لشکری قواعد جو فرانسیسی زبان میں تھے۔ اُن کو موقوف کر کے زین العابدین خان شوشتری کی تجویز سے جو ابوالقاسم میر عالم نایب نواب نظام الملک کا حقیقی بھائی تھا فارسی اور ترکی کے الفاظ و محاورات داخل ہوئے اور اُن کو کتاب فتح المجاہدین میں لکھا گیا۔

جایزہ نقود و جواہر و افیال و افراس وغیرہ سیرنگ پٹن با تعداد فوج و سامان جنگ واقعہ ۱۱۹۷ھ

جب ٹیپو سلطان اپنے باپ نواب حیدر علیخان بہادر کی جگہ سریرآرا ہو کر دارالامارۃ سرینگ پٹن میں آیا تو تمام نقود و جواہر اور اشیاء و اسباب سلطنت اور افیال و افراس اور سوار و پیادہ کے جایزہ کا حکم دیا۔ اس حکم کے مطابق عمال مال و متصدیان دفتر اور بخشیان فوج و افسران محکہ جات و عہدہ داران دیوانی نے ہر چیز کا علیحدہ علیحدہ دفتر

تیار کیا اُس کا گوشوارہ یہ ہے:۔

نام جنس	تعداد	قیمت
نقود و جواہر		اسی کروڑ روپئے
ہاتھی	نو سو زنجیر	
اونٹ	چھ ہزار قطار	
اسپان ہر قسم	ساٹھ ہزار راس	
گاؤ و نرگاؤ	چار لاکھ راس	
بھیڑ بکری	چھ لاکھ راس	
گاؤ میش	ایک لاکھ راس	
تفنگ چقماق	تین لاکھ فرد	
تفنگ توڑہ دار	تین لاکھ فرد	
شمشیر	دو لاکھ قبضہ	
توپیں خورد و بزرگ	بائیس ہزار ضرب	
باروت گولہ	بیحساب	
آلات و اسباب حرب	بیشمار	

جو ممالک ٹیپو سلطان کے قبضہ و اختیار میں تھے عرض و طول اُن کا اسی ہزار میل مربع انگریزی سے کم نہ تھا۔ ان میں ایک ہزار جزیرے تھے اُن کا سالانہ خراج بعد وضع اخراجات ملکداری تین کروڑ روپیہ خزانۂ سلطانی میں داخل ہوتا تھا۔ اُن کے باشندوں کا شمار ساٹھ لاکھ نفوس سے زیادہ تھا۔ اُن میں ایک لاکھ چھتیس ہزار سوار اور پیادے

قواعد وان اُن ممالک کے حصار و قلاع پر تعین رہتے تھے تاکہ اُن کی حفاظت اور حراست میں بدنظمی نہ ہونا پائے۔ علاوہ اُن کے اور فوجیں دار الملک اور اطراف و حدود میں واسطے انتظام و اہتمام ملک اد کے پھیلی رہتی تھیں ان فوجوں کا شمار ایک لاکھ اسی ہزار تھا۔ اور ان کی علیحدہ علیحدہ ٹولیاں مقرر تھیں۔

جیسے دکھنی۔ کرناٹکی۔ ہندی۔ حبشی۔ ایرانی۔ ترکی۔ عربی۔ فرانسیسی۔ انگریزی وغیرہ۔ ہر ایک کی وردی جداگانہ مقرر تھی۔ ان سب کو جمع کر کے ایشیا۔ افریقہ۔ یورپ کا ایک مجموعی نمونہ فراہم کیا گیا تھا۔

ٹیپو سلطان نے انتظام سابق میں ترمیم کی۔ سواروں کی جمعیت کو کم اور پیادوں کی تعداد کو زیادہ کیا۔ اور سپاہیوں کو حکم دینے کے لئے پارسی اور ترکی الفاظ میں ایک کتاب تصنیف کر کے فتح المجاہدین پاس کا نام رکھا۔ اس سے پہلے اس قسم کے احکام انگریزی یا فرنچ زبان میں دیئے جاتے تھے۔ ٹیپو سلطان نے اپنے قواعد کی علیحدہ کتاب مرتب کی اور حکم دیا کہ سرنگ پٹن کے ذخیرہ میں اتنا ذوقہ جمع رہا کرے جو فوج کے خرچ کو سال بھر کے لئے کافی ہو جائے۔ اسی طرح تمام چھوٹے بڑے قلعوں میں اس کے درجہ اور مقامی حیثیت کے لحاظ سے ہر قسم کے ذخائر موجود اور تیار کئے جاتے تھے۔

اوپر کے واقعات تاریخ نشان حیدری فارسی و تاریخ حملات حیدری اُردو سے

---

۵۱ تاریخ نشان حیدری میر حسین علی کرمانی نے ۱۲۱۷ھ میں ٹیپو سلطان کی انتزاع سلطنت سے تین چار برس بعد لکھی اور یہ خود ٹیپو سلطان کے ملازم رہ چکے تھے۔

۵۲ تاریخ حملات حیدری اردو میں زیادہ تر نشان حیدری کے ترجمہ سے لکھی گئی ہے اور کہیں کہیں اور واقعات بھی لکھے گئے ہیں یہ ۱۲۶۲ھ کی تالیف ہے جو مولوی غلام ٹیپو سلطان کے فرزند محمد سلطان کے نام پر بمقام کلکتہ تالیف و ترجمہ کی۔

لکھے گئے لیکن اُن کے بعض ناموں اور بعض مقاموں کے واقعات میں لیون۔ بی بورنگ صاحب بہادر چیف کمشنر میسور کی تاریخ انگریزی[۱] سے مطابقت نہیں ہوتی اسلئے بورنگ صاحب کی تاریخ کا اقتباس پیش کیا جاتا ہے جو انگریزی ناموں اور مقامات جنگ کی نسبت زیادہ صحیح مانا جاسکتا ہے۔

لیون بی بورنگ صاحب بہادر سی ایس آئی چیف کمشنر میسور کی تاریخ حصہ دوم سے اقتباس

واقعات بالا کی نسبت

اپنے باپ حیدر علی کے انتقال پر ٹیپو[۲] تخت نشین ہوا۔ وہ مئی ۱۷۵۳ء میں بمقام دیون ہلی پیدا ہوا تھا۔ میر معین الدین خان کی بیٹی فخر النسا بیگم ٹیپو کی ماں تھی۔ اور یہ میر معین الدین چند سال تک کڈاپہ میں صوبہ دار رہے تھے۔

جب یہ بات معلوم ہوئی کہ حیدر علی کی رحلت کا وقت قریب ہے تو اُس کے وزیر پورنیا نے اُس کی اِس حالت کو بہت چھپایا۔ اور ٹیپو کے پاس باد رفتار سانڈنی سوار

[۱] لیون۔ بی۔ بورنگ صاحب نے اپنے زمانۂ چیف کمشنری میسور میں یہ تاریخ لکھی اور اُس کے پہلے حصہ میں نواب حیدر علیخان بہادر کے اور دوسرے حصہ میں ٹیپو سلطان کے حالات و واقعات تحریر کئے۔

[۲] بورنگ صاحب کو یہ غصہ ہے کہ وہ حیدر علی کے نام کے ساتھ نواب اور نواب نہ سہی تو خان بہادر کا لکھنا بھی پسند نہیں کرتے۔ اور نہ ٹیپو کے نام کے ساتھ سلطان کا لفظ اُن کے قلم سے نکلا ہے۔ وہ ہر جگہ حیدر علی اور ٹیپو ہی لکھتے ہیں۔

دوڑ لئے گئے تاکہ بہ تعجیل تمام موقع پر آپہونچے اور حیدر علی کی نعش بند پالکی میں بہت بڑے اخفا سے سرینگ پٹن کو روانہ کی گئی گویا حیدر علی بیمار جا رہا ہے۔ صرف بعض خاص افسروں ہی کو اس راز کی خبر تھی۔ یہ خبر چار روز کے عرصہ میں ٹیپو کو پہونچ گئی اور اُس نے اپنا کیمپ جو پنیانی کے قریب تھا توڑ کر بہ تعجیل تمام فوج خاصہ کی طرف کوچ کیا جو دریائے پنار پر اُس کا انتظار کر رہی تھی ٹیپو کو دیکھتے ہی فوج میں مسرت کے نعرے بلند ہوئے ٹیپو نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس وقت کم سے کم نوّے ہزار فوج اُس کے قبضہ میں تھی اور خزانۂ سرینگ پٹن کا کچھ شمار نہیں جیسے انتہا تھا۔

ملیبار میں کرنل ہمبرسٹن کی فوج ٹیپو کی فوج سے مقابلہ کر رہی تھی لیکن وہ بھی کامیاب نہیں نہ تھی اس لئے بمبئی کی گورنمنٹ نے ہمبرسٹن کی مدد کے لئے ایک چھوٹی سی فوج کے ساتھ جنرل میتھیوز کو مامور کیا۔

اِس مہم میں یہاں تک کامیابی ہوئی کہ شمالی کنارا میں راجہ من درگ اور ہونا ور[۱] اور حیدر علی کے چند جہازوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور جب بمبئی کی گورنمنٹ کو حیدر علی کے انتقال کی خبر پہونچی تو اُس نے فوراً جنرل میتھیوز کے نام پر حکم بھیجا کہ بدنور اور حیدر نگر پر قبضہ کر لیا جائے۔ چنانچہ جنرل مذکور اپنی چھوٹی سی فوج کے ساتھ جہاز پر سوار ہوا اور کنڈ پور

[۱] ہونا ور سے بیس میل کے فاصلہ پر دریائے شراوتی کے مشہور گرسوپا آبشار واقع ہیں یہ آبشار اگرچہ امریکا کے نایگرہ آبشار سے چھوٹے ہیں تاہم ان آبشاروں کی خوبصورتی خارج از بیان ہے۔ راجہ آبشار منجملہ چار آبشاروں کے ۸۳۰ فیٹ کی بلندی سے نیچے گرتا ہے اور نصف راستہ میں رُودرا آبشار سے ملجاتا ہے۔ یہ رُودرا آبشار بڑا ہیبت ناک لیکن نہایت خوبصورت آبشار ہے سنہ ۱۸۵۶ء میں اس آبشار کا عمق بڑی ہوشیاری سے ناپا گیا تھا۔ ایک جھولا فلاخن کے طور پر کھڈ کے دوسرے کنارہ پر پھینکا گیا تھا اور اس میں خود بیٹھکر ناپ کی ڈوری تہ تک پہونچائی گئی تھی اب یہ آبشار ریاست میسور کی ریاست میں ہیں۔ اور اس سے بجلی پیدا کیجاتی اور کلوں کو ذریعہ سے

میں جا اترا پھر تین روز میں حسین گدی درہ پر جا پہونچا۔ اس درہ سے حیدر گڈھ کی چڑھائی جو گھاٹ کی چوٹی پر آٹھ میل کے فاصلہ پر واقع ہے نہایت خوفناک ڈھلوان اور پتھریلی ہے یہیں کرنل میکلوڈ بپیانی سے چل کر اُس کا شریک ہوگیا جس کے ساتھ پہاڑ پر چڑھنے کی مشاق رجمنٹ تھی۔ ان بہادر سپاہیوں نے سنگینوں کی مدد سے سب مورچے چھین لئے۔ ہندوستانی سپاہی بھی اُن کے دوش بدوش چڑھتے چلے گئے۔ ہر چند غنیم کے ہزاروں آدمی مع توپوں کے حفاظت کو موجود تھے۔[1]

اِس زمانہ میں بڈنور (حیدر نگر) کا گورنر مالابار کی نیر قوم کا ایک شخص تھا جس کا نام شیخ ایاز یا حیات صاحب تھا۔ یہ زبردستی مسلمان کرلیا گیا تھا۔ اور حیدر علی کو اُس سے بڑی محبت تھی لیکن ٹیپو کو اُس سے عداوت ہوگئی تھی۔ اور اُس کی بجائے لطف علی بیگ کو اس کا جانشین مقرر کر دیا تھا۔ لیکن قبل اِس کے کہ لطف علی بیگ حیدر گڑھ پہونچ کر ایاز سے چارج لے ایاز کو یہ حال معلوم ہوگیا۔ اور اُس نے شہر اور قلعہ جنرل میتھیوز کے حوالہ کر دیا۔ اور خود ایک بڑا خزانہ لیکر بمبئی کو بھاگ گیا۔

ٹیپو کے لئے یہ امر ضروری تھا کہ اِس مقام کو از سر نو اپنے قبضہ میں لائے اِس لئے اُس نے ایک بڑی فوج فراہم کر کے اُسکے دو حصے کئے۔ ایک حصہ کو ساحل پر اس غرض سے بھیجا کہ انگریزوں کے خشکی سے تعلقات قطع کر دیئے جائیں اور دوسرے حصہ سے اُس نے حیدر گڑھ کا محاصرہ کیا۔ اِس وقت انگریزی سپاہ میں صرف ایک ہزار چھ سو آدمی تھے ان میں چار سو یورپین تھے۔ اِس ناکافی جماعت نے خود کو مجبور و محصور دیکھکر اطاعت قبول

---

[1] بورنگ صاحب انگریزی فوج اور جنرل میتھیوز اور کرنل میکلوڈ کی تعریف کرتے ہیں کہ بہادری سے ایسا کیا یہ نہیں کہتے کہ یہ سب شیخ ایاز کی سازش کا نتیجہ تھا۔

کرلی اور ٹیپو نے سب انگریزوں کو پابزنجیر کر کے سرینگ پٹن کو روانہ کر دیا جہاں جنرل میتھیوز بھوک کے مارے یا خراب کھانے کے زہریلے اثر سے فوت ہوگیا۔ پھر ٹیپو نے بذات خاص منگلور پر حملہ کیا جو اس سے پہلے جنرل میتھیوز نے لے لیا تھا تاکہ وہ کھویا ہوا قلعہ پھر واپس لے لیکن کرنل کیمبل بڑی بہادری سے مقابلہ پر جما رہا۔ ٹیپو کی طرف سے فرانسیسی فوج بہت تیز و تند حملے کر رہی تھی لیکن جب اسکو معلوم ہوا کہ یورپ میں انگریزوں اور فرانسیسیوں سے صلح ہوگئی تو اس نے معذرت کے ساتھ حملے کرنا موقوف کر دیا۔ با ایں ہمہ ٹیپو کے عزم میں فرق نہیں آیا اور اس نے قلعہ کے ہر طرف کے رستے بند کر دیئے تاکہ محصورین کو رسد نہ پہونچے اور وہ فاقوں سے تنگ حال ہو کر اطاعت قبول کرلیں اسی عرصہ میں ایک وبا پھیل گئی اور مریضوں سے ہسپتال بھر گئے۔ تب محصورین نے یہ حال زار دیکھ کر باہم مشورہ کیا اور یہ طے پایا کہ اطاعت قبول کیجائے چنانچہ اطاعت قبول کرلی گئی اور اس بہادر فوج کو تیلی چری چلے جانے کی اجازت مل گئی جو وہاں سے اسی میں ہے یہ عہدنامہ ۱۷۸۴ء میں واقع ہوا۔ اس کی شرطوں کے موافق ٹیپو اس تمامی ملک پر جو کنارا اور مالابار میں حیدر علی کے قبضہ میں تھا از سر نو قابض ہوگیا۔ اور اس نے قریب قریب تیس ہزار عیسائیوں کو کھدیڑ کر میسور میں داخل کر دیا۔ اس ظالمانہ فعل کے متعلق خود ٹیپو کا بیان ہے کہ پرتگالیوں نے مغربی ساحل پر مسلمانوں کو مذہبی آزادی سے روکا اور ہندوؤں کو اُنکے ملک سے نکالدیا اور جو لوگ نہ گئے انکو کرستان کر ڈالا یہ اُس کا بدلہ ہے۔ چنانچہ ٹیپو لکھتا ہے کہ بادولت کے سامنے ساٹھ ہزار عورت مرد گرفتار لائے گئے اور وہ دارالخلافہ کو روانہ کئے گئے۔ وہاں اُن کو دیندار افسروں نے مسلمان بنایا۔ اِسی قسم کے ظلم کورگ کے باشندوں کے ساتھ ہوئے۔ یہ وہی کوہستانی ضلع ہے جہاں پہلے اِن لوگوں نے حیدر علی سے مقابلہ کیا تھا

اور اب ٹیپو کے گورنر کا مقابلہ کیا جس کو سنتے ہی ٹیپو فوج لیکر اُن کے ضلع میں گھس پڑا۔ اور کورگ والوں کی رسم قبیحہ پر کہ اُن کی عورتیں کئی کئی خاوند کرتی ہیں ان کو سخت ملامت کی۔ اور کہا کہ اگر پھر ایسا مفسدہ ہوا تو تم سب کو مسلمان کر لیا جائیگا اور وطن سے خارج کئے جاؤ گے۔ چنانچہ اس مفسدہ پر اُس نے پچھلی دھمکی کو سچ کر دکھلایا۔ یعنی تمام لوگوں کو اُس ضلع سے نکال کر سرنگاپٹم میں لے گیا اور وہاں وہ مسلمان کئے گئے اور اُنہیں ایسے کام کرنا پڑے جو خود سر بادشاہ نے کرنیکو حکم دیا[۱]+

حیدر علی کے انتقال سے قبل تبخوے کے انگریزی رزیڈنٹ مسٹر سلیون نے ملابار میں کوئیٹور کے راستہ سے پال گھاٹ کو ایک فوج بھیجکر یہ قصد کیا تھا کہ یہ فوج کرنل ہمبرسٹن کی فوج کے ساتھ ملکر کارروائی کرے لیکن اس میں آیرکوٹ نے مدد نہ کی جس سے اس مہم میں اول سے آخر تک ناکامی ہوئی اب مسٹر سلیون نے انگریزی مقاصد کو ترقی دینے کی نیت سے میسور کی رانی کے سفیر ترمل راؤ سے خط و کتابت شروع کی۔ یہ سفیر مقید راجہ کو مسند نشین کرانا چاہتا تھا۔ چنانچہ بسر کردگی کرنل لینگ ایک فوج روانہ کی گئی[۲] اور اس فوج نے کوئمبٹور اور مدیورا کے مابین بہت سے مقامات پر قبضہ کر لیا۔ تھوڑے عرصہ کے بعد کرنل فلرٹن کمانیر مقرر ہوا۔ اور یہ خبر پاکر کہ ٹیپو نے منگلور کے عہدنامہ سے انحراف کیا کرنل فلرٹن محصورہ فوج کی مدد کے واسطے ڈنڈی گل سے پال گھاٹ کو روانہ

[۱] ان لوگوں نے جلاوطنی کے بعد خود اپنا مسلمان ہونا بہتر سمجھا۔ اور وہ مسلمان ہونیکے بعد فوجوں میں بھرتی کر لئے گئے۔

[۲] ذرا اس نیک نیتی پر غور کیجئے۔ اُدھر تو حیدر علیخاں سے دوستی اور مصالحت کا اقرار جو ولایت سے مستند ہو کر آیا۔ اِدھر صاحب رزیڈنٹ کی یہ خفیہ کارروائی+

ہوا اور یہ ممکن کہ میسور کی فوج میں ناراضی کے آثار موجود تھے اور ٹیپو کو معزول کرنے کی سازش
ہو رہی تھی اُس کی ہمت اور بڑھ گئی لیکن ٹیپو کو عین وقت پر خبر مل گئی اور سازش کے سرغنہ
سوائے دو شخصوں کے جو آہنی پنجروں میں بند تھے توپ سے اُڑا دیئے اور بعض کو سولی دی گئی
فلرٹن باوجود اکثر موانع کے جو بارش سے پیدا ہو گئے تھے اور نیز ناملی پہاڑ کے گنجان جنگلوں کے
جو درمیان میں حائل تھے پال گھاٹ جا پہونچا اور یہاں کی فوج نے اس کی اطاعت قبول
کر لی۔ پھر وہ کویمبٹور کو روانہ ہوا اور اسے فتح کر لیا۔ اور قبل اس کے کہ وہ اور کارروائیاں
کرے اُسے خبر ملی کہ ٹیپو نے صلح کی گفتگو کے لئے وکیل بھیجے تھے اور صلح قرار پا گئی۔
اور فلرٹن کے پاس ہدایتیں پہونچیں کہ وہ آیندہ جنگ کی کارروائی ملتوی کرے۔ چونکہ
اُس کی فوج میں تیرہ ہزار سپاہی تھے اس لئے خیال ہوتا ہے کہ اگر [1] ٹیپو پر دوسری
انگریزی افواج سے اس کی فوج بھی جا ملتی تو ٹیپو کو کامل شکست ہو جاتی لیکن انگریزی
فوج کی زبردست کوششیں مدراس کے سول حکام کی بزدلی اور بے ترتیبی سے
بیکار ہو جاتی تھیں اس لئے کوئی تعجب کی بات نہیں کہ بڑی طولانی [illegible] کے بعد
جس میں مدراس کے وکلاء خوب ذلیل ہوئے ٹیپو نے ۱۷۸۴ء میں [illegible] پر دستخط
کر دیئے جس کی رو سے یہ قرار پایا کہ فریقین اپنے اپنے مفتوحہ مقامات اور قیدی واپس
کر دیں۔ یہ ایسا صلحنامہ تھا جس پر ٹیپو نے بڑا فخر کیا کہ انگریز میرے سامنے عاجزی سے گردن جھکانے پر مجبور ہوئے

[1] یہاں مطلب برعکس ورنہ ٹیپو سلطان برابر فتح پر فتح حاصل [illegible]
پر انگریزوں نے قبضہ کر لیا تھا ان سے دو قلعے بہ فتح کامیابی واپس لے رہا تھا [illegible]
کی کیا ضرورت تھی بلکہ خود مدراس سے اُسکے پاس ایلچی آئے تھے اور اُن کی بہ التجا صلح قرار پائی
اور فلرٹن کی فوج ساحل کی فوج سے کیونکر مل سکتی تھی جبکہ ٹیپو نے تمام راستے بند کر رکھے تھے

اس صلحنامہ کا یہ قدرتی نتیجہ نکلا کہ ساحل مالابار کا جنوبی حصہ پھر ٹیپو کے قبضہ میں آگیا اور فلرٹن کی سب محنت رائیگان گئی رہی قیدیوں کی رہائی تو سینکڑوں قیدی تو جیلخانوں میں پڑے گھل رہے تھے۔ اور ہزاروں کو ٹیپو جبریہ اُن کے وطن سے پکڑ لے گیا تھا۔ اُن میں بہت ہی محدود تعداد کے قیدی رہا ہوئے اور بہت سے قیدی شدید تکلیفات سے مر گئے۔ اور بہتیرے ٹیپو کے جلادوں کی نذر ہوئے۔ علاوہ جنرل متھیوز کے اور بھی بہت سے انگریز ناقص کھانوں کی زہریلی تاثیر سے ہلاک ہو گئے یا ہلاک کر دیئے گئے۔

ممالک پائیں گھاٹ میں میر معین الدین خان بہادر سپہ سالار کی جوانمردی اور انگریزوں سے جنگ و صلح

واقع سنہ ۱۱۹۸ھ

جب ٹیپو سلطان دار السلطنت کو روانہ ہوا تو میر معین الدین خان سپہ سالار دال پنڈل ندی کے کنارے خیمہ زن تھا۔ اس میں جاسوسوں نے خبر دی کہ جنرل لانگ بہادر مع فوج انگریزی کروڑ اور ڈنڈیکل کی تسخیر کے ارادہ سے آرہے ہیں ترچناپلی سے روانہ ہو چکے یہ خبر پہونچتے ہی پہلے تو بدر الزمان خان حسب الحکم سلطانی تفنگچیوں کے بارہ رسالے مع اتوا پے لے کر روانہ ہو گیا۔ پھر اسکے پیچھے دوسرا لشکر روانہ ہوا جب خان مذکور ڈرہ ڈاریلے میں پہونچا معلوم ہوا کہ قلعہ کروڑ کے قلعدار عثمان خان کشمیری نے باوصف موجود ہونے سپاہ اور ذخیرۂ جنگ کے وہ قلعہ جنرل موصوف کے حوالہ کر دیا اور خود روشن خان اور سرپٹ

کے پاس چلا گیا۔ جو نایروں کی تنبیہ پر مامور تھے۔ اِدھر جنرل لانگ نے اُس قلعہ میں اپنا انتظام قایم کر کے قلعہ اڑوا کرچی کا محاصرہ شروع کیا۔ خان موصوف نے قمرالدین خان کابلی کے اتفاق سے جنرل لانگ کی فوج پر تاخت کا سامان کیا لیکن کچھ فیصلہ نہ ہوا۔ انگریزی توپوں سے بہت لوگ کام آئے اور جنرل لانگ نے وہ قلعہ فتح کر لیا۔ اور بدرالزمان لاچار ہوکر دھاراپور چلا گیا لیکن روشن خان اور سریت راؤ انگریزی فوج کے آس پاس رہکر لوٹ مار کرتے رہے۔ یہ حال سُن کر چار پانچ روز کے بعد میر معین الدین خان بہادر سپہ سالار فوج سلطانی نے وہاں پہونچ کر عثمان خان کشمیری کی نمک حرامی پر اُسکو پھانسی دیدی پھر انگریزی فوجوں کی مدافعت پر آمادہ ہوئے۔ اسی درمیان میں موشیر بہوسی بہادر فرانسیسی کا ایک خط اُن کے نام اِس مضمون سے آیا کہ انگریزی فوج لڑنے کے قصد سے گوڈپور میں آرہی ہے تم جلد اپنی جمعیت سمیت یہاں آجاؤ تاکہ ہم اور تم دونوں ملکر اُن سے جنگ کریں اس کے بعد اُس طرف کا انتظام کیا جائے۔ میر معین الدین خان نے اِس خط کو پاتے ہی روشن خان اور بدرالزمان خان کو تاکید کی کہ یہاں کی حفاظت کا انتظام رکھیں اور خود کریلم گڑھی کے محاصرہ کو جا پہونچے۔ یہاں انگریزی لشکر کی رسد کا ذخیرہ جمع تھا۔ اس گڑھی کو سید صاحب نے گھیر لیا نتیجہ یہ کہ قلعہ والے مقابلہ کرنے سے عاجز آئے اور اسی رات کو اپنا ضروری اسباب لیکر اور باقی اسباب کو آگ لگاکر ترچنا پلی کی راہ لی۔ سید صاحب نے اُسپر قبضہ کر لیا۔ پھر گوڈپور کو گئے۔ اور کچھ رسالے اور توپیں موشیر بہوسی کی کمک کو قلعہ میں بھیجکر خود مع سوار و پیادہ ٹلبر کی راہ روکنے کو روانہ ہوئے لیکن انگریزی لشکر جنرل اسٹوارٹ کی سرکردگی میں پلیچری اور ناگور کے راستہ سے آکر قلعہ گوڈپور کے پچھم کورٹ ندی کے کنارے خیمہ زن ہو گیا۔ ڈیڑھ ہزار فرانسیس

ملازم سلطانی نے مع بارہ ضرب توپ کے مصروف جنگ ہوئے اور جنرل اسٹوارٹ نے پہاڑی پر توپیں چڑھا دیں وہاں سے گولہ باری ہونے لگی صبح کو مدراس سے ایک جہاز آپہونچا اُس سے تین گورے قلعے کی طرف سر کئے اور انگریزی فوجیں فرانسیسی فوج اور سلطانی سپاہ پر تاخت کرنے کی نیت سے قریب آگئیں۔

سپہ سالار فرانسیس نے جب یہ رنگ دیکھا تو اپنے ڈیڑھ ہزار فرنگستانی جوانوں کو آراستہ کرکے موسیٹر نیلیش اور موسیٹر کرمیو کرنل کے ہمراہ انگریزوں کی مدافعت پر مامور کیا۔ اور بہادر خان رسالدار اور بیر علی بیگ نے بڑی بہادری سے توپوں پر قابو رکھا۔ اس موقع پر انگریزی فوج چار ہزار تھی اُس نے گولوں کی بارش سے فرانسیسیوں کو پریشان کیا لیکن فرانسیسیوں نے بھی نہایت جوانمردی سے داد مردانگی دی اور توپوں سے بندوقوں اور بندوقوں سے سنگینوں پر نوبت پہونچ گئی اور سلطانی فوج نے بھی جان لڑانے میں کمی نہیں کی نتیجہ یہ کہ انگریز پسپا ہوئے۔ اور فرانسیسیوں میں سے پانچ چھ سو آدمی بچ کر قلعہ میں واپس آئے اور یہاں سے انگریزوں کی مدافعت کو ایک بڑی فوج تیار ہوکر میدان میں آئی لیکن انگریزوں نے دوسرے روز پر جنگ کو موقوف رکھا۔ دوسرے روز میدان جنگ پھر گرم ہونیوالا تھا۔ جو ولایت میں انگریزوں اور فرانسیسیوں کے درمیان صلح ہوجانیکی خبر آئی اس خبر کے آتے ہی دونوں نے جنگ موقوف کر دی اور دونوں ایک میز پر بیٹھکر کھانے لگے۔ اور انہیں دنوں ٹیپو سلطان اور انگریزوں سے مصالحت کا سامان ہوا۔

تب بدر الزمان خان اور میر معین الدین خان فرانسیسی سردار کی اجازت سے کرنول کو روانہ ہوگئے اور میسور کی سرحد میں جا اترے۔ یہاں میر معین الدین خان

بہادر سپہ سالار فوج سلطانی کے نام ٹیپو سلطان کا فرمان پہونچا کہ مابدولت اور انگریزوں درمیان صلح ہو گئی ہے تم قلاع پائین گھاٹ انگریزوں کے سپرد کر کے چلے آ ؤ چنانچہ میر معین الدین خان نے اُس طرف کے سب قلعداروں اور عاملوں کو جمع کر کے اِس فرمان کی تعمیل کی اور زمین دوز قلعے مع شہر پناہ آرکاٹ جس کی از سر نو ترمیم ہوئی تھی توڑ تاڑ کر مع فوج و حشم حضور سلطانی میں حاضر ہو گئے۔

انہیں دنوں میں میر محمد صادق جنہوں نے ایک مدت تک آرکاٹ کی کوتوالی کا کام نہایت عمدگی سے انجام دیا تھا ٹیپو سلطان کے مزاج میں دخیل ہو کر منصب دیوانی پر مامور و سرافراز ہوئے۔ اور اسی اثناء میں حاکم پونا اور نظام حیدر آباد کی طرف سے مبارکباد جلوس کے تہنیت نامے مع تحایف و جواہرات بیش قیمت پیش ہو کر ٹیپو سلطان کی طرف سے ان کے جواب میں اُن سے زیادہ قیمتی اور نادر تحفے پیشوائے پونا اور نظام حیدر آباد کو بھیجے گئے +

عزم تسخیر کوہ نرگونڈا۔ راجہ بنکپنور کا استیصال ۔ کمان گڑھ کی تعمیر

۱۱۹۸ ھ

ساحل تنگ بھدراندی کے خفیہ پرچہ نویسوں نے حضور سلطانی میں یہ حالات تحریر کیے کہ آج کل اکثر پالیگار سرکشی ظاہر کر رہے ہیں ازانجملہ حاکم بابا دنرگونڈہ نے علانیہ انحراف و تمرد شروع کیا ہے۔ دو سال سے نذرانہ کی رقم روانہ نہیں کی بلکہ بعض علاقہ جات سلطانی میں لوٹ مار کا حوصلہ کیا ہے اور بنکپنور اور مدن پلی کا راجہ بھی اُس کے

ساتھ مل گیا ہے تب ٹیپو سلطان نے دریافت حالات کے لئے سید غفار کو مع اُس کی جمعیت کے اُس طرف کو روانہ کیا۔ سید غفار کو یہاں پہونچ کر معلوم ہوا کہ حاکم نرکونڈا نے پرس رام ناظم مرچ کے درغلانے سے اِس انحراف و بغاوت کا سامان کیا ہے اور اُس کے دماغ میں یہ خیال خام پیدا ہوا ہے کہ دریائے کرشنا اور تنگ بھدرا کے درمیان کا ملک اپنے قبضہ میں لائے اور وہ میرے آنے کی خبر سُن کر جنگ پر مستعد معلوم ہوتا ہے جب حضور سلطانی میں یہ حالات پہونچے تو برہان الدین خان سپہ دار کو تین پلٹنیں اور پانچ ہزار سوار جرار و آٹھ ضرب توپ دیکر حاکم نرکونڈا کے ملک کی تسخیر اور اُس کی گرفتاری کا حکم دیکر روانہ کیا گیا۔ اور شیخ عمر کو دو ہزار سوار اور دو پلٹنیں اور چھ ضرب توپ دیکر مدن ہلی اور دیون ہلی کی راہ سے راجہ ہنگنور اور مدن ہلی کی سرکوبی کو بھیجا۔ شیخ عمر نے کوہستان کیوار شرقی نندی درگ میں پہونچ کر ایک عمدہ مقام میں قیام کیا۔ یہاں لوگوں کی زبانی معلوم ہوا کہ اس کوہستان میں ایک بہت بڑا بلند پہاڑ ہے اُسکے اوپر ایک تالاب ہے جسکی تھاہ نہیں ملتی۔ اگر وہاں کوئی قلعہ بنایا جائے تو اِس طرف کے انتظامات میں نہایت بکار آمد ہو۔ شیخ عمر نے اُس پہاڑ پر چڑھ کر اُس مقام رفیع کو اسی لائق سمجھا اور اُس کی حقیقت بذریعہ عرضداشت حضور سلطانی میں گذارش کی۔ اور سرحد ہنگنور میں پہونچ کر راجہ کے پاس پیغام صلح و اطاعت بھیجا لیکن اُس کی سرکشی اور نخوت نے اطاعت کی اجازت نہ دی اور بارہ ہزار پیادہ لیکر مقابلہ کو باہر نکلا۔ تب سپہ دار موصوف نے بعد جدال و قتال اس کو شکست دیکر اُس کا سر قلم کر دیا۔ اور اس کی بقیہ جماعت نے بھاگ کر ہوئی کنڈہ کے جنگل میں پناہ لی۔ تب سپہ داران مذکور نے گرامی رام سندام کو جو راجہ مقتول کا ایک تعلقہ مقام تھا ایک حملہ میں فتح کر کے ہوئی کنڈہ کے جنگل کو جا گھیرا۔ ہوئی کنڈہ کے

پالیکار راجہ کا نام چک رایل تھا۔ اُس نے یہ حالت دیکھکر قلعہ بنگنور اپنے معتمدین کو سپرد کردیا۔ اور خود پہاڑ کے اوپر مہیب جنگل میں جا بیٹھا اور وہیں چار ہزار پیادوں کی جمعیت فراہم کرلی۔ اس حالت میں سپہدار مذکور نے قلعہ بنگنور کا محاصرہ کرکے اُس کو فتح کرلیا۔ اور اس میں اپنا انتظام قایم کرکے کوہ اول پلی کے محاصرہ میں مصروف ہوا۔ جس کے جنگل میں وہ راجہ پناہ گزین تھا۔ آخرکار بمشکل تمام ڈھائی مہینے میں اُس کو فتح کرپایا۔ اور پالیکار مذکور تھوڑے آدمیوں کے ساتھ علاقہ چیتوڑ میں بھاگ گیا۔ اور قلعہ بنگنور اور اول پلی مع قصبات وعلاقہ جات متعلقہ وسامان موجودہ سپہدار کی ضبطی میں آئے۔ اور ہر ایک کا مناسب انتظام کرکے خیرخواہ قلعداروں کی حفاظت میں چھوڑے گئے اور سپہدار مذکور مع مال غنیمت و افیال وافراس وغیرہ بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوکر مورد الطاف خسروانی ہوا۔ بعد ایک ہفتہ کے ٹیپو سلطان اُس کوہ فلک شکوہ کے ملاحظہ کو روانہ ہوا۔ اور پہاڑ کے اوپر ایک قلعہ جدید بنانے کا حکم دیکر اس قلعہ کا نام رحمان گڑھ رکھا۔ پھر دیون ہلی کو قدوم میمنت لزوم سے عزت بخشی۔

چونکہ یہ مقام سلطان کا مولد تھا اس لئے وہاں کی رعایا پر نوازش خاص مبذول فرمائی۔ اور ہر ایک کو انعام واکرام سے شادکام کیا۔ اور دیون ہلی کا نام یوسف آباد رکھا۔ اور وہاں کے قلعہ کی مرمت اور تعمیر عمارت ہائے پختہ وسنگین کا حکم دیکر ڈیڑھ مہینے سیر وتفریح کرکے دارالسلطنت کو واپس آیا اور بنگنور اور مدن پلی کی ریاستیں ضمیمہ ممالک محروسہ کی گئیں۔ برہان الدین سپہ سالار کا حال آیندہ آتا ہے +

کوہ نرکنڈا کا فتح ہونا

واقع سال مذکور یعنی ۱۱۹۸ھ

آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ ٹیپو سلطان نے برہان الدین سپہ سالار کو تین پلٹنیں اور پانچ ہزار سوار مع آٹھ ضرب توپ دیکر واسطے تسخیر کوہ نرکونڈہ اور گرفتاری راجہ کے روانہ کیا مطابق اُس کے سپہ سالار مذکور حدود کوہ نرکونڈہ میں پہونچا۔ اور اپنے ایک معتمد کو راجہ کے پاس صلح و آشتی کا پیغام دیکر بھیجا۔ لیکن اُس طرف سے بہت ہی تلخ و تند جواب آیا تب سپہ سالار مذکور نے ایک ندی کے کنارے خیمہ قایم کرکے دو طرف سے پہاڑ پر گولہ باری کرنے کو دمدمے قایم کئے۔ اور توپوں سے گولہ باری شروع کردی لیکن اُس طرف سے بھی پوری مردانگی کا اظہار کیا گیا۔ بلکہ ایک رات کو موقع پاکر ایک جمعیت پہاڑ سے اتری۔ اور فوج سلطانی پر شبخون مارا۔ اس شبخون میں صلابت خان بخشی مع دو سو سوار کے شہید ہوئے۔ تب سپہ سالار و سپہداران عساکر سلطانی نے حلقۂ حصار کو اور تنگ کردیا۔

لیکن گرمی کا موسم کوہستان کو قیام پانی کی قلت سے تمام فوج غیر معمولی تکلیف میں مبتلا ہو گئی اور باوصف تدبیرات چند کوئی صورت اُس پہاڑ کے فتح کرنے کی نظر نہ آئی۔ ادھر راجہ بھی سخت متردد اور پریشان تھا۔ کہ اب فوج سلطانی سے مخلصی ممکن نہیں اس لیئے ہراساں ہوکر ناظم صوبۂ مرچ اور کارپرداز پونہ سے مدد طلب کی تھی۔ پس ناظم مرچ نے پانچہزار سوار روانہ کیئے۔ اور دس ہزار سوار پونا سے آنیوالے تھے

پونہ کے پرچہ نویسوں نے یہ حال بارگاہ سلطانی میں لکھ بھیجا۔ سلطان نے فوراً قمرالدین خان
کے نام حکم جاری کیا کہ تم اپنی جمعیت لیکر برہان الدین کی مدد اور افتتاح کوہ میں کوشش
کرو۔ لیکن سید محمد پیرزادہ داماد عبدالحلیم خان حاکم کڑپہ نے بہت سازیوں پیچکر پانچسو
سوار اور دو ہزار پیادہ نوکر رکھے تھے۔ اور انگریزوں سے ایک پلٹن اور دو توپیں
حاصل کی تھیں تاکہ بلاد کڑپہ اور اُس طرف کے قلعہ جات کو واپس لے سکے۔ اور وہ
اُس طرف کے علاقہ سلطانی میں لوٹ مار کرتا پھرتا تھا۔ جب قمرالدین خان اُس
نواح میں پہونچے تو پھل مامڑا میں دونوں سے مقابلہ ہوگیا۔ اور بعد جنگ و پیکار
قمرالدین خان نے اسکو شکست پر شکست دی۔ اور قریب قریب وہ سب کے سب مارے
گئے۔ سید محمد مع سردار انگریزی بھاگ کر جان بچائی۔ تب قمرالدین خان نے
اُس طرف کے تمام انتظامات درست کرکے بفور ورود فرمان سلطانی فوج مرہٹہ پر
تاخت کی جو دریائے کرشنا کو عبور کر رہی تھی۔ اُس میں سے بہتونکو وہیں مار لیا
اور اکثر اسیر کر لئے گئے۔ پھر برہان الدین کے لشکر سے جا ملا اور مناسب مقام
پر اپنا کیمپ علیحدہ قایم کیا۔ جب کوہ نشین راجہ کو فوج مرہٹہ کی شکست کی خبر پہنچی
اُس کی کمر ٹوٹ گئی۔ اور افواج سلطانی سے مقابلہ و محاربہ کی قوت نہ دیکھ کر صلح کا
پیغام بھیجا۔ قمرالدین خان اور برہان الدین نے سید حمید سپہدار اور مرزا حیدر علی
بیگ رسالدار کو راجہ کے پاس بھیجا تا اُس کو دام تزویر میں پھانس لائیں۔ چنانچہ یہ
دونوں گئے اور اُسکو لے آئے۔ جب وہ آگیا تو اسکو قید کر لیا گیا۔ پھر اُسکے تمام اہل و
عیال کو قید کرکے سب کو مرزا حیدر علی بیگ رسالدار کی حراست میں سرینگ پٹن
کو روانہ کیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ راجہ کی لڑکی نہایت خوبصورت تھی وہ مسلمان ہوکر

حرمسرائے سلطانی میں داخل کی گئی اور وہ پہاڑ اور قلعہ اور تعلقہ ایک خیرخواہ معتمد سلطانی کے سپرد کر کے ممالک محروسہ میں شامل کیا گیا۔

آگے چلکر عجب اتفاق ہوا کہ برہان الدین خان کو قمرالدین خان پر شک ہوا۔ اور ٹیپو سلطان کو عرضی لکھ بھیجی کہ قمرالدین خان کا ارادہ کچھ سے کچھ معلوم ہوتا ہے۔ وہ خفیہ نظام حیدرآباد کی سرکار میں جانیکا ڈول ڈال رہا ہے۔ اور چادر گھاٹ حیدرآباد میں ایک عالیشان مکان بنوایا ہے تا وہاں جاکر اُس میں سکونت اختیار کرے۔ سلطان نے اس عرضداشت کو ملاحظہ کر کے بلاتحقیق مزید قمرالدین خان کو مع اُس کے دیوان اور لشکر کے اپنے حضور میں طلب کیا۔ قمرالدین خان کو دیوان کی شہرت بدنامی سے خوف ہوا کہ مبادا اس کے ساتھ کچھ سختی کیجائے اسلئے اُسکو ایک لاکھ روپیہ دیکر حیدرآباد بھیجدیا۔ اور خود مع لشکر حاضر حضور ہوا۔ وقت حصول ملازمت سلطان نے دیوان کو پوچھا۔ تو عرض کیا کہ وہ رخصت لیکر اپنے متعلقات کو لینے حیدرآباد گیا ہے سلطان کے دل میں جو شک برہان الدین کی عرضی سے پڑ گیا تھا وہ مضبوط ہو گیا۔ اور سلطان نے قمرالدین خان کو قید اور اس کی جمعیت کو اپنے لشکر میں شریک کر لیا +

ٹیپو سلطان کا سرکشان کورگ پر لشکرکشی کرنا اور اسی ہزار مرد و زن کا اسیر کرلانا واقع سال مذکور یعنی سنہ ۱۱۹۸ھ

ٹیپو سلطان نے اپنے عہد فرمانروائی میں زین العابدین خان مہدوی کو بالادو کورگ کا فوجدار کیا جس نے اس سے پہلے سلطان کی مصاحبت میں رہکر اعتبار خاص پیدا کیا تھا۔

چونکہ خان مذکور کو یہاں کے سیاہ و سپید کا اختیار تھا اور سلطان کے دل میں خاص گنجایش رکھتا تھا اس لئے وہ نشۂ حکومت سے مدہوش ہو کر شہوت پرستی پر مایل ہو گیا۔ اور معززین کورگ کی خوبصورت خوبصورت لڑکیاں پکڑوا کر ہم بستر ہونے لگا۔ خان مذکور کی اس حرکت نے تمام اہل کورگ کو برافروختہ کر دیا۔ اور انہوں نے اتفاق کر کے ملک کو تاراج کرنا شروع کیا اور زر سرکاری دینا موقوف کر دیا۔ اور خان مذکور کے قلعہ کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ یہ حالت دیکھکر خان مذکور گھبرایا اور ایک سانڈنی سوار کی معرفت بارگاہ سلطانی میں یہ عرضی روانہ کی کہ اس ملک کی رعایا بہت ہی سرکش ہے۔ نواب خلد مکان کے ساتھ بھی بار بار سرکشی و بغاوت کا اظہار کر چکی ہے۔ اُسی طرح اب بھی اُنھوں نے اطاعت سلطانی سے منحرف ہو کر رعایائے سلطانی کو لوٹنا شروع کیا ہے۔ اور محاصل سلطانی بھی ادا نہیں کرتی۔ مزید برآں قلعۂ سلطانی کو چاروں طرف سے یورش کر کے گھیر رکھا ہے۔ میرے پاس اتنے گروہ کثیر و باغیان شریر کی سرکوبی و استیصال کا سامان نہیں۔

جیسے ہی یہ عرضی سلطان کو پہونچی اُس کے سنتے ہی سلطان کو اہل کورگ کی تمام پچھلی سرکشیاں یاد آگئیں اور اُن کے انحراف و شرارت کی گذشتہ تصویر اُس کے سامنے پھر گئی اور خیال کیا کہ باشندگان کورگ فوج سلطانی کو بار بار تکلیف دیتے ہیں اور بعد تنبیہ چند روز مطیع رہکر پھر سرکشی و انحراف کا طریق اختیار کرتے ہیں اس لئے اب کی مرتبہ اُن کو قرار واقعی سزا دینا چاہئے۔ یہ خیال کر کے سلطان نے اپنے لشکر کو تیار ہونے کا حکم دیا اور دار السلطنت سے ڈیڑھ فرسنگ سلطان سینبھ میں خیمہ زن ہو کر زین العابدین خان شوشتری سپہدار کو دو ہزار تفنگچی کے ساتھ آگے روانہ کیا۔ تاکہ وہ ظفر آباد (کورگ) پہونچکر امنیت قایم کرے اور فوجدار محصور کو اطمینان دلاکے

وہ دروازہ گھاٹ پر پہونچا ہی تھا کہ متمرد جماعت نے تیر و تفنگ سے اُس کا مقابلہ کیا۔ اُس نے کبھی لڑائی کی صورت نہ دیکھی تھی اس لئے بیماری کا بہانہ کر کے ایک جگہ پناہ گزین ہوگیا۔ جب یہ خبر حضور سلطانی میں پہونچی تو سلطان نے اُس پر نفرین کی۔ اور خود بعد دو ہفتہ آراستگی لشکر اور تقسیم ماہوار فوج سے فارغ ہو کر مع بیس ہزار فوج باقاعدہ اور بارہ ہزار پیادہ اور دس ہزار سوار لیغاگر اور بائیس ضرب توپ کے ۱۵- ذی الحجہ ۱۱۹۸ھ ہجری کو عازم کورگ ہوئے۔

اور سرحد کورگ میں پہونچ کر سواروں کو پریاپٹن۔ سداپور۔ منظر آباد میں چھوڑ کر فوج پیادہ و سامان جنگ کے ساتھ اُس ملک کے اندر داخل ہوئے۔ اُس ملک کی خوبیوں کا حال کیا بیان کیا جائے۔ کمر کمر تک وہاں کے کھیت لہلہا رہے تھے اور جنگل میں انواع و اقسام کے درخت مثل ساگوان و صندل و رال سفید و عود خام وغیرہ کی قدرت کا شاندار نمونہ ظاہر کرتے تھے۔ کالی مرچ (فلفل سیاہ) کے درختوں کا مسلسل جال نہایت دلفریب معلوم ہوتا تھا۔ اور چھوٹی الائچی کے درختوں کے نیچے الائچیاں جوار مکا کے کھیتوں کی طرح پھیل رہی تھیں۔ دارچینی کے درخت آسمان سے باتیں کرتے تھے۔ اور باغستانی درختوں میں فالسہ۔ موز۔ بیری۔ عین الناس۔ سفرجل۔ کٹھل۔ بڑھل۔ جامن وغیرہ کے درختوں سے اُس زمین پر باغ کی کیفیت نظر آتی تھی۔ اور پھولوں میں گل مہندی۔ گیندا۔ نسرین۔ سوسن۔ چنپا۔ گلزار ہمیشہ بہار کی کیفیت ظاہر کرتے تھے۔ ہاتھی اور ہتھنیوں کے گلے اور اُنکے بچے کثرت سے جنگل میں پھرتے اور پہاڑیوں کے نیچے سونڈوں سے درختوں کی شاخیں توڑتے نظر آتے تھے اور یہ جنگل اُن کا جولانگاہ تھا۔ اُس ملک کے لوگوں نے اِن ہاتھیوں کی تاخت سے محفوظ رہنے کے لئے ایک

بہت بڑا حصار مع بروج و فصیل کے بنا کر اُس کے آس پاس بہت گہرا خندق کھود لیا تھا اور حصار کے اندر رہنے کے مکان بنائے تھے تا ہاتھیوں کی تاخت سے اُن کو پناہ رہے۔ اُن گھروں میں رہتے اور اُس لالہ زار کا لطف اٹھاتے تھے۔ گلے سے گھٹنوں تک کا ایک لباس پہنتے چمڑے کی ٹوپی سر پر لگاتے۔ ایک رومال کمر میں باندھتے تیر لگانے اور بندوق چلانے میں ہر شخص مشاق پایا جاتا۔ اُن کی عورتیں حُسن کی دیویاں نظر آتیں۔ اُن کے حُسن و جمال سے اُس سرزمین پر پرستان کی کیفیت معلوم ہوتی اور اُن کے حُسن کو اُن کا لباس پوشیدہ نہ کرتا بلکہ وہ دو ہاتھ کا رومال سینہ پر باندھ لیتیں اور ناف سے زانو تک دوسرا باندھتیں۔ باقی سب جسم کھلا رہتا۔ وہاں کے مردوں میں قوت رجولیت کم ہوتی اس لئے چار چار تین بھائی ایک عورت کو بی بی بناتے یا چار دوست ملکر ایک عورت کو زوجہ قرار دیتے اور ایک ایک روز کی باری سے اُس کے پاس رہتے یا سب ایک ہی رات کو یکجا ہم بستر ہوتے۔ اور جو اولاد ہوتی وہ سب کو درشہ کی مستحق قرار پاتی +

اِس جنگل میں مذکورۂ بالا خوبیوں کے ساتھ بعض خوفناک چیزیں بھی کثرت سے پائی گئیں۔ مثلاً وہاں کے سبز و شاداب درختوں کے پتوں پر پانی کی نمی سے جونکیں چمٹی رہتی ہیں۔ وہ آدمی پر کود کر گرتی اور کہیں نہ کہیں اُس کے جسم سے چمٹ جاتی ہیں اور جب پیٹ بھر کر خون پی لیتی ہیں تب علیحدہ ہوتی ہیں اسی طرح بڑے بڑے اژدہے اور زہریلے سانپ اور بچھو اور دوسرے زہریلے جانور کثرت سے اُس جنگل میں رہتے پائے گئے۔ سلطان نے اہل فوج کو ہر طرح کی احتیاط و حفاظت کا حکم دیا اور اِس جنگل کو تنگل کی راہ سے عبور کر کے خار بند رن منڈل کے سامنے کچھ فاصلے سے اپنا فوجی کیمپ قایم کر دیا۔ رن منڈل وہ حصار تھا جو اُس ملک کے آدمیوں نے سلطانی فوج کے مقابلہ کو تیار کیا تھا۔ اور جو

چاروں طرف کے سورما بہادر اور وحشی نژاد نایر نیزہ و شمشیر تیر و تفنگ سے مسلح ہو کر جمع ہوئے تھے
سلطان نے اپنی فوج کے دو سپہداروں کو حکم دیا کہ دروازہ سن منڈل کے سامنے
جاکر تیر و تفنگ سے حملہ کریں اُس حکم کے مطابق وہ گئے لیکن ان لوگوں نے اپنی بہادری
سے اُن دونوں لشکروں کو پسپا ہونے پر مجبور کیا اور اکثر سپاہی کام آئے۔ تب سلطان نے
خود حملہ کی تیاری کی اور ایک طرف سے موسیٰر لالی فرانسیس کو مع فوج فرنگ و اسد اللٰہی
رسالوں کے اور دوسری طرف سے پیادگان جلو دار کو ایک ہی وقت میں ٹوٹ پڑنے کا
حکم دیا*

مگر اس گھمسان کی جنگ اور متواتر حملوں میں بہادران مخالف نے بھی بڑی جوانمردی
ظاہر کی کئی مرتبہ حملوں کو روکا اور فوج سلطانی کو پیچھے ہٹا لے گئے لیکن کہاں سلطان
کی باقاعدہ فوج اور کہاں ان کی وحشی جماعت۔ آخر کار چار گھنٹے کی جنگ کے بعد ان کا شیرازہ
جمعیت پریشان ہو گیا اور سلطانی فوجوں نے درمیان میں گھس کر ان کی صف بندیوں
کو متفرق کر دیا۔ اکثروں کو تلواروں سے مار لیا۔ اور بہتیرے بھاگ کر جنگل میں جا چھپے اور وہ
میدان صاف ہو گیا۔ ازاں بعد سلطان نے وہاں سے کوچ کر کے سواد ہلگی نامی مقام فرمایا
یہاں زین العابدین خان شستری بھی اپنی جماعت دور کر سنے کے لئے موضع خوشحال پور کو
غارت کر کے اور عورت مرد کی ایک جماعت کو اسیر لاکر حضور میں حاضر ہو گیا۔ سلطان نے
اُس کو دیکھ کر تبسم فرمایا مگر کچھ کہا نہیں۔ پھر حضرت نے چار رسالے مع سامان جنگ قلعہ
ظفر آباد کو روانہ فرمائے اور خود بدولت ۵ محرم سنہ ۱۱۹۹ھ تک سواد ظفر آباد میں فرو کش رہے

* نواب حیدر علیخان جن یتیم بچوں کی پرورش کرتا یا جو لڑکے مسلمان ہو کر فوج میں داخل
ہوتے اُن کو رسالہ اسد اللٰہی میں جگہ دی جاتی اور یہ رسالے اسد اللٰہی کہے جاتے۔

اور اس درمیان میں دوسرے امرا اور افسران فوج سے نے دوسرے مواضعات سے فرقہ مخالف سے دو تین ہزار آدمیوں کو قتل کر ڈالا۔

جب نایروں کے کارپرداز سرداروں نے جن میں موٹی نارا و رنگانار زیادہ سرکش اور اُس قوم کو بھڑکانے والے تھے یہ حال مشاہدہ کیا اور سمجھے کہ یہ فرقہ وحشی کسی طرح سلطانی فوج کا سامنا نہیں کر سکتا تو نہایت سخت دشوار گزار جنگل اور پہاڑ میں بھاگ گئے اُن کے پیچھے ہزاروں نایر گھر چھوڑ چھوڑ کر جنگل اور پہاڑ میں جا چھپے اور اپنے مواشی بھی ہانک لے گئے۔ تب سلطان نے اُس جنگل اور پہاڑ کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ اور موشیر لالی کو کوہ الایچی کی طرف اور میر حسین علی خان بخشی کو عقرب ناڈ کیجانب اور میر محمود اور امام خان کو کٹھل کادیری اور خوشحال پور کی سمت مع افواج پیادہ و سامان جنگ کے روانہ کیا۔ اور خود بدولت نے دو تین مہینے تک وہیں قیام فرمانے کا عزم کر لیا۔ بعد چندے میر حسین علی خان بخشی نے اُس طرف جا کر تمام مواضع کو تاراج کر ڈالا۔ اور آٹھ ہزار عورت مرد لڑکا لڑکی گرفتار کر لائے۔ اور موشیر لالی نے کوہ الایچی کی طرف سے جا کر اُس طرف سے تیایل اشرار کو بھیڑ بکریوں کی طرح پکڑ لیا۔ اور حضور میں حاضر لایا۔ تب سلطان نے کوہ کٹھل کادیری کے سواد میں جا کر خیمہ گاہ قایم فرمائی۔ اور اسی طرح جا بجا سرداروں کو واسطے تنبیہ و گرفتاری فرقہ اشرار کے روانہ کیا۔ اُن سرداروں نے ہر طرف جا کر اشرار و مفسدین کا نام و نشان کھو ڈالا۔ اور فتنہ انگیزوں کی جماعتوں کو جوق جوق گرفتار کر کے لے آئے یہاں تک کہ سات مہینے اور چند روز میں اسی ہزار عورت مرد لڑکا لڑکی اسیر ہوئے اور مفسدین و اشرار کے وہ دونوں سرغنہ یعنی موٹی نارا اور رنگانار موشیر لالی کے حسن انتظام سے کوہ الایچی پر پکڑے گئے۔ اور سلطان کے سامنے حاضر کیئے گئے۔ اور یہ عام جنگ تمام ہوئی۔ ۵

کسے نماند کہ دیگر بہ تیغ ناز کشی
مگر کہ زندہ کنی خلق را و باز کشی

زاں بعد سلطان نے وہاں کا بندوبست اپنے کارآزمودہ اور خیرخواہ معتمدین کو سپرد فرمایا۔ اور کئی جگہ قلعہ چوبین (لکڑ کوٹ) بنوا کر اُن میں ضروری سپاہ مع ذخیرہ جنگ چھوڑ کر دارالسلطنت کو مراجعت فرمائی۔ موٹی نایڑ چند روز بعد مر گیا۔ اور ورنگا نایڑ مسلمان ہو گیا۔ سلطان نے شیخ احمد نام رکھا۔ اور عہدہ رسالداری پر سرفراز کیا۔ ملیبار کو حاکمہ نواح کیتھانور سے جو قوم نایر سے تھی۔ وقت مراجعت سواد منگل کاویری میں دو سال کا زر پیشکش مع چند ہاتھی گھوڑوں کے نذر گزرانا اور بعض تحائف پیش کئے۔ سلطان نے اُس کی نسبت خاص توجہ کا اظہار فرما کر عطائے خلعت و معاف سے سرافراز کیا۔ جب سلطان دارالسلطنت میں پہونچا تو تمام اسیران کورگ کو اسلام کی دعوت دی اور اُن کو اس جہالت اور وحشت سے نکال اس پاک مذہب کے فوائد بتلائے۔ چنانچہ وہ سب کے سب مسلمان ہو گئے۔ اِس جماعت کا نام احمدی رکھا گیا۔ اور اس جماعت کو آٹھ رسالوں پر تقسیم کر دیا گیا۔ اور اُن کی ترتیب و آراستگی کے لئے اپنی فوج سے دوسرے سردار و افسر مامور کئے۔ انہوں نے تھوڑے دنوں میں اس وحشی جماعت کو ایسا آراستہ کر دیا کہ وہ ایک شائستہ اور ہوشیار جماعت نظر آنے لگی۔ زاں بعد سلطان نے اس فوج کے سرداروں کو زیورات مرصع اور سپاہیوں کو انعام تقسیم کئے۔ اور اُن کا لباس پارچہ ببری کا خاص وضع پر تیار ہوا۔

اور اسی زمانہ میں سلطان نے چند قلاع اور تعلقوں کے دوسرے نام رکھے۔

پارچہ ببری شیر کی کھال کی طرح ایک کپڑا ہوتا تھا جو سلطان نے اپنی تجویز سے ایجاد کیا تھا۔ اور وہ سلطانی کارخانہ میں تیار کیا جاتا تھا۔

اسم قدیم	اسم جدید	اسم قدیم	اسم جدید
قلعہ چیتل درگ	فرخیاب حصار	قلعہ گُتی	فیض حصار
بلاری	ثمرپتن	پنوکنڈہ	فخر آباد
پاوگڈھ	ختمی	صوبہ سرا	رستم آباد
نندی گڈھ	گردوں شکوہ	دیون ہلی	یوسف آباد
بنگلور	دارالسرور	ماکڑی درگ	ساون گڈھ
قلعہ بل	منظر آباد	کوڑگ	ظفر آباد
کالیکوٹ	اسلام آباد	کومیتور	سلام آباد
ڈنڈگل	خالق آباد	سنگی درگ	مظفر آباد
کشن گیری	فلک الاعظم	میسور	دارالسرور

اسی سال اپنے نوکروں سے چھ سات ہزار آدمی شیخ۔ سید۔ مغل۔ پٹھان منتخب کر کے بلاد کورگ کی آبادی کو روانہ فرمائے۔ ان میں سے بعض بوجہ ناموافقت آب وہوا واپسی کی اجازت لیکر واپس آگئے۔ باقی نے وہیں بود و باش اختیار کی۔

ٹیپو سلطان کے ملک پر دربار پونہ اور نظام حیدرآباد کی لشکر کشی اور سلطان کا عزم مدافعت مع معرکہ آرائی و تسخیر قلعہ ادونی واقع سنہ ۱۱۹۹ھ

جب ٹیپو سلطان کے وکیل مع تحائف اور دس لاکھ روپیہ نقد کے دربار پونا میں پیش ہوئے تو وہ دربار قتل پیشوائے سابق اور شورش باہمی مرہٹوں کی اور شکست میدان پانی پت سے ابتری کی حالت میں تھا لیکن نانا فرنویس جو بااختیار وزیر مختار کے تھا کام چلائے جاتا تھا۔ اس نے ٹیپو سلطان کے ان تحائف اور پیشکش کو قبول نہ کیا اور وکیلوں کو باظہار ناراضی واپس بھیجا۔ اور نواب نظام علیخان ناظم حیدرآباد کو ٹیپو سلطان کے خلاف سمجھا کر اپنی طرف ملا لیا۔ اور وہ دونوں ملک سلطان کے زیر کرنے پر آمادہ ہوگئے۔

دربار پونا کی طرف سے اسی ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادہ مع پچاس ضرب توپ کلاں و سامان حرب سرداران خاص کی سرکردگی میں روانہ کئے گئے۔ اور نظام علیخان مع نوابان مشیر الملک و سیف جنگ و تیغ جنگ وغیرہ امراء اور چالیس ہزار سوار اور پچاس ہزار پیادہ کے براہ بیدر قلعہ بادامی سرحد سلطانی پر جا پہونچے اور دونوں کے لشکر قریب قریب خیمہ زن ہوئے۔ دونوں کی فوجوں نے چاروں طرف سے قلعہ بادامی کا محاصرہ کر لیا۔ اور گولہ باری شروع کی لیکن اس قلعہ کو کچھ نقصان نہ پہونچا۔ اور قلعدار سلطانی برابر کا جواب دیتا رہا۔ اور چونکہ اس قلعہ میں ہر قسم کا سامان حرب و ضرب

موجود اور ذخیرۂ زندگی فراہم تھا اور پانی کے تالاب اور کنوئیں ضرورت سے زیادہ موجود تھے
اس لیے قلعہ نشینوں نے اطمینان سے مقابلہ کرتے رہے۔ ٹیپو کی فوج کا دور دور پہنچنے کے سوا
قلعہ کے پاس تک جانے کا موقع نہ ملا۔ یہاں تک کہ اس محاصرہ کو دو مہینے گزر گئے اور
قلعہ والوں کی گولہ باری و آتشبازی سے کئی ہزار سپاہی کام آئے۔ تب کہیں
قلعہ تسخیر کر پایا۔ پھر اپنے امرا اور سرداران فوج کو دوسرے قلعوں کی تسخیر پر مامور کیا۔
ان امرا اور سرداروں نے قلعہ وصارہ رہا اور قلعہ چالی ہیل کے قلعہ داروں کو انعام و اکرام
کے دام فریب میں پھانس کر انہیں قبضہ حاصل کر لیا۔ اور حیدر بخش سے جو ان دونوں
قلعوں کا قلعہ دار تھا۔ قلعہ جات مذکور کو تیس ہزار روپیہ انعام لیکر سرداران مخالف
کے سپرد کر دیا۔ اور خود مع اہل و عیال پونہ میں جا رہا۔ اسی طرح گجیندر گڑھ اور قول کنڈہ
نرگونڈ وغیرہ کے قلعے اور علاقے جو دریائے تنگبھدرا کے اس طرف تھے قلعہ داروں
کی نمک حرامی سے نکل گئے۔ اور نیز اس طرف کے پالیگاروں اور تحت راجاؤں نے
مثل ہرپن ہلی والا۔ ذرق والا۔ گنگ گیری والا۔ اور راجہ اناگندی کے مرہٹوں سے
سازش کر لی۔ جب سوسل سے یہ حالات حضور سلطانی میں عرض کیے۔ اس پر
ٹیپو سلطان نے اپنے امرا و خوانین و ملازمان کو آمادۂ مدافعت کیا۔ اور خود ماہ شعبان
سنہ ۱۱۹۹ ہجری کو چھ قشون باقاعدہ اور ترتیب دیکر ایک عسکر اور دس ہزار پیادہ اور تیس ہزار
سوار جرار اور بائیس ضرب توپ قلعہ شکن لیکر نکلا اور سواد بنگلور میں خیمہ زن ہو کر
قریب کے راجاؤں اور پالیگاروں کے نام احکام جاری کیے کہ سب اپنی اپنی فوجیں
لیکر شریک لشکر سلطانی ہوں۔ چنانچہ کشن گڑھ والا اور ہرپن ہلی والا وغیرہ مع
اپنی اپنی جمعیت کے حاضر ہو گئے۔ بعد ازاں سلطان نے مع تمام لشکر اور بہیر

بنگاہ کے شب رات کی صبح کو بالاپور کلاں اور ہندوپور ویا ڈگرہ کے راستے سے چیلکر تری ندی کے کنارے پر دو روز مقام کیا۔ پھر یہاں سے یلغار کر کے چوتھے دن کی صبح کو شاہی لشکر کا ہراول صوبہ ادھونی کے پہاڑوں میں جا پہونچا۔ اور سلطان نے محل کلبائن میں آرام فرمایا۔

جب اِس ناگہانی یلغار کی خبر نواب مہابت جنگ خلف نواب شجاع الملک بصالت جنگ حاکم ادھونی داماد نواب نظام علیخان ناظم حیدرآباد نے سُنی وہ ورود عساکر سلطانی سے سخت پریشان و متردد ہوا۔ اور جلد جلد اپنا تمام سامان مع زنانہ پہاڑوں پر بھیجدیا۔ اور اپنے دیوان اسد علیخان کو ٹیپو سلطان کی خدمت میں بھیجا تا عرض کرے کہ میں اِس طرح پر ورود عساکر سلطانی کو خوف و تعجب سے دیکھتا ہوں۔ سلطان نے جواب میں کہلا بھیجا کہ مجھ کو تم سے کوئی عداوت نہیں۔ مگر نواب نظام علیخان بہادر نے میرے خلاف ایک کافر کو مدد دیکر مسلمانوں کی خانہ ویرانی کا سامان کیا ہے۔ اِس پر البتہ مجھ کو رنج ہے۔ اور حتی الامکان اُس کی مدافعت کروں گا۔ اگر تم اپنی فوج مجھے دیدو تو تم میرے عزیز ہو۔ مہابت جنگ کے لئے یہ موقع بہت مشکل تھا۔ وہ اپنے خسر نظام حیدرآباد کے خلاف کیونکر فوج دے سکتا تھا۔ اِس پر ٹیپو سلطان نے اُس سے برافروختہ ہو کر شہر کی لوٹ اور اُس پر قبضہ کرنے کا حکم دیا۔

چنانچہ لوٹ شروع ہوئی۔ یہ حال دیکھ کر مہابت جنگ کے سپاہیوں نے مقابلہ کیا۔ دونوں طرف سے لڑائی ہونے لگی۔ آخر کو سلطان کی فوج غالب آئی۔ اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ پھر حصار گردوں آثار ادھونی کی تسخیر کا حکم ہوا۔ افسران توپخانہ

نے دو طرف دمدمے باندھ کر گولہ باری شروع کی اِس سے پہلے روز سلطان کا ارادہ اِس
قلعہ کی مزاحمت سے نہ تھا ورنہ مہابت جنگ کو اتنی مہلت ہی نہ ملتی۔ اور سلطان کے
سپاہی قلعہ میں داخل ہو کر قبضہ کر چکے ہوتے لیکن سلطان نے نظام حیدر آباد کی
صاحبزادی اور مہابت جنگ کے ناموس کا پاس کیا۔ اب کے سلطان کو مہابت جنگ
کی کارروائی سے اطلاع ہوئی تو اُس نے تسخیر قلعہ کا حکم دیدیا۔ اِس قلعہ میں سات ہزار
سوار و پیادہ کی جمعیت تھی۔ اور قلعہ داری کی کمان خود مہابت جنگ کے ہاتھ میں تھی
اور لعل خان اور اسفندیار خان سرخیل قائم خانی چار سو بہادران جانباز کے ساتھ دروازہ
پر متعین تھے۔ اور یہ قلعہ بلند پہاڑ کی چوٹی پر اتنا بلند اور اس طرح پیچ کا بنا ہوا تھا کہ
بڑے سے بڑی توپ کے گولے کچھ کام نہ دیتے تھے تاہم افواج سلطانی کے محاصرہ
اور گولہ باری سے قلعہ والوں کے لئے ایک نہایت سخت انتشار کی حالت تھی جب
نظام حیدر آباد نے یہ حال سنا تو سخت تردد لاحق ہوا۔ اور سپہ سالار پونا کو اس
حال سے آگاہ کیا۔ دونوں مع امراء کے آپس میں مشورہ کرنے لگے بعض نے کہا کہ جب
ایک قلعہ سرحد بادامی کا نو ماہ کی سعی و کوشش میں کسی طرح کی تدبیرات خارجی سے فتح
ہو پایا تو آیندہ کیا امید ہو سکتی ہے بہتر ہے کہ دونوں سردار اپنے اپنے امراء کو یہاں
چھوڑ کر خود واپس تشریف لے جائیں۔ یہ صلاح دونوں کو پسند آئی اور نظام حیدر آباد
نے مشیر الملک سیف جنگ وغیرہ کو مع فوج کثیر صوبہ دار ادھونی کی کمک پر مامور
کیا۔ اور کارپرداز پونا نے بسونت راؤ ہلکر اور پرسرام بھاؤ ناظم صوبہ مرچ اور ہری پنتھ
پھڑکیا و رایتہ مرہٹہ کو دوسرے امراء کے ساتھ تمام سوار و پیادہ و توپخانہ دیگر امراء
حیدر آباد کی شرکت و اعانت کا حکم دیا۔ اور خود پونا کو واپس گیا۔ اسی طرح نظام علیخان

بہادر بیماری کا عذر کرکے حیدرآباد کو روانہ ہو گئے۔

جب ٹیپو سلطان نے یہ واقعات سُنے اپنی فوج کے سرداروں کو جمع کرکے کہا کہ ایک مہینہ بیس روز میں اس قلعہ کو کچھ نقصان نہیں پہونچا۔ یہ بات کمال شرم اور بدنامی کی ہے یہ سُن کر تمام افسران سپاہ نے باہم مشورہ کیا۔ اور نواب سید صاحب اور قطب الدین خاں دولت زئی میر لشکر نے معہ تبرہ نواب بسالت جنگ کے بارہ سے اور برہو شیرلالی اور امام خان سپہدار نے دروازہ محل سے اور حسین خان یوزئی اور محمد حلیم نے ہزار زینہ بالاسہ کوہ سے ایک دم حملہ کرکے قوہ کوہ بہادران منتخب کمال شجاعت سے حصار قلعہ کے نیچے تک پہونچایا۔ اور نردبان جو ہمراہ لے گئے تھے دیوار حصار پر لگا دیئے۔ تاکہ حصار پر چڑھ کر اندر کود جائیں اس کارروائی میں اوپر کی گولیوں سے کتنے بہادر وہیں کام آئے باقی ناکام رہے کیونکہ بدقسمتی سے زینے چھوٹے نکلے۔ اور اوپر کی بارش سلہ تیر و تفنگ سے قریب دو ہزار آدمی کے جاں بحق تسلیم ہوئے۔ سلطان نردبانوں کے چھوٹا پڑنے سے سخت برآشفتہ ہوا۔ اور اپنے بہادر سپاہیوں کے مفت ضایع ہونے پر افسوس کرکے اس کام کو دوسرے روز پر ملتوی کیا۔ دوسرے روز دوسرے بہادر افسران مذکور کے ساتھ مصروف جانبازی ہوئے۔ اور بڑے بڑے نردبان ساختہ بیجاکر دیوار قلعہ سے لگا دیئے۔ اس عرصہ میں مشیر الملک اور سیت جنگ مع لشکر مرہٹہ قلعۂ مذکور کی کمک کو پہنچ گئے۔ سلطان نے دو طرف جنگ کرنا مناسب نہ جانا اور اپنے بہادر جانبازوں کو اس کام سے ہٹا کر وہاں سے کوچ کر دیا۔ اور کوہستان سیاہ ڈونگر کو پشت پر رکھکر خیمہ گاہ قایم کی۔ اتفاقاً دوسرے روز سلطانی طلایہ کے سواروں کو فوج

مرہٹہ و نظام کے سواروں سے مقابلہ ہوگیا اور اس ہنگامہ میں سلطان کے کئی سو آدمی
اور کتنے افسر مارے گئے اور دو تین سو سوار مع گھوڑوں کے گرفتار ہوگئے۔ سلطان نے
یہ واقعات سُن کر مع تمام فوج کے تاخت کی۔ اور توپخانہ سلطانی سے فوج مرہٹہ
اور لشکر نظام پر گولہ باری شروع ہوئی جس سے دونوں لشکر حواس باختہ ہو کر شہر و
قلعہ کی طرف بھاگے۔ سلطان نے شام تک اپنی فوج و توپخانہ کو وہیں جما رکھا کہ
شاید وہ لوٹ کر مقابلہ کا عزم کریں تو جنگ کی جائے لیکن اُس طرف سے کوئی
آثار جنگ ظاہر نہ ہوئے۔ تب سلطان اپنی فوج و توپخانہ کو واپس لا کر کیمپ میں
داخل ہوا۔

دوسرے دن شیر الملک وغیرہ امرائے نظام نے مہابت جنگ حاکم ادھونی
کو مع زنانہ و اغنیا کے تمام قلعہ سے نکلوا کر قلعہ رائچور کو بھیج دیا۔ جب جاسوسوں نے
یہ خبر سلطان کو پہونچائی تو میر صادق کو مع جمعیت بہادران کارآزمودہ و چار ضرب
توپ دروازہ قلعہ پر بھیجا۔ وہاں اُس نے قلعہ خالی پایا۔ اور بعد اطلاع و حکم سلطانی
قلعہ مذکور میں داخل ہو کر سب اسباب ضبط و قلمبند کیا۔ اور برج و فصیل پر فوجی
دستے مقرر کئے گئے۔ اور خود سلطان نے کنارہ جوئے تنگ بھدرا آٹھ فرسنگ
تک تعاقب کیا۔ مگر جانیوالوں کا سُراغ نہ ملا۔ تب واپس آکر قلعہ ادھونی میں سلطانی
نشان کھڑا کیا گیا۔ اور سلطان نے محلات قلعہ میں آرام فرمایا۔ اور قلعہ مذکور مع
صوبہ ادھونی ضبط ہو کر ممالک محروسہ سلطانی میں داخل کیا گیا۔ اور تمام اسباب
توشکخانہ و سلحخانہ و فراشخانہ کا جو قلعہ میں پایا گیا۔ توشکخانہ سلطانی میں داخل ہوا
کہتے ہیں کہ بعض نہایت مضبوط اور پر تکلف صندوق جن میں جواہرات کے ہونے کا

خیال تھا جب سلطان کے سامنے کھولے گئے تو ان میں ٹوٹے جوتے اور گھوڑوں کا بوسیدہ چری سامان برآمد ہوا۔ اس سے سلطان کا چہرہ متغیر اور شرم آگین دیکھکر مقربان درگاہ نے بات بنائی اور کہا کہ کیا بصالت جنگ اور مہابت جنگ کفش دوزی اور چرم دوزی کرتے تھے کسی نے کہا کہ کیا یہ تحفہ حیدر آباد کے لئے رکھا تھا نظام کی حضور میں پیش کیا جائے الغرض اس قسم کی باتوں سے اس خیال کو مذاق میں ڈال کر ٹیپو سلطان کو مضحکہ خیز باتوں سے خوش کر دیا اور ایسی عظیم الشان کامیابی اور ایسے ناممکن التسخیر قلعہ کی تسخیر پر ایک ایک امیر نے مبارکباد عرض کی۔

مرہٹوں کی گوشمالی۔ دریائے تنگبھدرا سے عبور۔ کنچن گڈھ اور گیلی کی تسخیر مع محاربات عظیم

رویداد سنہ ۱۱۹۹ھ

جب قلعہ دھونی فتح ہو گیا اور شہر و تعلقہ پر قبضہ کر لیا گیا تو بعد انتظام ضروری ٹیپو سلطان نے مرہٹوں کی گوشمالی کے لئے کنچن گڑھ کی راہ سے کوچ کیا۔ یہاں کا پالیگار مر چکا تھا اسکی عورت حکومت کرتی تھی وہ حلقہ اطاعت سلطانی سے منحرف ہو کر موفت ہری پنتھ پھڑکیہ کے سردار لشکر غنیم سے مل گئی تھی اور اپنے دوازدہ سالہ لڑکے کو گڑھی سرکیہ میں جو اس کا دارالمقر تھا۔ چھوڑ کر مع اثاث البیت پونا کو بھاگ گئی۔ اسی طرح گوبند راؤ برادرزادہ مرار راؤ جسکا قصور نواب حیدر علیخان نے دربار پونہ کی سفارش سے

معاف کر کے تعلقہ سوندر بحال کر دیا تھا اطاعت سلطانی سے منحرف ہو کر مرہٹوں سے جا ملا تب سلطان نے اُس دوازدہ سالہ لڑکے کو اسلام سے مشرف کر کے علیمردان خان نام رکھا اور کنجن گڑھ ضبطی میں آیا اور تعلقہ سوندر مع توابع بغیر جنگ و فساد ضبط کر کے ممالک محروسہ میں شامل کیا گیا۔ پھر قلعہ کسپلی کو سلطان نے جنگ سے فتح کیا۔ یہاں عساکر سلطانی کے اوباش سپاہیوں نے اکثر ہندو اور مسلمان عورتوں کی عصمت برباد کی۔ آخر جوالاہوں کی عورتیں بخوف تاراجی عصمت دریائے تنگ بھدرا میں گر کر جان سے گزر گئیں۔ جب سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی اُس نے سپاہیان فوج کو نفرین کی اور سزا دی اور آیندہ کے لئے ایسے قبیح کام سے تمام فوج کو منع کیا۔ پھر وہاں سے کوچ کر کے سواد رہس ٹیپے متعلقہ پالیکا ہر پن ہلی میں مقام کیا۔ بعد ادائے دوگانہ عید الفطر یہاں سے روانہ ہو کر دریائے تنگ بھدرا کے کنارے گھاٹ کرنیات کے برابر خیمہ زن ہوئے دریا کے دوسری طرف غنیم کا لشکر آ پڑا۔ ادھر اُس طرف کے ملک پر غنیم نے قبضہ پالیا۔ اور قلعہ کوپل اور بہادر بنڈہ کے رعایا قلعہ سلطانی کے محاصرہ کا انتظام کیا۔ ان میں دو مہینے کی جانفشانی سے بہادر بنڈہ لے لیا۔ لیکن قلعہ کوپل کو قلعہ دار کی بہادری سے نہ لے سکے۔

سلطان دریا سے عبور کرنے کو سخت بیقرار تھا۔ لیکن دریائے تنگ بھدرا کی طغیانی کم نہ ہوتی تھی۔ اس موقع پر ایک عجیب واقعہ پیش آیا یعنی سلطان نے اکیس توپیں دریا کے کنارے رکھوا کر دریا کو شلک مارنے کا حکم دیا۔ خدا کی قدرت سے دریا کا پانی گھٹنا شروع ہوا اور دیکھتے دیکھتے دریا گھٹ گیا۔ اسکو ارباب فوج اور دوسرے دیکھنے والوں نے سلطان کا معجزہ خیال کیا۔ اور اس کی فتح و نصرت کے نعرے مارے

اس کارروائی کا دوسرا اثر یہ ہوا کہ مرہٹہ سرداروں نے خیال کیا کہ یہ توپوں کی شلکیں
بے سبب نہیں ہیں یا تو سلطان کو فرانسیسیوں کی طرف سے کمک پہنچ گئی اور یا سلطان
کے لشکر نے حیدرآباد پر فتح عظیم حاصل کی۔ ان خیالات سے دوبارہ ہزار سوار دریا کے کنارہ
دریائے تنگبھدرا سے انخلا کر لیا اور بھاگ گئے۔ باقی فوج کو وہیں چھوڑا۔ ادھر
سلطان نے رات کے وقت دو ہزار پیادہ اور دو ہزار سوار سے مع توپخانہ عبور کر کے
فوج مرہٹہ کو جو خواب غفلت میں سو رہی تھی جا دبایا۔ اور کئی ہزار آدمیوں کو قتل کر کے
سات سو گھوڑے اور نقارہ و نشان کے ہاتھی اور اونٹ مع سامان و خزانہ لوٹ لیے
باقی لوگوں نے بھاگ کر جان بچائی اور اپنے سردار فوج کو جا ملے جو بڑھ کر خیمہ زن تھا
سلطان کے اس پار اترنے اور اپنی فوج کے قتل و غارت سے مطلع کیا۔ اور دوسرے
دن سلطان کی سب فوج اس دریا کو عبور کر کے دوسری طرف کے کنارہ پر خیمہ زن ہو گئی
یہاں سے غنیم کا لشکر چار فرسنگ پر خیمہ زن تھا۔ سلطان اس کے مقابلہ کو مع فوج و
توپخانہ دو فرسنگ آگے بڑھا۔ اور ایک زمین کے نشیب میں دو ہزار تلنگے چھپا کر پوشیدہ
بٹھا دیا۔ اور توپیں سامنے لگا دیں۔ اور خود ہاتھی پر سوار ہو کر ایک بلند مقام پر کھڑا ہوا
ادھر سے فوج غنیم مقابلہ کو نکلی اور بڑے زور و شور سے باجے بجاتی آگے بڑھی تب
سلطان نے غازی خان اور ولی محمد خان کابلی اور ابراہیم خان اور دوسرے کتنے
سپہ سالاروں کو آگے بڑھ کر معرکہ آرا ہو کر فوج غنیم کو اس کمینگاہ کے منہ پر لگا لانے
کا حکم دیا۔

چنانچہ ان سپہ سالاروں نے آگے بڑھ کر فوج غنیم سے مقابلہ کیا اور لڑتے لڑتے
بھاگ نکلے۔ ان کے بھاگنے سے فوج غنیم اور زیادہ نشہ نخوت میں سرشار ہو گئی۔

اور اُن کے تعاقب میں دوڑنکلی وہ تو آگے بڑھ آئے لیکن جب غنیم کی فوج المحی کیگاڑ کے سامنے آئی تو توپوں کے گراب اور بندوقوں کی باڑھ سے اُن کی اُن میں ہزاروں آدمی زمین پر گر گئے۔ اور پیچھے سے سلطانی سوار آپڑے انہوں نے قتل کرنا شروع کیا۔ اور باندار وں نے بانوں کی آگ برسانا شروع کی اس حالت کو دیکھکر مرہٹہ سرداروں کے جی چھوٹ گئے۔ اور انہوں نے مع باقیماندہ لشکر کے راہ فرار اختیار کی سلطانی بہادروں نے اُن کے ہیڈ کوارٹر تک اُن کا تعاقب کیا۔ اور میدان میں اکثروں کو قتل کر ڈالا۔ اور بہتوں کو گرفتار کر لیا۔ اس بعد سلطان نے اپنی فوج کو آگے بڑھایا۔ اور بڑے استحکام سے کیمپ کا انتظام کیا گیا۔ اور غنیم نے اپنی فوج کے ہوش درست کر کے کنک ندی کے کنارے خیمہ گاہ قایم کی۔

رات کو سلطان نے شیخ امام۔ شیخ عمرو۔ امام خان سپہداروں کو مع سامان جنگ یعنی توپ و تفنگ وغیرہ کے باندار وں کے ساتھ اور حسین علی خان اور رہما مرزا خان کی سرداری میں غازیخان کو دو ہزار سوار دیکر شبخون مارنے کے لئے روانہ کیا۔ لیکن شیخ عمر نے جو سب آگے تھا غلطی سے کتنے بان قبل از وقت سر کئے۔ جس سے غنیم ہوشیار ہو گیا۔ اور وہ کام بن نہ پایا۔ تب سلطان نے دوسرے روز آگے بڑھ کر بالاپور کی ندی کے کنارے کیمپ قایم کیا۔ غنیم بھی تین فرسنگ کے فاصلے سے خیمہ زن ہوا۔ دوسرے روز رات کے وقت امام خان۔ فاضل خان میر محمود سپہدار ضروری سامان جنگ کے ساتھ شبخون مارنے کو بھیجے گئے۔ اور قادر خان۔ اور غازیخان کی سرداری میں دس ہزار سوار اور ایک ہزار باندار لشکر غنیم پر تاخت کرنے کے لئے مامور ہوئے۔ چنانچہ یہ سب سردار و سپہدار نہایت اخفا و ہوشیاری

سے یکے بعد دیگرے روانہ ہوئے۔ آگے بڑھ کر جب طلایہ داروں نے انہیں روکا تو انہوں نے مرہٹی زبان میں کہا کہ ہم لشکر مغول (یعنی حیدرآباد) کے سپاہی ہیں اور راچور سے تمہاری کمک کو آتے ہیں۔ یہ کہکر بے دھڑک آگے بڑھتے چلے گئے اور فوج میں داخل ہو کر بازار کارزار گرم کر دیا۔ اور تمام فوج غنیم مع سرداروں کے سراسیمہ ہو کر بھاگ نکلنے پر مجبور ہوئی۔ اور سوار و سردار ننگی پیٹھ کے گھوڑوں پر چڑھ کر بھاگ نکلے اور جہاں ان کا توپخانہ تھا وہاں جا کر دم لئے۔ ادھر سپہ سالار منصور نے غنیم کے کیمپ کے تمام آلاتِ جنگ اور سامان کثیر پر قبضہ کر لیا۔ اور ڈیڑھ ہزار گھوڑے اور اکثر عورتوں اور لڑکوں کو گرفتار کر کے سلطان کے حضور میں حاضر لائے۔ سلطان نے ان بہادروں کو پدک ہائے الماس و مالائے مروارید اور سونے کے مرصع کڑے مع خلع فاخرہ عنایت کئے۔ اور سواروں اور سپاہیوں کو معقول انعام دیئے۔ اور ان عورتوں اور لڑکوں کو ایک علیحدہ خیمہ میں نہایت عزت اور پردہ داری کے ساتھ فروکش کیا۔ پھر ہر ایک عورت علی قدر مراتب خلعت و ملبوس دیکر پردہ دار پالکیوں میں سوار کرا کر اپنے رسالہ یا ڈی گارڈ کی حفاظت میں مع لڑکوں کے غنیم کے پاس بھیج دیا۔ اور ان میں سے معزز اور معتبر عورتوں کی معرفت چار ہاتھی اور سات گھوڑے مع زین مرصع اور بہت سے جواہر مع زر نقد پوشیدہ ہری پنڈت و راستیا و مادھو راؤ سرداران مرہٹہ کے پاس خفیہ بھیجکر ان کو اپنا شرمندۂ احسان بنایا۔ اور غنیم وہاں سے لشکر اٹھا کر سرہٹی میں جا رہا۔

غنیم کی فوجوں سے مقابلہ اور محاربہ کے بعد سلطان کی فتح شاتور کی تسخیر

واقع سنہ ۱۱۹۹ ہجری

ٹیپو سلطان گذشتہ رات کے شبخون کے بعد دوسری رات کو کوچ کر کے اس مقام پر جہاں بالاتام ندی دریائے تنگ بھدرا سے ملتی ہے خیمہ زن ہوا۔ یہاں آدونی کی طرف سے ایک سردار مع اپنی جمعیت کے لشکر سلطانی سے آملا۔ اور بدیع الزمان خان نگر سے بہت سی رسد لیکر باریاب حضوری ہوا۔ غنیم کی فوجوں نے بھی دو فرسنگ کے فاصلہ پر اپنا کیمپ جمایا۔

اب سلطان نے یہ تدبیر کی کہ صبح شام اپنی افواج سوار و پیادہ سے قواعد کی مشق کرانے لگا۔ اور قواعد کرنے میں بندوقیں چھوڑنے کا حکم دیا۔ غنیم نے اس کو بزدلی کا ایک مشغلہ خیال کیا۔ پانچ چھ روز کا وقفہ دیکر ایک رات کو سلطان نے میر معین الدین خان کو دو پلٹن اور فرانسیسوں کا رسالہ مع پانچ ضرب توپ دیکر غنیم کی میمنہ کی جانب روانہ کیا۔ اور برہان الدین خان کو تین پلٹن اور چھ ضرب توپ اور ایک ہزار سوار دیکر میسرہ کی طرف رخصت فرمایا۔ اور دس پلٹن اور خاص رسالوں کو لیکر دشمن کی قلب فوج کے توڑنے کو تیار ہوا۔ چونکہ رات نہایت تاریک تھی اسلئے راستہ کے نشیب و فراز میں بڑی زحمت پیش آئی۔ اور برہان الدین نے علامت صبح سے پہلے ہری پنت اور راستیا کی فوج کے سر پر جا ناگہاں پہونچکر ہنگامۂ قیامت برپا کر دیا۔ دوسری طرف سے میر معین الدین خان نے فرانسیسی ہلکی توپوں سے آگ برسا کر کھلبلی ڈالدی اور سامنے سے ٹیپو سلطان حکم قضا کی طرح اجل گرفتہ کے سر پر آپہونچا۔ اور غنیم کے

بھاگ کر رہٹ کے لشکر میں جا رہا۔ اور
جب سلطان وہاں پہونچا تو باہر شہر کے
انحراف سُن کر سید حمید اور سید غفار سپہد
مہدی خان بخشی کو دارالامارت کے تمام سامان
تمام شہر پر قبضہ کر لیا گیا۔ اور تمام اسباب ضبط
داخل کیا گیا۔ اور توپیں توپ خانہ کے شریک کر دی گئیں۔
باریاب سلطانی ہوا تو سلطان نے اُس سے دریافت کیا کہ تمہارے باپ میں
شجاعت تھی۔ جو اُس نے مجھ کو چھوڑ کر اور سلسلۂ یگانگت کو توڑ کر ایک کافر کا ساتھ دیا۔
اور میرا پاس نہ کیا۔ بالآخر نہ نچا سرکے خطرناک طور سے ان باتوں کو سُنتا رہا۔ اور
اپنے باپ کی ناعاقبت اندیشی سے اظہار انفعال کیا۔ اس کے بعد سلطان نے اُس کو
اپنے خیمہ کے پاس ایک خیمۂ خاص میں جگہ دی۔ اور بطور نظر بند کے اپنے ساتھ رکھا

سپاہ غنیم کا عاجز آنا۔ صلح کا قرار پانا۔ بعض علاقۂ دکن کے تعلقوں کا بندوبست مع بعض کیفیتوں کے

واقع سنہ ۱۲۰۱ھ

ٹیپو سلطان نے بندوبست شانور سے فرصت پا کر آگے کوچ کیا اور سوبرگ
میں نزول اجلال فرما کر مشرو متم تک یہاں قیام کیا۔ پھر اپنے لشکر کے کچھ حصے کیے

نقشہ

	تعداد پیادہ	تعداد توپ
	چودہ ہزار	پندرہ ضرب
...س ہزار	پندرہ ہزار	چودہ ضرب
سپہ سالار	چوبیس ہزار	چودہ ہزار	پندرہ ضرب
حسین علی خان بہادر میر بخشی	پچیس ہزار	پندرہ ہزار	پندرہ ضرب

اور ان کو حکم دیا کہ تم دو کوس دور جاکر خیمہ زن ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ ایک نہایت لق و دق میدان میں جنگل کو پشت پر رکھ کر خیمہ زن ہو کر سامان جنگ کی تکمیل کا انتظام درست کرنے لگے۔ تاکہ حکم پاتے ہی تعمیل کو تیار ہو جائیں۔

اور ادھر سلطان دس ہزار فوج باقاعدہ پیدل اور تین پلٹنیں جوانان جماعت اسد اللہی و احمدی اور آٹھ دستے سواران یوزاگر اور تین رسالے کمی اور چار ہزار پیادہ اور دس ہزار پیادہ ہائے کرناٹکی کے ساتھ اپنے مقام پر جما رہا۔

اس تقسیم سے عام میں افواہ اڑ گئی کہ سلطان والا شان نے ایک فوج تسخیر حیدرآباد کے لیے دوسری تسخیر پونا کے لئے اور تیسری اور چوتھی راچپور اور کولھاپور وغیرہ کی طرف روانہ کیے جانے کے علاقے ضبط اور فتح کر لینے کے لئے نامزد کی ہے اور خود

نٹ دیئے۔

	داوپیادہ	تعداد توپ
	چودہ ہزار	پندرہ ضرب
س ہزار	پندرہ ہزار	چودہ ضرب
سپہ سالار	چوبیس ہزار چودہ ہزار	پندرہ ضرب
حسین علی خان بہادر		
میر بخشی	پچیس ہزار پندرہ ہزار	پندرہ ضرب

اور اُن کو حکم دیا کہ تم دو کوس دور جا کر خیمہ زن ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ ایک نہایت وسیع میدان میں جنگل کو پشت پر رکھکر خیمہ زن ہو کر سامان جنگ کا تکمیل کا نشا درست کرنے لگے۔ تاکہ حکم ملتے ہی تعمیل کو تیار ہو جائیں۔

اور ادھر سلطان دس ہزار فوج باقاعدہ پیدل اور تین پلٹنیں جوانان جماعت اسداللہی واحمدی اور آٹھ دستہ سواران یغاگرا اور تین رسالہ کمی اور چار ہزار بنڈارہ اور دس ہزار پیادہ ہائے کرناٹکی کے ساتھ اپنے مقام پر جما رہا۔

اس تقسیم سے عام میں افواہ اڑگئی کہ سلطان والاشان نے ایک فوج تسخیر حیدرآباد کے لیئے دوسری تسخیر پونا کے لئے اور تیسری اور چوتھی راجپوا اور کوٹہ وغیرہ کی طرف دوسرے راجاؤں کے علاقے ضبط اور فتح کرنے کے لیئے نامزد کی ہے اور خود

دشمن کے مقابلے کے لئے یہاں بیٹھ گیا ہے تاکہ بعد مدافعت غنیم کے وہ حیدرآباد یا پونہ کے لشکر سے جا ملے۔ اور ان ملکوں کو حسب دلخواہ فتح کر ڈالے۔ اس افواہ کے پھیلنے سے غنیم کے لشکر میں ایک عجیب خوف و انتشار پھیل گیا۔

اس میں میر معین الدین خان نے سید حمید اور سید غفار کی صلاح سے رات کو کوچ کر کے مدرگی درگ پر جہاں غنیم کا مضبوط تھانہ تھا حملہ کر دیا اور دم بھر میں حریف کی فوج کو زیر کر کے شہر کو لوٹ لیا اور زر و زیور اور ساز و سامان لیکر واپس آگئے۔ اور برہان الدین خان نے بنکاپور اور مصری کوٹے کو جو غنیم کے زیر عمل تھے تاخت تاراج کر ڈالا۔ اور جو سامان پایا لوٹ لے گئے۔ اُدھر فوج غنیم نے حوصلہ افزائی کر کے رسد سلطانی کے دس ہزار بورے چھین لئے۔ اس پر سلطان نے افواج غنیم کے اعلیٰ سردار سے کہلا بھیجا کہ ہماری تمہاری طرف سے اس طرح کی لڑائی بھڑائی اور لوٹ مار ہونا اچھا نہیں بہتر ہے کہ ایک روز ہم تم کھلے میدان میں نمٹ لیں۔ اس پر وہ بھی راضی ہو گیا اور اسی ہزار فوج میدان میں نکل پڑی۔ یہ ٹھیرا کہ طرفین سے ایک ایک ٹکڑی برابر تعداد کی لڑتی جائے تاکہ دونوں طرف کے جنگ آزما بہادروں کے معرکۂ کارزار کا لطف آئے۔ مطابق اس کے ٹکڑیاں دوپہر تک لڑتی رہیں طرفین کے بہادروں نے خوب خوب کرتب دکھائے۔ اکثر سورما زخم شمشیر سے خون میں نہائے ازاں بعد فوج مخالف نے اپنی تمام فوج سے یکبارگی حملہ کر دینے کی ٹھیرائی۔ یہاں سلطان نے بھی ان کی دعوت کا سامان تیار کر رکھا تھا کہ اگر وہ قول و قرار کا پاس نہ کر کے یکدم حملہ کریں تو ان کو اس دھوکا دہی کا مزا چکھایا جائے۔ چنانچہ افسران فوج مرہٹہ اسی قصد سے یکدم حملہ کرنے کو آگے بڑھے اور بڑے زور شور سے جنگی باجوں کی گرج میں

فوج آگے بڑھی جیسے ہی سلطانی توپخانہ کے سامنے پہونچی توپوں کے گراب کے آدمیوں کا فرش بچھنے لگا پیچھے سے سواروں نے بندوقوں کی باڑھیں ماریں اور فوج میں گھس کر قتل شروع کیا اِس سے فوج غنیم میں ایسی بھاگڑ پڑی کہ کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھتا تھا جس کو جس طرف بھاگنے کا راستہ ملا اُس طرف کو بھاگ نکلا۔ سلطانی فوج نے دو فرسنگ تک اُن کا تعاقب کیا اِس میدان میں تین ہزار گھوڑے اور دس توپیں مع دوسرے اسباب و آلات جنگ کے سلطان کے ہاتھ آئیں اور غنیم درتین شبانہ روز بھاگتا گیا اِس حالت کو دیکھ کر بیتا، زمانہ کے رنگ بدلنے لگے۔ کنک گری کا راجہ ہری نایک جو غنیم سے سازش رکھتا تھا با ظہار خیر خواہی مع نذر و پیشکش حاضر ہوا۔ سلطان نے نذر قبول کی اور خلعت مرحمت فرمایا۔

پھر سلطان یہاں سے مع لشکر ظفر پیکر کوچ کرکے شانور کے متصل جا اُترا اور ایک مہینے تک وہاں قیام کیا۔ اور اکثر مرہٹہ سرداروں کو عطائے نقد و جواہر سے اپنی طرف ملالیا جس سے وہ لڑائی میں طرح دہی کرنے لگے۔ ایک شب کو سلطان نے اُن چاروں سپہ سالاروں کو شب خون کا حکم دیا جب وہ غنیم کے طلایہ پر پہونچے تو ہری پنڈت پھڑکیا کے سواروں نے جان بوجھ کر اُن کو نہ روکا اور راہ دیدی۔ وہ غنیم کے لشکر میں گھس پڑے اور قتل شروع کردیا۔ دور دور تک اثر پہونچانے کے لئے بان چھوڑے گئے۔ اور بندوقوں کی باڑھیں پڑنے لگیں۔ اِس صورت سے لشکر غنیم میں ہل چل پڑگئی جب فوج سلطانی کے شب خون مارنے اور لشکر کے اندر گھس آنیکی تکوجی ہلکر کو اطلاع دی گئی۔ تو وہ اپنی رانی کو وہیں سوتا چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اور ایک خالی گھوڑے پر سوار ہوکر چلتا ہوا اسی طرح دوسرے سرداروں نے بھی اپنے لشکر بھاگنے میں

بڑی عجلت سے کام لیا۔ ان کو دیکھ کر دوسرے اہل لشکر اور زیادہ پریشان ہو گئے اور آپس میں ایک دوسرے کی اطلاع کو بھاگو بھاگو کی آواز دے کر بھاگتے ہوئے۔

مغلیہ فوج حیدر آباد کا بھی یہی حال ہوا۔ اس نے اپنے دوست مرہٹوں کے ساتھ بھاگنے میں لڑنے سے زیادہ دو قدم آگے رہنا پسند کیا۔ پھر بھی اس سپاہ کے جیوٹ دار لوگ بھاگنے میں اپنی بند وقیں بھی ساتھ لیتے گئے۔ رات کے سبب اور نیز غنیم کے کیمپ پر قابو رکھنے کی وجہ سے ان کے تعاقب پر زیادہ توجہ نہ کی گئی۔ صرف کچھ سوار تھوڑی دور تک تعاقب کرتا ہے گئے اور واپس آئے۔ صبح ہوتے ہوتے کیمپ کے تمام سامان اور آلات جنگ پر قبضہ کر لیا گیا۔ سرداروں کے خیموں پر سلطانی پہرے قائم ہو گئے۔ سرداران مرہٹہ کی اٹھارہ عورتیں جو سب کی سب موتی اور جواہرات سے لدی ہوئی تھیں اسیری میں پکڑی لیکن محفوظ خیمہ میں رکھی گئیں۔ پھر جب دن ظاہر ہوا تو فوج پونا اور فوج حیدر آباد کے سرکاری جھنڈے اور سرداروں کے خیمے مع سامان اور ہاتھی گھوڑے، اونٹ اور چودہ ضرب توپ کے حضور سلطانی میں حاضر لائے گئے۔

سلطان نے سب سے پہلے ان معزز عورتوں کے لئے ایک خاص خیمہ علیحدہ نصب کرا دیا اور ان سے کہلا بھیجا کہ تم یہ سمجھو کہ ہم اپنے کیمپ کی طرح اس کیمپ میں محفوظ ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد ان کو پردہ دار پالکیوں میں سوار کرا کر مع ان کے تمام زیور و اسباب کے بڑی عزت اور آبرو کے ساتھ ان کے لشکر میں بھیج دیا۔

اور اپنی فوج کے سرداروں اور سپاہیوں کو گھوڑا دو دو مہینے کی تنخواہ اور لوٹ کے سامان میں سے چوتھائی قیمت انعام دی۔ اور خاص خاص سرداروں اور

۱۲۰۷۴

جاں نثاروں کو اُس سے اعلےٰ عہدے مرحمت فرمائے۔

اُن عورتوں نے اپنے لشکر میں جا کر اپنی قوم اور اپنے خاوندوں سے سلطان کی شرافت اور سلطان کے شریفانہ برتاؤ کی ایسی تعریف کی کہ اُن کی گردنیں سلطان کے بار احسان سے جھک گئیں۔ اور اُن عورتوں کی بالاشتر سفارت سے طرفین کے خیالات مصالحت پر مائل ہو گئے۔ اور مرہٹہ سرداروں نے ادھر سلطان نے لڑائی میں ڈھیل ڈال دی۔ اور سلطان نے مرہٹہ اور مغل سرداروں کے مشورہ سے بدر الزمان خان کو مع اور کئی سرداران مقرب اور چرب زبان کے پونا کو روانہ کیا اور نہایت قیمتی تحفے اور خلعت با جواہر گراں بہا جن میں ایک گلوبند پانچ لاکھ روپیہ کا تھا مع دس لاکھ روپیہ نقد کے ذریعہ خط پونا کو ارسال کئے۔ اور خط میں لکھا کہ کئی مرتبہ آپ نے میرے ملک پر چڑھائی کی اور نظام حیدرآباد بھی آپکے شریک ہو گئے اور دونوں کی کثیر فوجوں نے اِس دولت خداداد کے علاقوں کو تاخت و تاراج کرنے میں کمی نہیں کی۔ سالہا سال سے رعایا کو طرح طرح کی مصیبتیں پیش آ رہی ہیں اور لاکھوں فوج کی رستخیز اور لوٹ مار سے تمام ملک برباد ہو رہا ہے لیکن باوجود اس تباہی اور بربادی ملک کے آپ کو یا سرکار نظام کو کوئی بڑا فائدہ حاصل نہیں ہوا اور جب آپ کی فوجیں میرے ملک میں داخل ہو گئیں اور اس دولت خداداد کو چھین لینے اور نقصان پہونچانے کا ارادہ کیا تو مجھ کو یا نواب مرحوم کو اُن کی مدافعت لازم آئی جس سے بیانتہا روپیہ خرچ ہو گیا۔ اور طرفین سے لاکھوں جانیں ضائع ہوئیں پس دوستدار ایسی رستخیز کو پسند نہیں کرتا۔ اور نہایت عاشقی اور خلوص سے راہ و رسم محبت کا قائم رکھنا چاہتا ہے امید کہ آپ بھی جنگ و پیکار سے

مقابلہ میں صلح و آشتی کو پسند فرمائیں گے۔

اُدھر تکوجی ہلکر اور ہری پنڈت اور دوسرے سرداران مرہٹہ نے دربار پونا کو اِس مضمون کی عرضیاں روانہ کیں کہ ہم نے ٹیپو سلطان کی طرف سے دربار پونا کو سفارت جانیکا حال سُنا ہے ہمارے نزدیک صلح کا ہو جانا بہتر ہے۔ یہ امر ہماری سلامتی کے حفظ کا باعث ہوگا۔ ورنہ اگر سلطان اپنی مشاق فوج سوار و پیادہ اور توپخانہ کو لیکر بڑھتے بڑھتے پونا تک پہونچ گیا تو ایک آفت عظیم کا سامنا ہوگا۔ اور خدا جانے کیا اتفاق پیش آئے۔ خصوصاً اس حالت میں کہ فرانسیسیوں نے بھی اُس سے زبردست کمک کا وعدہ کیا ہے۔ قصہ مختصر ان عرضیوں کے پیش اور سفرائے سلطانی کے داخل ہونے پر نانا فرنویس نے دوسرے امرا دربار و افسران فوج سے مشورہ کیا سب نے صلح کی رائے پر زور دیا چنانچہ دربار پونا کی طرف سے سفیران سلطانی کا نہایت اعزاز کیا گیا۔ اور دربار پونا کی طرف سے ایک سفارت مع تحائف قیمتی و جواہر گراں بہا و افیال و افراس ٹیپو سلطان کے حضور میں روانہ ہوئی اور دربار پونا کی طرف سے ایک خط لائی جس میں صلح و آشتی کا اقرار تھا۔ اور نانا فرنویس نے نرگونڈا نولکنڈہ۔ جالی تین تعلقوں کے ملنے کی بطور انعام درخواست کی تھی۔ جب یہ سفارت باریاب ہوئی اور نانا فرنویس کا خط پیش کیا۔ تو سلطان نے بمقتضائے مصلحت اُن تینوں تعلقوں کی سند لکھ کر بھیجدی اِس پرائس نواح کے تمام قلعے اور صوبے جو فوج مرہٹہ کے قبضہ میں جاچکے تھے سلطان کو واپس دیئے گئے اِس خوش وقتی کے عالم میں ہری پنڈت نے حضور سلطانی میں ایک عرضداشت پیش کی کہ نواب حکیم خان کا قصور معاف فرمایا جائے۔ سلطان نے اس کی درخواست

منظور فرمائی اور ریاست شانور از سرنوائس کو عنایت کی گئی۔ اور سلطان عالیشان نے
ہری پنڈت پھڑکیہ کو جو بہوا خواہوں کے زمرہ میں داخل ہو کر باعث صلح ہوا تھا۔
کنچن گراہ کا تعلقہ بطور جاگیر دوامی کے مرحمت فرمایا۔ زاں بعد سلطان نے کوچ
کر کے محال دروجی کے تالاب پر خیمہ گاہ قایم کی۔

یہ مقام نہایت پرفضا تھا۔ اب راجہ راسئے درگ اور راجہ ہرپن پلی جو اس سے
قبل سلطان کی طلبی پر حاضر نہ ہوئے تھے از خود بلا طلبی مع تحایف و نذرانہ حاضر
آئے۔ اور باریاب ہونا چاہا لیکن سلطان کے دل میں پچھلا کینہ باقی تھا۔ اس لیے
سلطان نے اُن کو باریاب ہونیکا موقع نہ دیا۔ اور رات کے وقت کئی پلٹنیں بھیج کر
اُن کے مکانوں کا محاصرہ اور اُن کے مال و اسباب کی ضبطی اور اُن دونوں
کی گرفتاری کا حکم دیا۔ چنانچہ وہ دونوں گرفتار ہو کر قلعہ بنگلور کو روانہ کئے گئے
اور اُن کا سب مال و اسباب ضبط کر کے توشکخانہ سلطانی میں داخل کیا گیا
اور اُن کا ملک ممالک محروسہ سلطانی میں شامل ہو گیا۔ زاں بعد سلطان نے
بفتح و فیروزی نہایت دھوم دھام اور جاہ و احتشام سے مراجعت فرمائی۔
اور دارالسلطنت سرینگ پٹن میں داخل ہو کر جشن عام کیا۔ تمام شہر کی خوشی
کی۔ تمام فوج کو انعام بانٹا۔ تمام افسروں اور سرداروں اور عہدہ داروں کو خلعت
فاخرہ حسب حیثیت عنایت کئے۔ تمام فقرا و مساکین کو ایک مہینے تک کھانا
کھلایا۔ اور ایک ایک پارچہ مع زر نقد کے عنایت کیا۔

واقعات مذکورۂ بالا تاریخ نشان حیدری فارسی و تاریخ حملات حیدری اُردو کے موافق لکھے گئے۔ اب انگریزی تاریخ کا خلاصہ ملاحظہ ہو۔

لیوِن بی۔ بورنگ صاحب بہادر سی ایس آئی چیف کمشنر میسور کی تاریخ کا خلاصہ بابت واقعات مذکورہ

(باب پنجم حصہ دوم متعلق ٹیپو سلطان)

دریائے کرشنا اور تنگ بھدرا کے مابین ملک کے چند سرداروں سے ٹیپو سلطان کو جنگ کرنا ہوئی۔ کیونکہ وہ مرہٹے کے بل بھروسہ پر سلطانی خراج ادا نہ کرتے تھے۔ اور بعض سردار خود مرہٹہ تھے۔ ان سرداروں میں جس خاص راجہ نے علانیہ سرتابی کی وہ نرگونڈا کے مضبوط قلعہ کا حاکم تھا۔ اور اس نے اپنے بھائی والئے رام درگ کے بھروسہ پر ٹیپو کی اطاعت سے انکار کر دیا۔ اس پر سلطان کی فوجوں نے دونوں مقامات کا محاصرہ کر لیا۔ اور رام درگ بہت جلد فتح ہو گیا۔ ونکٹ راؤ والئے نرگونڈا نے کئی مہینے تک بڑی بہادری سے مقابلہ کیا۔ لیکن آخر کو گرفتار ہو کر پا بزنجیر قلعہ کپال درگ پر بھیج دیا گیا۔ اور وہ دونوں ریاستیں ضبط کر لی گئیں۔ ٹیپو خوب جانتا تھا کہ ان سرداروں پر وار کرنے سے جنگجو مرہٹے اوسکو دق کریں گے اور اوسکو پونا کے نانا فرنویس اور مہاداجی سندھیا اور تکوجی ہلکر جیسے عقلمند اور اولوالعزم سرداروں سے مقابلہ کرنا ہوگا۔ سلطان کے ساتھ انگریزوں کی برائے نام صلح تھی۔ گورنر جنرل نے دربار پونا اور نظام حیدرآباد

کو متفق ہو کر میسور پر حملہ کرنے کی ترغیب کی تھی۔ مطابق اُس کے دونوں فوجیں روانہ
ہوئیں۔ مرہٹہ فوج کا سپہ سالار ہری پنتھ اور نظام کی فوج کا سپہ سالار تہور جنگ
تھا۔ ٹیپو نے کورگ سے واپس آکر اول بادشاہ کا لقب اختیار کیا پھر ان فوجوں کے مقابلہ
کو روانہ ہوا۔ اُس نے اپنے جنرل برہان الدین کو آگے روانہ کیا تاکہ وہ فوجوں کو آگے بڑھنے
سے روکے۔ جو نرگوند کے قریب بادامی کو لے چکی تھیں۔ اور خود اودونی کے محاصرہ کو
روانہ ہوا۔ جس پر نظام کی فوجوں کا قبضہ اور نظام علیخاں کا بھتیجا مہابت جنگ حاکم تھا۔
ٹیپو نے قلعہ اودونی کا محاصرہ کیا لیکن مہابت جنگ نے بڑی بہادری سے اُس کو بچایا
اور ٹیپو محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور ہوا۔ قلعہ میں اس وقت نظام کے خاندان کی بہت
سی مستورات تھیں۔ اُن کو مہابت جنگ نے پوشیدہ طور سے دریا پار پہونچا دیا اور قلعہ
خالی ہو گیا۔ اس کارروائی سے پورا کرنے کو نظام کے چھوٹے بھائی مغل علیخاں
نے ٹیپو کو اپنی طرف متوجہ رکھا۔ جب ٹیپو نے واپس آکر پھر محاصرہ کیا تو قلعہ کو خالی
پایا۔ چنانچہ فصیلوں کو منہدم کر کے اُس نے اپنا جی ٹھنڈا کیا۔

اب ٹیپو نے آگے بڑھ کر جنگی کارروائیوں کا سلسلہ شروع کیا۔ جس سے
اُس کے ہنر اور اُس کی شجاعت کا اظہار ہوتا ہے یعنی پہلے اُس نے ایک قلعہ پر
قبضہ کیا جس کی زد میں دریائے تنگبھدرا کا درہ تھا۔ پھر دریا کو عبور کر کے
برہان الدین سے جا ملا۔ اور ساونور کے متصل دشمن سے مقابلہ کرنے کو روانہ ہوا
اور کتنی لڑائیوں کے بعد آخر کار ٹیپو نے دشمن کو اُن کے مورچوں سے نکال دیا۔ اور شہر
ساونور کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد چند اور قلعوں کو محاصرہ کر کے چھین لیا لیکن
۱۷۸۷ء کے شروع میں ٹیپو نے صلح پر رضامندی ظاہر کر دی۔ اور تیس لاکھ

خراج دینے کا وعدہ کر لیا اور ادونی نرگونڈا اور چند دوسرے قلعے مرہٹوں کے حوالے کر دیئے۔

چونکہ باوجودیکہ بہت سی فتوحات کے جو پہلے ہوئے اسوقت بڑے زبردست دشمنوں پر حاصل کی تھیں۔ اس نے خاموشی سے صلح کر لی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اسکو انگریزوں کے ساتھ از سر نو جنگ آغاز کرنیکا خیال تھا۔

دارالسلطنت کا جدید انتظام ممالک محروسہ کا نیا بندوبست

میر صادق دیوان کی معزولی مسجد اعلیٰ کی تعمیر

وکلائے سلطانی کا سلطان روم کے حضور سے واپس آنا

جو ۱۱۹۸ھ میں گئے تھے با دیگر واقعات

واقع سنہ ۱۲ھ

جب سلطان سرنگ پٹن میں اطمینان سے بیٹھا تو اُس نے اپنی رائے کے موافق ملک اور لشکر کے جدید انتظام کا ارادہ کیا۔ اس میں میر صادق دیوان سے خورد برد کا حال ظاہر ہوا۔ اسکو معزول کر کے قید کیا اور اُس کا سب مال و اسباب ضبط کر لیا۔ کہتے ہیں دس لاکھ روپے اور ایک لاکھ اشرفیاں محمد شاہی اُس کے

گھر سے برآمد ہوئیں۔ جواہرات اور ظروف طلا و نقرہ اس کے علاوہ تھے اور خدمت دیوانی پر مہدی خان نائطہ کو مقرر فرمایا۔ مسجد اعلیٰ جس کی بنیاد قلعہ کے اندر سنہ ۱۱۹۱ھ میں رکھی گئی تھی چھ لاکھ روپے کی لاگت سے بن کر تیار ہوئی اور اسی سال اس کی تعمیر ختم ہوئی۔ سلطان نے بڑے جاہ و احتشام سے عید الفطر کی نماز اسی مسجد میں ادا کی اور مسجد اعلیٰ نام رکھا۔

انہیں دنوں میں ہر ہر شہر اور قصبہ اور قلعہ کے آس پاس گھنی بانسوں کی باڑ ایک ایک میل کے عرض کی لگوا کر چار دروازے مقرر ہوئے۔ جہاں طلایہ والوں کو بٹھلا کر یہ تاکید فرمائی کہ حاکم یا قلعدار کے بغیر اجازت کسی کو اندر آنے نہ دیں اور ممالک محروسہ و علاقہ کرناٹک پائیں گھاٹ کی سرحدوں کے درمیان اور ڈھنگل اور کڑوٹے بلدیل گھاٹ اور کھم کی حدوں تک خار بند لگوا کر بارہ ہزار پیدل اور دس ہزار سوار پاسبانی کے لئے جا بجا متعین کیئے تا سلطان کے ملک میں بغیر اطلاع و اجازت کوئی آنے نہ پائے اور ہر مقام کی روئیداد پر فوری اطلاع کا انتظام کیا گیا۔

اس سے پہلے سلطان نے میر غلام علی خان وغیرہ کے ہمراہ بہت سے نفیس تحائف اور اپنے کارخانے کی بنی ہوئی بہت سی نفیس بندوقیں مع جواہر گراں بہا اور دس لاکھ نقد سکہ سلطانی کے بطور نذر و پیشکش سلطان روم کے حضور میں روانہ کی تھیں۔ جس کی اطلاع عام طور پر نہ تھی۔ اس سال وکلا مذکور قسطنطنیہ سے واپس آئے اور سلطان روم کا نوازش نامہ مشعر مبارکباد جلوس سلطنت مع شمشیر مرصع کار و تحائف رومی اور جواہر بیش بہا کے ساتھ لائے چونکہ سلطان روم نے ٹیپو سلطان کو بلفظ سلطان یاد کیا۔ اور تخت و تاج کے قائم رہنے کا ذکر فرمایا تھا اس لئے ٹیپو سلطان کو

تمام لوازم سلطنت مہیا کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ ازانجملہ سونے کا ایک تخت بنوایا اور نہایت قیمتی جواہرات سے سجوایا۔ اس تخت کی یہ صورت تھی کہ شیر کی پشت پر رکھا معلوم ہوتا ہے اور تخت کے اوپر چتر شاہی قایم ہے اور چتر کی کلغی پر ہما بیٹھا ہوا ہے یہ تخت فرانس اور ہندوستان کے نامی کاریگروں نے بنایا تھا۔ اس کے ہر حصہ میں بڑے بڑے الماس وزمرد اور گوہر شاہوار مناسب مقام لگائے گئے تھے۔ اب یہ تخت ونڈسر کیسل انگلستان میں موجود ہے اور جب سلطان عبدالعزیز خان تشریف لے گئے تو اسی تخت پر ان کو بٹھایا گیا تھا۔ اس کے معنے یہی ہیں کہ ٹیپو سلطان نے یہ تخت سلطان روم کے خطاب پر فخر کر کے بنوایا تھا۔ وہ آج ہمارے پاس ہے ٹیپو سلطان نے اس تجدید انتظام میں قوم انگریز و فرانسیس کے اچھے اچھے صناع اور مختلف کاموں کے استاد جمع کر کے توپ۔ بندوق۔ چاقو قینچی گھڑیاں مخمل۔ بانات۔ اور ظروف چینی بنانے کے چار عالیشان کارخانے مقامات سرینگ پٹن۔ بنگلور۔ چیتل درگ۔ حیدر نگر میں کھول دیئے۔ اور دیسی کپڑا اور کمخواب اور کندلہ و زرتار کے کام پر ہندوستانی صناع مامور کئے جس سے ہر قسم کی چیز اُس کی سلطنت میں کثرت کے ساتھ بننے لگی۔

اور سپاہ کے جمع کرنے پر خاص توجہ فرمائی لیکن اس میں ایک بڑا نقصان واقع ہوا۔ جس سے پوشیدہ طور پر بددلی کی بنیاد قایم ہوئی۔ یعنی سلطان نے اپنے باپ کے مشاق اور قدیم الخدمت سپاہیوں اور افسروں کو اپنی نظروں سے گرا دیا جن کو نواب مرحوم نے لاکھوں روپیہ خرچ کر کے ریاست کا خیر خواہ اور وقت کا جان نثار بنایا تھا۔ اور ناآزمودہ کار جوانوں کو بھرتی کرنا شروع کیا اور سنگے نئے

لوگوں کو اخراجات عنایت کیں جس سے تھوڑے ہی دنوں میں کسی طرح کا نقصان محسوس ہونے لگا اور عقلمند حریفوں نے یہ حالت دیکھ کر سازش و مداخلت کا موقع پایا۔

اسی زمانہ میں سلطان نے اپنا روپیہ چلایا۔ اور اس روپیہ کا نام امامی روپیہ رکھا۔ روپے کے دونوں رخ پر ایک مصرعہ اور ایک فقرہ مضروب ہوا۔

دین احمد درجہاں	ہو
روشن ز فتح حیدر است	السلطان الوحید العادل
ضرب نگر سال دلو سنہ ۱۱۵۵	سیوم بہاری سال دلو سنہ
ہجری	جلوس

سلطان فرمانوں اور پروانوں کی پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم دست خاص سے بطور طغرا کے لکھ کر اسکے نیچے اپنے دستخط اس صورت سے یعنے بنی مالک ثبت فرماتا۔

فوج کشی کرنا سلطان کا کلیکوٹ کی طرف پھر نقصان شدید اٹھا کر کوچی بندر کا لے لینا

واقعات ۱۲۰۵ھ

جب سلطان نے اپنے طور پر ملک محروسہ اور دار السلطنت کے انتظام سے فرصت پائی تو جاسوس خبر لائے کہ کلیکوٹ کے نایر سرکشی و بغاوت پر آمادہ ہیں وہاں کے حاکم ارشد بیگ خان کی سعی کارگر نہیں ہوتی۔ یہ سُن کر سلطان چار پلٹن تین ہزار سوار اور آٹھ ضرب توپ لیکر سفر روانہ ہوا۔ وہ لوگ سلطان کے آنیکی خبر سُن کر جنگلوں اور پہاڑوں میں جا چھپے۔ اور سلطان نے ارشد بیگ خان کو اپنے ساتھ لیکر مہتاب خان بخشی کو اُس کی جگہ مامور فرمایا۔ لیکن وہ شوریدہ بخت وحشی اُس کے کہنے سے بھی راہ راست پر نہ آئے۔ اور سلطان کو پھر آنا پڑا۔ اور سلطان نے یغماگر سپاہیوں کو اُنکے گھروں کو لوٹ لینے کا حکم دیدیا اس سے اکثر مُفسد مغلوب ہوگئے اور کتنوں کو فوج والوں نے قتل ڈالا اسی عرصہ میں کتنے پنڈاروں نے ترچناپلی کے اطراف میں لوٹ مار جاری کر رکھی تھی۔ سلطان کو کوچی بندر کے راجہ کی شرارت معلوم ہوئی۔ بعد تحقیق کے خود مع لشکر اُس طرف کو روانہ ہوا۔ کوچی والے بھی مورچہ اور خندق بنا کر لڑنے کو آمادہ ہوئے اُنکے ساتھ راجہ ٹراونکور کی فوج بھی شامل تھی۔ رات میں سلطانی بہادروں نے اُن کو شکست دی تب سلطان نے آگے بڑھنے کا قصد کیا۔ خیر خواہوں نے عرض کی کہ اس وقت آگے کا قصد کرنا اچھا نہیں

کیونکہ راستہ ناہموار اور بڑی بڑی ندیاں واقع ہیں لیکن سلطان نے اُن کا معروضہ قبول نہ کیا اور اُسی رات کی تاریکی میں پالکی پر سوار ہو کر مع دو پلٹن اور دو ہزار سوار کے روانہ ہو گیا آخر کار وہاں پہونچ کر سلطانی جان نثاروں نے ایک ہی حملہ میں دشمنوں کو شکست دی کتنے مقتول ہوئے کتنے بھاگ گئے اور حصار مسخر ہو گیا۔ لیکن مکار دشمن نے از راہ فریب رات خاموشی سے بسر کر کے صبح ہونے سے پہلے ندی کے منبو کا منہ کھول دیا جس سے کھائی اور چشمے سب بھر گئے اور فوج سلطانی پر کمک پہونچنے کی راہ بند ہو گئی زاں بعد اُن وحشی حریفوں نے چاروں طرف سے سلطانی فوج کو گھیر لیا۔

اِس میں سلطان کے چار ہزار بہادر کام آئے تب میر قمر الدین خان بہادر نے جو سلطان کی سواری کے متصل تھا فی الفور سلطان کو پالکی سے اتار لیا اور بخیر و عافیت لشکر گاہ میں پہونچا یا مگر سلطانی جلوداروں میں سے کوئی بچ نہ سکا دشمن نے سب کو ایک ایک کر کے مار لیا۔ سلطان کی پالکی کا نام اورنگ تھا۔ اس کے بنانے میں نو لاکھ روپیہ خرچ ہوئے تھے اس پالکی میں سلطان کی ایک کٹار رہ گئی تھی اس کا دستہ ایک ڈال زمرد کا تھا جو بے قیمت کہا جا سکتا ہے۔ یہ دونوں چیزیں دشمن کے ہاتھ لگیں۔

پھر تو سلطان نے ندی پار اپنی فوج کو جمع کر کے سپہداروں کو لوٹ مار کا عام حکم دیدیا اور سلطانی فوج کے سواروں اور سپاہیوں نے خوب ہی بدلا لیا۔ ہزاروں کو قتل کیا اور ہزاروں کے گھر لوٹ لئے۔ باقی ملک و مال چھوڑ کر ملیبار کی طرف بھاگ گئے۔ اور سلطان نے اُس بندر کے قلعہ میں

داخل ہوکر سب مال و متاع اور توپ و تفنگ پر قبضہ کر لیا۔

جنرل میڈوس کی لشکر کشی ٹیپو سلطان کی معرکہ آرائی مع واقعات متعلقہ

واقعہ ۱۲۰۵ھ

جب سلطان نے بندوبست نواح ملیبار سے فرصت پائی۔ اور سرکشی آیندہ کا خیال کر کے اور فوجی بدرقوں کو جابجا جنگل اور راستوں پر مامور کر دیا تو راجہ ملیبار سے نذرانہ و پیشکش کی درخواست کی۔ راجہ نے اپنے آپ کو بے قابو اور سلطان کے مقابلہ میں لاچار دیکھ کر گورنر مدراس سے اپنی حمایت کی التجا کی۔ گورنر مدراس نے جنرل میڈوس صاحب بہادر کو مع فوج و توپخانہ و ذخیرہ جنگ وا ذوقہ راجہ ملیبار کی حمایت کا حکم دیا۔ جنرل موصوف کوچ کر کے شہر ترچنا پلی میں پہونچا اور وہاں فوج کو باقاعدہ درست کر کے آگے بڑھا۔ کوئمباٹور اور ستی منگل کے نواح میں سلطان کی فوج ہراول سے مقابلہ ہو گیا۔ دونوں طرف سے توپ۔ بندوق اور بان کی آوازوں نے ہنگامۂ محشر برپا کر دیا۔

ادھر سلطانی قزاقوں نے انگریزی فوج کے کئی خیموں کو لوٹ ڈالا اور اکثر عورت و مرد کو پکڑ لے گئے۔ اُن میں کچھ فاحشہ رنڈیاں بھی تھیں جو خود مسلمان بنی تھیں اور گوروں سے زنا کراتی تھیں اُن کو سلطان نے

قتل کروادیا۔ شام کے وقت جنرل موصوف نے ایک پہاڑ کی ترائی میں خیمے نصب کیئے
تو سلطانی سپاہ نے اُس کو گھیر کر چاروں طرف سے رسد کے راستے روک دیئے
دوسرے روز جنرل موصوف ستی منگل کے قلعہ میں جا ٹھیرا چند روز کے بعد کوئمبٹور
کو روانہ ہوا جو خیمہ گاہ سلطانی کا مقام تھا۔ جنرل موصوف کے آنیکی خبر سُن کر
سلطان مع اپنی تمام فوج کے اُس کا سدِّ راہ ہوا مگر جنرل موصوف نے بھوانی ندی
کے کنارے فرودگاہ قایم کرکے اُس روز جنگ کو ٹالدیا۔ یہاں اتنا اور سن لیجئے
کہ کرنل میکسویل جو بنگالہ سے پانچہزار گوروں کی فوج لے کر آرہا تھا وہ کالستری اور
ینکٹ گری وغیرہ کے راجاؤں کی (جو انگریزوں سے مل رہے تھے) مزید فوجیں لیکر اور
وانمباڑی اور ترپانور کے راستوں پر مضبوط بکٹ قایم کرکے ٹپور گھاٹ کیطرف روانہ ہوا جب
سلطان کو اسکی آمد کی خبر ملی تو سلطان نے میر برہان الدین خان بہادر سپہ سالار کو
اُس کی مدافعت کیلئے روانہ کیا۔ اور اپنا کیمپ نگر میں رکھا۔ سپہ سالار مذکور
نہایت مستعدی سے یلغار کرتا ہوا روانہ ہوا جب کندلی کی نواح میں پہونچا۔ تو
سپہ سالار کے ماتحت سپہداروں میں سے سید غفار نے پنڈاروں کے
سوار لیکر انگریزی فوج پر حملہ کیا اور ڈیرھ سو سوار اور دو سو سپاہی اسیر کرلئے
تب کرنل بہادر نے وہ دن جنگل میں بسر کرکے کاوبری پتن کو کوچ کیا لیکن
جب فوج قاہرہ کو اپنے پیچھے آتے دیکھا تو پہاڑ کی ترائی میں ہوکر تپور گھاٹ
کا راستہ لیا اُدھر سے جنرل میڈوس بھی یلغار کرکے اُس سے آملا۔ اور اب
جنرل اور کرنل مع اپنی تمام جنگ آزمودہ فوج کے ایک جگہ ہوگئے اور
افواج سلطانی کو نقصان پہونچایا۔ فوج سلطانی کے اکثر بہادر کام آئے

تب سلطان بہ نفس نفیس اسد اللہی رسالے اور توپخانے کے کراں کے سر پر جا پہنچا اور جاتے ہی تاخت کا حکم دیا جس سے ہلچل مچ گئی تب جنرل تمام فوج کا قلعہ باندھ کر اور سب سامان کو درمیان میں لیکر ستی منگل کی جانب روانہ ہوا اور دو تین مہینے تک لڑائیوں کا سلسلہ جاری رہا کبھی انگریزی فوج غالب آتی کبھی سلطانی فوج انگریزی فوج کو تباہ کرتی اس میں جنرل کی فوج کا اذوقہ ختم ہو گیا اور باہر سے بوجہ سختی انتظام سلطانی کے اذوقہ پہونچنا ممکن نہ ہوا تب جنرل موصوف نے مع تمام لشکر کے ترچناپلی کی راہ لی لیکن آگے بڑھکر سلطانی فوج نے راہ روک دی اور چاروں طرف سے انگریزی فوج پر ٹوٹ پڑیں اور اس دلیری اور بہادری اور باقاعدہ معرکہ آرائی سے اپنا فن جنگ ظاہر کیا کہ بڑے بڑے انگریز بھی انگشت بدنداں رہ گئے۔ قریب تھا کہ سلطانی فوج پورا غلبہ حاصل کرے اس میں رات ہو گئی جس سے لڑائی موقوف رہی اور جنرل بہادر بہت سا سامان اور اسباب وہیں چھوڑ کر آگے روانہ ہوئے۔ مگر سلطان کے سواروں نے پیچھا کر آگے بڑھ کر جنرل بہادر کو روکنا اور مقابلہ کرنا چاہا۔ اور زبردست حملہ شروع کیا۔

ناگاہ میر برہان الدین خان بہادر سپہ سالار افواج سلطانی کے گولی لگی اور وہ گھوڑے سے گر کر وہیں ٹھنڈے ہو گئے تب سپاہیوں نے فی الفور اُن کی لاش کو پالکی میں ڈالکر دوش بدوش سلطان تک پہونچایا۔ سلطان اپنے ایک ایسے تجربہ کار و جاں نثار کے مارے جانے سے بے اختیار رو پڑا اور جنگ کی موقوفی کا حکم دیا افسران فوج نے عرض کی کہ حضرت کے اقبال سے لڑائی فتح ہونے پر

آرہی ہے یہ وقت موقوفِ جنگ کا نہیں مگر سلطان نے سپہ سالار کے واقعہ سے متاثر ہو کر اُس روز کی لڑائی موقوف رکھی۔ اس سے جنرل بہادر غیر متوقع پناہ مل گئی اور وہ وقت ٹل گیا۔ دوسرے روز سلطان نے میر قمر الدین خان بہادر کو سپہ سالار مقرر کر کے ستی منگل کے قلعہ پر عمل دخل کرنے کے لیئے مع فوج روانہ کیا اور قزاق سواروں کو اُن کے سپہدار کی ماتحتی میں تنجاور کے قصبوں اور دیہات کی لوٹ مار کا حکم دیا۔ اس میں جنرل بہادر دوسری آنیوالی مصیبتوں کا خیال کر کے اپنی عزت کو صحیح و سالم واپس لے گیا یعنی خود کو مع لشکر کے دریا کے کنارے مدراس پہونچا دیا۔

سلطان نے چینجی اور ترموگل گڈھ کے سواد تک اُس کا پیچھا کیا۔ پھر واپس آیا۔ اُدھر قمر الدین خان بہادر نے ستی منگل کے قلعہ کا محاصرہ کر کے گولہ باری شروع کی اس سے اُس قلعہ کے سردار نے مجبور ہو کر صلح کا پیغام بھیجا۔ اور قلعہ سپرد کر دیا۔ قمر الدین خان نے وہ قلعہ اسلام آباد کے حاکم سے متعلق کیا اور اسیرانِ قلعہ کو بارگاہ سلطانی میں حاضر لایا۔ ٹیپو سلطان نے انگریز افسروں کو مثل میجر سانبر کے قید کر کے سرینگ پٹن کے قلعہ میں رہنے کو روانہ کر دیا اور باقی انگریز سپاہیونکو خیر خواہی کا حلف لیکر اپنی فوج میں بھرتی کر لیا۔ پھر سلطان نے جوق جوق سوار و پیادہ کو تسخیر و تخریب تعلقات پائیں گھاٹ پر مامور کیا۔

چنانچہ قمر الدین خان بہادر نے قلعہ کو ویرموگل کو جو انگریزی قبضہ میں تھا۔ اور ہزاروں عورت مرد انگریزونکی پناہ کا خیال کر کے اس میں جا رہے تھے فتح کر لیا اور وہاں کے رہنے والوں کو تباہ و برباد کر ڈالا۔ اسی طرح یغماگر سوار و

پیادوں نے دوسرے دیہات و قصبات کو تاخت تاراج کرکے دم لیا کاش وہ شتی راجہ سلطان کو اُس کا جایز خراج دینے پر راضی ہوجاتا تو طرفین کی فوج اور ملک پر مصیبت کیوں پڑتی۔

لارڈ ارل کارن والس صاحب بہادر گورنر جنرل کا نظام حیدرآباد اور پیشوائے پونا کو ورغلانا۔ پھر تینوں کا متفق ہوکر سلطان پر چڑھائی کرنا یا دیگر واقعات واقعہ سنہ ۱۲۰۶ھ

ناظرین حصہ اول متعلق نواب حیدر علیخان بہادر جنت مکان میں پڑھ آئے ہونگے کہ انگریزونکو اول سے اُس کی بہادری اور فتوحات پر رشک رہا۔ اور طرح طرح کی سازشوں اور حیلوں سے اُسکو زیر کرنا چاہا اور اُسکے خلاف مرہٹے اور نظام کی زبردست طاقتوں کو ابھار کر اُن کی لاکھوں فوج کو اُس کے ملک میں داخل کردیا۔ اور ان فوجوں نے دور دور تک تاخت تاراج میں کمی نہیں کی لیکن اُس دانشمند بہادر نے صرف خدا کے فضل اور اپنی طاقت پر بھروسہ کرکے ایک ایک دو دو تین تین فوجوں کا مقابلہ کیا۔ اور لاکھ لاکھ دو دو لاکھ فوج کی معرکہ آرائی میں ثابت قدم۔ مستقل مزاج اور مرد میدان ثابت ہوا اور کبھی اُس نے

عہد کر کے بد عہدی کرنا پسند نہیں کی جس کے اثر نے ولایت تک اُس کی سچائی اور بہادری کا شہرہ بلند کر رکھا تھا اور عقلائے انگلستان گورنر بمبئی مدراس کو بار بار اُسکے حقوق پر لحاظ رکھنے کی تاکید کرتے رہتے تھے لیکن یہاں کے گورنر اور گورنر جنرل اس کی فتوحات کو نہ دیکھ سکتے اُسکے بعد اُسکے بہادر فرزند ٹیپو سلطان کی مزید فتوحات کو دیکھ کر رشک وحسد نے اور ترقی کی اور انگریزوں کی پولیٹیکل تدبیرات نے اُسکے پھانسنے کو ریشمی پھندوں کا جال بچھا دیا۔ اور اُس کی ڈوری اپنے ہاتھ میں رکھی با ایں ہمہ سلطان نے تنہا سب کا مقابلہ کیا یعنی افواج انگریزی مرہٹہ وحیدرآباد کے مقابلہ میں (جن کی تعداد لاکھ لاکھ دو دو لاکھ تین تین لاکھ تک پہونچتی ہے) خود کو بہادر باپ کا بہادر فرزند ثابت کر دکھایا۔ اور تمام دکن اور مدراس والے اس کی توپ وتفنگ اور تیر وشمشیر کا لوہا مان گئے۔ اور سارے ہندوستان میں وہ ایک اولوالعزم سلطان یا بادشاہ مانا جانے لگا۔ لیکن جب اس کی تجدید انتظام سے پرانے رفیق معزول وبددل ہوگئے اور پرانی سپاہ کی جگہ نئی سپاہ اور نئی قواعد نے دخل پایا تو دانشمند انگریزوں نے اس موقعہ سے فایدہ اٹھانے میں اُس ریشمی جال کی ڈوری کھینچتے رہنے میں اور زیادہ توجہ مصروف کی کیونکہ عقلمند قوم ایسے ہی مواقع سے فائدہ اٹھاتی ہے۔

چنانچہ جنرل میڈوس نے مدراس پہونچکر لارڈ ارل کارن والس صاحب بہادر کو لکھا کہ سلطان کے ہاتھوں پائیں گھاٹ تباہ ہو رہا ہے اگر اس کی خبر نہ لی گئی تو وہ سارا ملک قبضہ سے نکل جائے گا۔ اتفاق سے ابو القاسم خان ششتری مخاطب بہ میر عالم وکیل نواب نظام علیخان وہاں موجود تھا اُس نے

گورنر جنرل کے ایما سے نظام حیدر آباد کو پونا کے اتفاق سے ٹیپو سلطان کے ملک پر تاخت کرنیکے لیے ابھارا تاکہ سلطان کا ملک بالا گھاٹ فتح کر کے آپس میں تقسیم کر لیں۔ ادھر انگریز ایک زبردست جنگ متفقہ کے لئے تیار ہوئے اور کئی انگریز خدمات جاسوسی اور دوسرے سازشی کاموں پر مامور کئے گئے۔
ازانجملہ کرنل ریڈ نے انبور گڑھ پر مامور ہو کر تدبیرات شائستہ اور زر پاشی سے بالا گھاٹ کے راجاؤں اور باشندوں کو جو نواب حیدر علیخان مرحوم کی جابری اور ٹیپو سلطان کی غداری سے اپنا ملک چھوڑے ہوئے بھاگے پھرتے تھے واپس بلا کر رسد جمع کرنے اور اپنے گھروں میں آباد ہونے کا حوصلہ دلایا۔ اور ٹیپو سلطان کے کتنے سرداروں کو اپنی طرف ملا لیا جس سے کم از کم ہر طرح کی سچی خبریں ملنے کا ذریعہ ہاتھ آیا اور ہر چند سلطان نے تمام ملک بالا گھاٹ میں قدم قدم پر سخت انتظام کر رکھے تھے لیکن اس اندرونی سازش سے متزلزل ہو گئے مضبوط لکڑی کو گھن اور فولاد کو زنگ لگ گیا۔ اور کرنل موصوف نے کئی اشخاص کو زرکثیر دیکر سوداگری کے بھیس میں جاسوسی پر مامور کیا۔ یہاں یہ تدبیریں ہو رہی تھیں۔ ادھر انگریزی جاسوس سید امام جس نے دار السلطنت سرنگا پٹن میں بود و باش اختیار کر کے سلطان کی نوکری اختیار کر لی تھی پکڑا گیا اس سے سلطان نے دریافت کیا کہ اب تم ٹھیک ٹھیک حال بیان کر دو ورنہ توپ سے اڑا دیے جاتے ہو۔ اس نے کئی سرداروں کے نام ظاہر کر دیئے جو انگریزوں سے سازش رکھتے تھے۔ سلطان نے اُنکے حالات کی تحقیق کر کے جلادوں کے حوالے کیا جلادوں نے اُنکے سر قلم کر دیئے یہ سب پندرہ آدمی تھے اُنکے بعد سید امام کو بھی

اُن کے پاس پہونچایا گیا ہر چند اس طور پر کرنل ریڈ کے پندرہ سولہ جاسوس پکڑے اور قتل کیئے گئے لیکن اُس نے اپنے کام کو نہ چھوڑا اُن کی جگہ دوسرے جاسوس پیدا کیئے۔

اِس اندرونی انتظام کے بعد گورنر جنرل بہادر مع پانچہزار سپاہ دیسی اور دو ہزار فوج گورہ کے کلکتہ سے براہ دریا مدراس میں آپہونچے۔ پھر یہاں بیٹھکر ایک مہینے میں چاروں طرف کے انتظام پر اطمینان حاصل کرکے چار پلٹن دیسی چھ ہزار گورہ تین ہزار سوار لیکر مع توپخانہ انگریزی بالا گھاٹ کو روانہ ہوئے اور کوچ در کوچ ویلور پہونچے اس وقت سلطان پھلچری کے سردار فرانسیس سے کمک کا سوال جواب کر رہا تھا اس میں جاسوسوں نے انگریزی فوج کے ورود کی خبر پہونچائی۔ سلطان نے محمد خان بخشی کو بڑی جمعیت کے ساتھ روداد صحیح لکھنے کے لئے روانہ کیا بخشی موصوف حضور سلطانی سے رخصت ہوکر سنگم گھاٹ کے راستے سے ترپاتور جا پہونچا تب تو ڈیڑھ سو انگریز جو قلعہ ترپاتور میں تھے اور کالستری راجہ کا سردار جو تین سو پیادوں سے اُس قلعہ کی نگہبانی کرتا تھا صبح ہونے سے پہلے انبور گڑھ کے راستہ پر چلدیئے لیکن بخشی موصوف کے سواروں نے خبر پاتے ہی دھاوا مارکر اُن کو روک لیا اور اُن کو اسیر کر لائے۔

نظام علیخان چالیس ہزار سوار اور بیس ہزار پیدل لیکر اپنے امرا اور دونوں فرزند عالیجاہ اور سکندر جاہ کے ساتھ حیدر آباد سے کوچ کرکے پانگل میں خیمہ زن ہوا اور اپنے امیر و لشکر فوج دیگر ممالک محروسۂ سلطانی کی تسخیر کو روانہ کیا۔ اور گورنر جنرل بہادر مع فوج باقاعدہ انگریزی موگلی گھاٹ اور رینک ٹ گری سے عبور کرکے موبر و اکل کولار بکوڈہ میں اپنے تھانے قایم کرتے ہوئے سید ہے کشن راجپور ہوکر بنگلور سے تین کوس پر

اِس وقت سلطان بذات خود آمادہ جنگ ہوا۔ فرانسیسیوں نے ایک ہزار
فوج باقاعدہ سلطان کو دینا چاہی مگر دغا باز اور ناتجربہ کار مشیروں نے سلطان
کو اُسکے قبول کرنیسے باز رکھا اور کہا کہ خود حضرت کے پاس کس بات کی کمی ہے۔
قصہ مختصر سلطان نے اُسی شب قزاقوں اور بان داروں کو انگریزی لشکر کے
چاروں طرف آگ برسانیکا حکم دیا اور خود بنگلور کو روانہ ہوا۔
اِن سپاہیوں نے تمام رات بان مارے اور باڑھیں ماریں اُس سے بہت
نقصان ہوا اور تمام رات ہل چل کی کیفیت رہی۔ مگر صبحکو گورنر جنرل بہادر بے کھٹکے
بنگلور کیجانب بڑھ کر ایک فرسنگ کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوئے۔
تب سلطان نے سید حمید سپہ سالار کو مع اس کی فوج کے دوسرے قلعہ
کی حفاظت پر مامور کیا۔ اور محمد خان بخشی اور بہادر خان قندھاری کو قلعداری
کی خدمت پر چھوڑا اور شیخ انور سہدار کو قلعہ میں بھیج آپ تنگی کی نواح میں خیمہ زن ہوا
یہاں ہنوز سب خیمے نصب نہ ہوئے تھے اور چار پلٹن اسد اللہی رسالہ اور
خاص اصطبل کے تین ہزار سوار چاروں طرف سے سواری کو گھیرے ہوئے تھے
اس ہی کرنل فلایڈ مع فوج انگریزی کے سلطان پر چڑھ دوڑا۔ تب سلطانی توپچی
نے بروقت اپنا ہنر دکھایا اور فوج انگریزی کہار ہٹایا۔ کرنل کے کلہ پر ایسی گولی
لگی کہ اُسکی زبان بند ہوگئی ناچار باقیماندہ فوج بھاگ کر اپنے کیمپ کو واپس گئی
سپاہیان سلطانی نے چار سو سپاہ انگریزی کو مع گھوڑوں کے اسیر کر لیا۔
دوسرے دن کرنل مورس اور جنرل ھینڈوس نے شہر پر ہلا کیا۔ اور
بے حساب زر و جواہر لوٹ ڈالا۔ طرفین سے کئی ہزار آدمی کام آئے اور کرنل

مورس بھی مارا گیا۔ ازاں بعد دو ہفتہ تک حصار کے توڑنے میں مصروف رہے آخرکار دیوار ٹوٹ گئی اور کشن راؤ نمک حرام معتمد سلطانی کی سازش سے نے سرداران انگریزی کو ہر طرح کی مداخلت کا موقع پیدا کر دیا اور رات بات کی خبر پہونچاتا رہا جب وہ سلطانی انتظام کی خبر پاکر فی الفور اس کا تدارک کرتے رہے اور آدھی رات کو قلعہ پر دھاوا کر دیا۔ اور قلعہ میں داخل ہوگئے۔ یہ سب کشن راؤ کی نمک حرامی سے ظہور میں آیا۔ سید حمید سپہدار اور قلعدار دروازہ کے سامنے لڑ بھڑ کر مرمٹے اور شیخ انصر سپہدار اپنے جوانوں سمیت اسیر ہوگیا۔ قلعہ کے رہنے والے مع اہل و عیال گرفتار ہوگئے۔ تب قمر الدین خان بہادر اور سید صاحب نے انگریزی فوج پر حملہ کرنیکی سلطان سے اجازت طلب کی۔ سلطان نے فرمایا کہ اب قابو کا وقت ہاتھ سے نکل گیا۔ اب سپاہ کی طاقت منتشر کرنا ٹھیک نہیں۔

سلطان کو ابھی یہ حال معلوم نہیں کہ اس شکست کی بڑی وجہ گہری سازش ہے ان کو یہ جواب دیکر پاکڑہی کی نواح میں خیمہ گاہ قایم کرنیکا حکم دیا۔ اسکو چار روز گذرے تھے کہ گورنر جنرل بہادر نے تین ہزار سپاہ دیسی اور چھ سو گورے قلعہ کی حفاظت کو چھوڑ کر اسطرف جہاں چک بالاپور۔ بنگلور۔ مدن پلی کے راجاؤں نے رسد دینے اور مواشی جمع رکھنے کا اقرار کیا تھا کوچ کیا۔ اور اپنے اقبال سے ہر مقام پر آرام پاکر اور اپنی چوکیاں مقرر کرکے دیون ہلی کے سواد میں کیمپ قایم فرمایا۔ اور یہاں کے قلعدار سے سازش کر سب ذخیرہ قلعہ کا حاصل کر لیا یہاں سے اچھوٹے بالاپور کیجانب کوچ ہوا۔ یہاں کا قلعہ دار حسب الحکم سلطانی قلعہ کا سامان لیکر مع سپاہ نندی درگ کے پہاڑ پر جا رہا تھا پیچھے سے انگریزوں کی

فوج پہونچ کر قلعہ پر مع سامان باقیماندہ قابض ہوگئی اور گورنر جنرل نے وہ قلعہ اور
تعلقہ لاکھہ روپیہ سالانہ پیشکش کے جلدویں اُس کے وارث اولین رام سامی
کوڑہ کو دیدیا۔ اور خود اپناجی درگ کیطرف کوچ کیا۔ اور راجہ رام سامی کوڑہ جسکی
آرزوے دیرینہ برآئی اپنا انتظام قایم کرکے اور چھہ سو پیادے قلعہ میں چھوڑکر
تلکاکونڈا کی طرف چلا گیا۔ سلطان نے لیفٹنٹ نایر کو مع اُس انگریزی سردار کے
جسکو قلعہ تریاتور میں اسیر کیا تھا اور جوگی پنڈت ہمشیرہ زادہ اچپا پنڈت نائب
صوبہ ارکاٹ کے جسکو نواب مرحوم نے عطاے خطاب وخلعت سے سرافراز کیا
تھا اور بدستور اپنے کام پر تھا۔ باایں ہمہ مخالفوں سے ملگیا اور ہرپن پلی اور
رائے درگ کے پالیکاران سابق جو محبوس اور مخالفت کی تدبیر میں مصروف
تھے قتل کردیئے گئے۔

اور سلطان نے کشن راؤ کو واسطے بندوبست دارالسلطنت وارسال خزانہ
کے روانہ کیا اور خود بالاپور کیطرف مقابلہ فوج انگریزی کیلئے بڑھ گیا۔ مگر وہانکے
کمظرف لوگ توانگریزونکے شہ دینے سے بد دماغ ہوگئے تھے انہوں نے
سلطانی طلایہ کو قلعہ کے قریب دیکھکر کتوں کی طرح بھونکنا اور جنگی باجے بجانا
شروع کیا۔ جس سے سلطانی بہادروں کو سخت غصہ آیا اور فی الفور حملہ کرکے
قلعہ کو فتح کرلیا اس میں دو ہزار جانباز کام آئے لیکن جو باقی بچے وہ تین سو
پیادوں کو گرفتار کرکے حاضر لائے۔ سلطان نے جلادوں کی معرفت انکے
ہاتھہ پاؤں کی ہڈیاں تڑوادیں۔ پھر سلطان نے وہاں سے کوچ کرکے سولہ
سلکٹہ میں مقام کیا اور وہ سازشی پالیکار غلہ و مواشی لیکر لشکر انگریزی میں پہونچے

اور گورنر جنرل کی خوشنودی حاصل کی۔ اِدھر اسد علیخان اور بہرائل دیوان مشیر الملک پانچ ہزار سوار لیکر شریک فوج سلطانی ہوئے۔ اور سلطان نے کوچ کرکے چینتامنی اور موڈوکل کی راہ سے بینگٹ گیری کوٹہ میں خیمہ گاہ قایم کی اور صبح کو لڑائی کا نقارہ بجواکر فوج کو قرینہ سے آراستہ کیا اور جنگ شروع کی۔

لیکن سلطان کا اقبال تین طاقتوں کے مقابل دب چکا تھا اُس پر نمک حراموں اور فتنہ پردازوں کی اندرونی سازش نے اور بھی کمزور کر رکھا تھا اسی حالت میں ایک جاسوس سیاہ کپڑے پہنے سلطان کی والدہ ماجدہ کی جانب سے آپہونچا اور ایک شقہ جو نہایت مخفی تھا۔ سلطان کی خلوت میں پیش کیا۔

اُس شقہ کا مضمون یہ تھا کہ کشن راؤ نے کھنڈے راؤ مردود کی طرح فتنہ و بغاوت کا جال بچھا رکھا ہے۔ اور بمبئی سے لشکر کثیر انگریزی آنے والا ہے اور قلعہ کے اندر ہم سب موت کے منہ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ تم سب سے پہلے دار السلطنت کی خبر لو ورنہ پھر کچھ نہ ہوسکے گا۔

سلطان نے یہ خط پڑھکر اُسی روز سید صاحب کو مع فوج کثیر واسطے بندوبست دار الامارۃ سے رخصت فرمایا۔

دارالسلطنت کا بندوبست کشن راؤ کی نمک حرامی ٹیپو سلطان کا دارالسلطنت میں پہنچنا۔ فوج مغول مرہٹے کے ہاتھ سے ملک کی بربادی مع واقعات دیگر ہمیں سال واقع ۱۲۰۶ھ

سید صاحب مع بہادران کار آزمودہ ہمراہ لئے ناگری واتری درگ سے نکلکر آدھی رات کو قریب دارالسلطنت کے جا پہونچے اور ندی کے اس طرف لشکر کو ٹھیرا کر خود مع چند خواص اور پانچسو سوار جرار کے صبح ہونیسے پہلے دروازہ قلعہ پر وارد ہوئے اور دروازہ کھولنے کا نعرہ لگایا۔ دروازہ پر اسدخان رسالدار متعین تھا اُس نے فی الفور تعمیل کی۔ اور یہ سب کے سب اندر داخل ہوئے۔ اور بعض کارخانوں پر اپنے سوار متعین کرکے آفتاب نکلنے سے پہلے سلطان کی والدۂ ماجدہ کا زمین بوس بجالائے پھر کچہری میں اجلاس کیا اسوقت قلعدار چاپلوسی کی باتیں بنانے لگا۔ اور کشن راؤ کی نمک حرامی ظاہر کی۔ سید صاحب کے اشارہ سے چند سواروں نے اُسکے گھر کا دروازہ توڑکر اُسکو گرفتار کرلیا اور تیغ و تبر سے اُسکے ہاتھ پاؤں توڑکر اُس کی لاش کو بازار میں ڈالدیا اور اُسکے مکان کا سب اسباب ضبط کرکے توشکخانہ سلطانی میں داخل کیا لیکن اس مردود نے بھی آخری وقت یہ کہا کہ مینے جو آگ لگائی ہے یہ سلطان کے بجھائے نہ بجھیگی چنانچہ ویسا ہی ہوا اُس کی بیوی نے جو حسین بھی تھی اور بادفا بھی تھی۔ بلکہ زمانہ کی خدمت میں حاضر

ہونیکی درخواست کی اور انہیں کے ذریعے سے حرمسرائے سلطانی میں داخل ہوئی دوسری روایت یہ ہے کہ بیوی کو جب اپنے حرامخور شوہر زنتار دار کے باغیانہ خیالات معلوم ہوئے تو اسکو سخت نفرت ہوئی اور زنتا ور دائی کی زبانی ٹیپو سلطان کی والدہ کو اپنے شوہر کی نامعقول حرکتوں کی اطلاع کرائی۔ یہ مقولہ محض غلط ہے کہ ٹیپو سلطان نے زنتار دار کو قتل کرکے اسکی بیوی کو زبردستی حرمسرا میں داخل کر لیا تھا۔ واقعات کے رو سے یہ صریح بہتان اور نہایت بدنما تہمت ہے۔ وہ اگر خود راضی نہ ہوتی تو بھاگ سکتی تھی۔ خودکشی کر سکتی تھی طلبی کے وقت حاضری سے منکر ہو سکتی تھی غرضکہ کسی نہ کسی حیلے سے اپنے آپکو بچا سکتی تھی یا جان دے سکتی تھی۔ ان امور کا واقع نہ ہونا خود اُس کی رضامندی کی دلیل ہے۔

ٹیپو سلطان نے قمر الدین خان کو سر لشکر مقرر کرکے انکے ماتحت دس ہزار سوار انگریزی فوج سے لڑنے اور چھاپہ مارنے کیلئے روانہ کئے اور خود بدولت دار السلطنت کو روانہ ہو گئے۔ قمر الدین خان نے تین دن کے بعد تمام بنجارہ ولمانہ اور بیلیوں کو انبور گڑھ بھیج کر سامان رسد اسباب جنگ منگوا لیا۔ اور بیدنگل و مالور کے راستے سے بنگلور کو چلنے کی ہمراہیوں کو تاکید کی۔ کہ مغل سپاہیوں کا لباس پہن لیں انگریزی فوج چنداول یعنی وہ دستہ جو اصلی فوج سے کچھ پیچھے رہا کرتا ہے میں مغل سوار اور انگریز سوار ملے ہوئے تھے چھاپے مارنے والوں نے حملہ کرکے پانچ ہزار بیل جن پر غلے لدے ہوئے تھے لوٹ لئے اور دو سو مغل سواروں کو گرفتار کر لیا دکنی و افغانی سپاہی اور قزاقوں کا گروہ روزانہ دونوں لشکروں پر حملہ کرکے اکثر کو ہلاک کر ڈالتا تھا آمد و رفت بند تھی غلہ کی رسد مسدود ہو چکی تھی اور دن رات میں کسی کو بھی لشکر گاہ سے باہر نکلنے کی جرات نہ پڑتی تھی افواج سلطانی کی بہادری سے غنیم پر رعب بیٹھ گیا اور ٹیپو سلطان کی بذات خاص مقابلہ کرنے سے جو غرور سما گیا تھا اب وہ خوف و تشویش سے بدل گیا۔ قابل عبرت واقع یہ ہے کہ ٹیپو سلطان کے مقابلہ پر کیسی کیسی چالیں چلی گئیں

اور اُس کے فوجی مخبروں اور معتمدوں کو پہچاننے کے لئے کیا خوبصورت زرین جال پھیلایا گیا تھا جس نے ہمیشہ اس ملک ہندوستان کو غیروں کے ہاتھ سے پناہ کرنے میں سخت بے حیا بے غیرت۔ بددیانت ثابت کرنے میں کبھی اپنی قومی عزت کا پاس نہیں کیا۔

یعنی نواب نظام علیخان اور مرہٹہ ناظم حیدرآباد نے مقام پانگل میں قیام کر کے امرائکو واسطے تسخیر ممالک محروسۂ خداداد (ٹیپو سلطان) کے روانہ کیا۔ چنانچہ ملک عیسٰی خان میراں یار جنگ نے اپنی فوج لیکر قلعہ گنجی کوٹہ تلہ پتری وتار مری وغیرہ کو ضبط کر لیا اور بہتیرے دیہات کو لوٹ مار سے خراب کر ڈالا اور حافظ فرید الدین خان المخاطب بہ موید الدولہ نے اپنے لشکر کثیر کے ساتھ بڑھ کر گتی پر تاخت کی جہاں قطب الدین خان دولت زائی فوجدار نے اپنی جمعیت سے اُس کا مقابلہ کیا۔ حافظ مذکور نے جب دیکھا کہ قلعہ گتی کا فتح ہونا دشوار ہے تو اُس طرف کے نواح کو تباہ کر کے شہر کرپا اور سدہوٹ کے قلعہ میں اپنا دخل جمالیا اور چار ہزار سوار اور پانچ ہزار پیدل اور دو ضرب توپ سے گرم کنڈہ کو گھیر لیا۔ اُدھر مرہٹے کے سردار حاکم پونا کے حکم سے اپنے قلعوں کی تسخیر کو چڑھ دوڑے۔ چنانچہ پرسرام ناظم مرچ نے وہاں کے بعض قلعے اور مکان کو ہر کیلاوہ کتنے صلح سے مسخر کر کے اپنے ملک میں داخل کر لئے بدر الزمان خان قلعدار صوبہ دھارواڑ نو مہینے تک لڑتا رہا تھا جب ذخیرہ جنگ نے ذوقہ باقی نہ رہا تب بمجبوری قلعہ دشمنوں کو حوالہ کر کے آپ دو ہزار جوانوں سے متحصن ہو گیا مرہٹوں نے اُسکو پابزنجیر کر کے پونا بھیجنا چاہا اس پر وہ مردانگی سے نکلا۔ اور کئی زخم کھا کر گرفتار ہو گیا اور نرگوندہ میں قید کیا گیا۔ اُس کے ہمراہی بڑی خرابی سے

مارے گئے اور اس ضلع کے سب قصبے اور قریے مرہٹوں نے لے لئے
ہری پنڈت پھڑکیا نے ہرپن پلی کے راستہ پر آکر اُس کے گرد و نواح کو ضبط
اور شوم شنکر و بلنگے راجہ کو اُس کے آبائی راج پر مسند نشین کر کے صوبہ سرا میں اپنا دخل
کر لیا۔ پرسرام نائم مرچ نے دھار واڑ، انگولہ، مرجان، شانور وغیرہ کے بندوبست سے
اطمینان حاصل کر کے چتل درگ میں بھیج کر وہاں کے قلعہ دار دولتخان کے پاس
ایک اقرار نامہ اس مضمون کا بھیجا کہ اگر تم قلعہ چھوڑ دو تو پچاس لاکھ روپے کی جاگیر
پاؤ۔ اور اپنے مال و اسباب سے بے کھٹکے ہو جاؤ۔ مگر دولت خان نے اس دولت کو کچھ
مال نہ سمجھا اور رات کو اُس کی فوج سے لڑ گیا۔ صبح کو وہ فوج منتشر ہو کر سراسیمہ
چل نکلی۔ اور دولتخان اُس لشکر کا سارا اسباب و ڈیرہ خیمہ اور پانسو گھوڑے
لیکر نگر کو روانہ ہو گیا۔ اور نائم مرچ سرے سے نکل کر مدگری پہاڑ میں جا داخل ہوا۔
اور اپنے بھانجے مادھو راؤ کو مدگری مسخر کرنے کا حکم دیا۔ اور خود رسد کا سامان اور
مواشی لے کر انگریزی فوج سے ملجانے کا قصد کیا۔ اور انگریزی فوج کے سردار نے
اپنی فوج کو آراستہ کر کے دارالسلطنت پر چڑھنے کی تیاری کی۔ سلطانی رسالہ
کے پیدل سپاہی جو صحرائے مدگری کے جنگل میں کمینگاہ بنائے بیٹھے رہتے تھے
غنیم کی فوج پر بہادرانہ آفت میں مصروف ہوتے تھے۔ ہر رات کو سینکڑوں کے ناک
اور کان کاٹ کر لیجاتے تھے۔ اور پانچ پانچ چھ چھ سو بیل غلے کے چھین لیتے۔ جو شخص
ناک کان لاتا وہ ایک ہون پاتا۔ اور اناج سے بھرے بیل کی قیمت پانچ ہون اور
گھوڑے کے دس ہون انعام ملتے۔ اس سے دشمن کی سپاہ سخت حیران
ہوگئی۔ اور جب انگریزوں کی پلٹن کرمی گھاٹ کے سواد میں پہونچی تو اُس کا رسد

اور اتو وقت بالکل تنگ گیا تھا اور کاویری ندی بڑے زور شور سے چڑھی ہوئی تھی لیکن سلطان
والا شان نے انگریزوں کی فوج کے پہونچنے سے پہلے ہی ندی کے سامنے چار پانچ
مورچے بنوائے تھے اُن پر کپٹی سپہ سالار مستعد جنگ ہوئے لیکن گورنر جنرل بہادر
نے صبح ہوتے ہی دو مورچے لے لئے اور جنرل ہیڈوس بڑی فوج لیکر ری گھاٹ کے
پہاڑ پر چڑھ دوڑا جسکو سید حمید نے پسپا کیا۔ اور انگریزوں کے سپہ سالار نے قلعہ سر
کرنیکے لئے بہتیری سعی و تدبیر کی لیکن کچھ بن نہ پڑی۔ اور رسد کی نایابی کا یہ حال تھا
کہ چھ روپے سیر چاول اور چار روپیہ سیر دال اور تین روپیہ سیر آٹا مشکل سے میسر آتا
تھا۔ اور کبھی تو سولہ روپے سیر بھی نہ ملتا تھا۔

لشکر والوں کی مارے بھوک کے یہ نوبت پہنچی کہ توپ کشی کے بیلوں کو ذبح کرکے
کھانے لگے۔ گورنر جنرل بہادر نے جب یہ بری نوبت دیکھی اور اُن کو دریافت ہوا کہ
ٹیپار کے راستے سے جو رسد آتی تھی اس کو سلطانی لشکر نے لوٹ لیا تب اپنی
بھاری توپیں زمین میں دفن کرا کر اور آلات چوبینہ اور بوجھل سامان کو آگ لگوا کر کری گھاٹ
کے راستے پر کوچ کیا۔ سلطان نے یہ ماجرا سن کر بطور خوش طبعی چند بہنگی میوہ سبز و
شاداب کی جنرل صاحب بہادر کے میر منشی کے پاس بھیجیں۔ اُس طرف کے سردار بھی
اس ظرافت کو تاڑ گئے۔ اور انہوں نے میوہ لانیوالوں کو انعام دیکر وہ بہنگیاں واپس
کیں اور کہا کہ جنرل صاحب کے میر منشی یہاں حاضر نہیں۔

بارکشی کے چارپایوں کی یہ حالت تھی کہ پلٹن کے سپاہی توپیں کھینچتے تھے
اور صبح سے دوپہر تک بدقت تمام ایک فرسنگ طے کرکے مقام کر دیتے تھے
غرض گورنر جنرل بہادر نے ہمت کر کے اتری درگ کی طرف کوچ کیا۔ اُس پہاڑ کے

قلعدار بڑی بھیڑ بھاڑ دیکھکر قلعہ کی کنجی سمیت استقبال کو نکل آئے۔ گورنر جنرل بہادر نے بھی اُس پر اظہار مہربانی کیا اور یہاں کچھ مواشی ہاتھ آئے۔ اُن کا گوشت کھانے سے لوگونکو پیچش ہوگئی۔ پھر صاحب بہادر سوندکیا میں داخل ہوئے جہاں پرسرام مرہٹہ رسد کا سامان اور ذخیرہ لیکر آ پہونچا جس نے انگریزی فوج کو فاقہ کشی سے بچالیا اور کرنل ریڈ صاحب بہادر بھی رسد اور آذوقہ کا بہت سا سامان لیکر آ پہونچے اور کرنل ریڈ اور کرنل کوری نے ننّدی گڑھ و ساکری درگ کے قلعونکو فتح کریے لطف علی بیگ بخشی اور سلطان خان قلعہ دار اسیر ہو گئے۔

آملنا سکندر جاہ فرزند نظام علی خاں اور مشیر الملک کا گورنر جنرل بہادر کے لشکر سے اور تاخت کرنا شاہزادہ فتح حیدر کا مدکیری کی فوج محاصرہ پر۔

دوسری بار چڑھائی کرنا گورنر جنرل بہادر کا سیرنگپٹن پر اور مرہٹوں کا پہونچنا پھر سلطان اور انگریزوں میں صلح ہونا

واقعات سنہ ۱۲۰۶ھ

جب گورنر جنرل کو حسب مقصود کامیابی نہ ہوئی تو ٹیپو سلطان نے شاہزادہ فتح حیدر کو مع فوج سنگین گرم کنڈہ کیطرف رخصت فرمایا جب شاہزادہ موصوف سرحد کیجانب

روانہ ہوا۔ اور اپنی سب فوج کلواری اور بوکا پٹن کے جنگل کی آڑ میں چھوڑ کر سوار و پیادہ کی چیدہ جمعیت ساتھ لے کر گرم کنڈے پر جا پہونچا جس قلعہ کو حافظ فریدالدین گھیرے پڑے تھے۔ شاہزادہ فتح حیدر نے جاتے ہی بشرکت میر علی رضا خان اُس فوج کو منتشر کر دیا۔ اور حافظ فریدالدین کا سر کاٹ لیا۔ بقیۃ السیف کڑپہ کی طرف بھاگ گئے۔ شاہزادہ فتح حیدر نے اُن کا سب اسباب و لوازمہ قلعہ میں بھیج دیا۔ اور محصورین قلعہ کی تشفی کر کے ایک سال کی تنخواہ بھجوا دی اور خود مدگیری کی جانب کوچ کیا۔ سکندر جاہ اور مشیر الملک جو آٹھ ہزار سوار اور تین ہزار پیدل لیکر[1] گرم کنڈے سے سترہ کوس پر مورسن پلی اور ویلم پاڑی کی نواح میں اترے تھے۔ یہ خبر سُن کر کوہستان سنگل پالہ میں چھپ بیٹھے۔ اور شاہزادہ نے مسافت دراز طے کر کے محاصران کو مدگیری پر جو بیٹھے تھے ہنگامہ رستخیز برپا کیا۔ اور کتنے سرداروں کے سر کاٹ لفتح و فیروزی حضور میں آ پہنچا۔

انہیں دنوں میں میر قمرالدین خان رسد اور مواشی جمع کرنے کے لئے ننگر کو گیا۔ اس کے ایک ہفتہ بعد نواب نظام علیخان کے سردار اپنے لشکر سمیت خان خانی کی اطراف میں گورنر بہادر سے ملگئے۔ اور جنرل میڈوس نے نندی گڑھ کا قلعہ لیکر کشن گیری کی تسخیر کو فوج چڑھائی۔ لیکن قلعہ کے سپاہیوں نے توپ و تفنگ اور بانوں کی مار سے اُس کو پسپا کیا۔ زاں بعد کرنل کوپری نے پولٹیکل حکمت عملی سے قلعہ ماسٹے کورٹہ پر قبضہ پا لیا۔ جب برسات نکل گئی تو گورنر جنرل بہادر ناظم حیدرآباد کی فوج سمیت سرینگ پٹن کی تسخیر کو روانہ ہوئے۔ اور بڑی بڑی منزلیں طے کرتے گری کو دسے میں آ داخل ہوئے۔ اور ناظم کی فوج کو

---

[1] صاحب نشان حیدری نے یہ تعداد پچیس ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ کی لکھی ہے

پیچھے رکھ اُن مورچوں پر جو سلطانی سپہ داروں کی غفلت سے خالی پڑے تھے دھاوا کرکے قبضہ کر لیا۔ تب سلطان نے مجبور ہو کر حکم دیا کہ اطراف و نواح سے پیدل تفنگچی اور کماندار مجتمع ہو کر دار السلطنت کی پاسبانی و حفاظت میں مصروف رہیں اور خود جان نثاروں کو ہمراہ لے مقابلۂ غنیم کا قصد کیا۔ لیکن رات کی تاریکی میں اپنی فوجیں آپس میں ہی لڑ گئیں جن میں امام خان قندھاری اور سپہدار میر محمود شیرازی مارے گئے۔ اس عرصہ میں جنرل میڈوس نے بڑی دلیری سے چڑھائی کر شہر گنجام کا قلعہ اور لال باغ جو خندق کے سبب نہایت استوار تھا لیکن اُس رات محمد علیخان کے فریب سے خالی پڑے تھے ایک ہی حملہ میں لے لیے جب سلطان نے یہ خبر سُنی تو آپ ساری فوج سمیت دار السلطنت کی طرف کوچ کیا اور دو اسد اللہی رسالوں کو اُس مورچہ کے چھڑا لینے کے لئے جسے انگریزوں نے رات کو لے لیا تھا متعین فرمایا۔ لیکن وہاں انگریزی انتظام بہت مضبوطی سے ہو چکا تھا اس لئے ان بہادروں کی جانفشانی رائیگان گئی یعنی اُن میں کے لڑ بھڑ کر اکثر مارے گئے۔ اور جو باقی رہے وہ قلعہ میں واپس آئے۔

سلطان نے قلعہ دار السلطنت کی اطراف و جوانب میں توپ و منجنیق اور نوع بنوع کے آلات آتشبازی نصب کرا کر ہر ایک جانب پاسبانوں کو متعین کر دیا اُدھر پرسرام اور ہری پنت بھی اپنا لشکر لے کر چرکولی کی نواح میں خیمہ زن ہو گئے اور فوج داد جنگ اور شیر الملک نے اپنی فوجوں سمیت موتی تالاب پر خیمہ گاہ قایم کی لیکن یہ تینوں سردار جانتے تھے کہ محاصرہ کو طول کھینچے گا اس لئے مصالحت کی فکر میں تھے اور درمیان میں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہو جایا کرتی تھیں گورنر جنرل

بہادر بھی صلح کو پسند کرتے تھے لیکن جنرل میڈوس راضی نہ ہوتے تھے یہاں تک کہ
ایک لڑائی میں انگریزوں کے دو ہزار سپاہی کام آئے۔ باقی اپنے لشکر کی طرف چلے گئے
اس رات کو جنرل میڈوس نے طمنچہ بھر کر اپنے مستقے پر سر کیا لیکن ہاتھ بہکنے سے
گولی نہ لگی۔ اور آواز سُن کر کرنل مالکم جا پہونچے کہ جنرل کے خیمہ سے طمنچہ کی یہ آواز
کیسی آئی۔ تو معلوم ہوا کہ جنرل میڈوس نے اپنے مارنے کو طمنچہ سر کیا تھا وہ فیر
خالی گیا تو اب دوسرا فیر تیار کر رہا ہے۔ یہ حال دیکھ کر کرنل مالکم نے اُس کا ہاتھ پکڑ
لیا۔ اور اُس کو نشیب و فراز سمجھا کر صلح پر راضی کیا۔

قصہ کوتاہ تینوں سرداروں کی صلاح سے مصالحت کی یہ صورت قرار پائی کہ
سلطان تین کروڑ روپے کا ملک انہیں چھوڑ دے۔ اور تین کروڑ روپیہ نقد دے
اور ان روپیوں کے وصول ہونے تک دو شاہزادوں کو بطور یرغمال کے گورنر جنرل بہادر
کے پاس بھیجدے۔ سلطان دوراندیش نے جو اپنے تمام کارخانوں میں نمک حلالوں کی
غفلت یا سازش کا زور دیکھا تو مجبوراً ان شرطوں کو قبول کر لیا۔ اور بارہ محال سیلم
اتور ہنگری ستکل ورگ۔ ڈنڈیگل کالیکوٹ وغیرہ انگریزوں کو اور کڑپا پٹری پارمری
بلاری وغیرہ نواب نظام علیخان کو اور ترتیب بھدرا ندی کے اُس پار کا سارا ملک
پیشوائے پونا کو حوالہ کر ایک کروڑ روپیہ مع تحائف وہاں ہی کو بھیجدے۔ اور سلطان
عبدالخالق اور سلطان معزالدین کو میر غلام علیخان کی اتالیقی میں گورنر جنرل کے
حضور میں روانہ کیا اور میر علی رضا خان کو بھی مقرر فرمایا۔

انگریز دونکے شہر کو اپنے حصہ کے روپے لے کر مدراس کو چلے گئے۔ اور
گورنر بہادر مع شاہزادگان بلند اقبال مدراس کی طرف کوچ کیا۔ کرنل ڈفٹن کو

اُن کا میر سامان مقرر کیا گیا تاکہ اُن کی تمام ضروریات کی فی الفور تعمیل کیا کرے۔ اور مدراس میں اُن کے لئے ایک سلیمان نامی حویلی خالی کر دی گئی اور اُس کو نہایت تکلف فرنیچر سے آراستہ کر دیا گیا۔ اُس میں شہزادگان موصوف نہایت عزت و احترام سے رہنے لگے۔

نواب محمد علیخان بھی شاہزادگان موصوف کی دلجوئی کو آتے اور تحفے میوے ہدیہ بھیج کر دوستی کا دم بھرتے۔

لیون ڈی۔ بونگ صاحب بہادر سی ایس آئی چیف کمشنر میسور کی تاریخ کے حصہ دوم متعلق ٹیپو سلطان کا اقتباس نسبت واقعات مذکورہ بالا

واقعات گزشتہ کے متعلق صاحب موصوف یوں تحریر فرماتے ہیں کہ ۱۷۸۶ء میں ٹیپو سلطان نے منگلور میں مدراس گورنمنٹ سے صلح کر لیا تھا مگر انگریزوں کی طرف سے پھر مخاصمت کا خیال پختہ کرنے لگا تھا چنانچہ فرانسیسیوں کے ساتھ نہایت ہی قریبی دوستی کی فکریں کرنے لگا۔ اُس کو یقین تھا کہ فرانسیسیوں کی مدد سے وہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دے گا۔ اس منشا کو پورا کرنے کیلئے اُس نے سلطان معظم کے دربار کو ایک سفیر اس غرض سے روانہ کیا کہ پہلے سلطان کا منشا دریافت کرے پھر فرانس جا کر گورنمنٹ فرانس کو اپنی حمایت پر آمادہ کرے

لیکن غالباً قسطنطنیہ میں ٹیپو کے نام سے بھی کوئی آگاہ نہ تھا اور اُس کے سفیر سے
ایسی بے توجہی کا برتاؤ ہوا کہ وہ جھنجلا کر ہندوستان کو لوٹ آیا۔ ۱۷۸۸ء میں بہ
سرگردگی محمد درویش خان ایک اور سفارت براہ راست پیرس کو روانہ کی گئی۔
جہاں لوئی شانزدہم نے اُس کا بڑی عزت و احترام سے استقبال کیا اور بہت خاطر
مدارات سے پیش آیا لیکن وہ خود ہی مالی دشواریوں اور جمہوری حکومت کی شورش
میں گھرا ہوا تھا اس لئے اُس نے آیندہ کے وعدوں پر قناعت کی اور
سفیر بے نیل و مرام واپس آئے اور وقت باریابی سلطان اُن سے بہت
ناخوش ہوا۔

۲۸ دسمبر ۱۷۸۹ء کو ٹیپو سلطان مع فوج و توپخانہ اُس کوہستانی سلسلہ کی دیوار[1]
پر ظاہر ہوا جو راجہ ٹراونکور نے سرحدی حفاظت کے لئے تعمیر کرائی تھی اور جابجا
دمدمے بنا کر توپیں لگائی گئی تھیں۔ حالانکہ یہ ریاست گورنمنٹ مدراس کے
ماتحت تھی سلطان نے اس کا کچھ لحاظ نہ کیا۔ ۲۹ دسمبر کو آفتاب نکلتے ہی اُس کی
فوج نے دیوار کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا۔ اور اندر داخل ہو گئی۔ ٹراونکور کی فوج
نے ہر مقام پر بڑی جانبازی سے جنگ کی لیکن حملہ آوروں نے اُس کو پسپا
کردیا۔ آخر میں دوسرے حملہ پر ٹیپو سلطان کو بڑی خرابی سے واپس ہونا پڑا۔ اور
قریب دو ہزار آدمیوں کے کام آئے ٹیپو چند ہمراہیوں کے ساتھ اپنی جان
سلامت لے گیا مگر اُس کی تلوار اور سپر بھی وہیں رہ گئی جس کو ٹراونکور کے سپاہی
بڑی خوشی کے ساتھ اپنے پایۂ تخت ٹراونڈرم لیگئے۔

۱؎ یہ دیوار بارہ فیٹ بلند اور بیس فیٹ عریض تھی۔

اس وقت لارڈ کارنوالس گورنر جنرل تھا اس نے مدراس کی گورنمنٹ کو لکھا کہ ان مقامات کے متعلق جو راجہ ٹراونکور نے خریدے ہیں اور ان کی نسبت سلطان کو عذر ہے اس پر غور کیا جائیگا لیکن ایسے دعاوی جو کسی طرح نہیں ملنے چاہئیں کیونکر گوارا کئے جا سکتے ہیں اس لئے ٹراونکور کے راجہ کو جو انگریزوں کا وفادار دوست ہے ظالم اور گستاخ دشمن کا شکار نہ ہونے دیا جائے۔

اس لڑائی میں شکست سے سخت صدمہ تھا اس لئے اس نے سرنگا پٹن سے بھاری توپیں طلب کرکے پھر محاصرہ شروع کر دیا اور ایک ماہ کی گولہ باری کے بعد وہ دیوار توڑ سکا۔ جب دیوار میں شگاف ہو گیا تو ٹراونکور کی فوج ہٹ گئی۔ اور ٹیپو کے حکم سے برج وغیرہ منہدم کر دئیے گئے اور نہایت کثرت سے مال غنیمت ہاتھ آیا جس میں صرف دو سو توپیں اور کثرت سے گولہ بارود تھا یہ سب سرنگا پٹم کو روانہ کر دیا گیا۔

ٹیپو کا ارادہ تمام صوبہ کو فتح کر لینے کا تھا لیکن سمندر کی کھاڑیوں اور بارش سیلاب اور موسم بارش کے آجانے سے وہ اپنے ارادہ کو پورا نہ کر سکا۔ اور اپنی فوج لے کر پال گھاٹ کا راستہ لیا۔

ٹیپو اب ایسی علانیہ زیادتیاں کرتا تھا جس سے گورنر جنرل کو سوائے اعلان جنگ کے کوئی چارہ نہ تھا اس لئے لارڈ کارنوالس گورنر جنرل نے عزم بالجزم کر لیا کہ تلافی کارروائی سے کام لیا جائے۔ جب ستمبر ۱۷۸۹ء میں اس کو یہ خبر ملی کہ سلطان نے ٹراونکور کی سرحد پر حملہ کیا ہے تو اس نے نظام حیدرآباد اور مرہٹوں سے مدافعانہ عہدنامہ کیا کہ ٹیپو کی زیادتیوں کو روک دیا جائے۔ اور اس سے

اوس کے ظلموں کا انتقام لیا جائے۔ لارڈ کارنوالس نے خود سپہ سالاری کا عزم کیا۔ مگر جب یہ معلوم ہوا کہ مدراس کا گورنر جنرل میڈوز مقرر ہوا۔ تو اس نے جنرل میڈوز کی سپہ سالاری پر بھروسہ کر لیا۔ جنرل میڈوز نے ایسے بڑے بڑے سامانوں سے جنگ کی تیاریاں کیں جو قطعی اس کے اختیارات سے باہر تھے۔

اُس نے فوج کی تقسیم کے وقت خاص فوج کو تو اپنے زیر کمان رکھا تاکہ ترچنا پلی کی سرحد پر پال گھاٹ سے مغرب کر دے چلا کر تمام کوئمبٹور کو فتح کر لے اور پھر گجل ہٹی درہ کے ذریعہ سے گھاٹوں کو عبور کر کے میسور میں داخل ہو۔

اور فوج کا دوسرا حصہ کرنل کیلی کے سپرد ہوا کہ بارہ محال پر حملہ آور ہو۔ جنرل میڈوز کو میسور میں چند مقامات فتح کرنے میں کچھ دقت پیش نہ آئی۔ اور پال گھاٹ اور ڈنڈیگل کی فوجوں نے کچھ یوں ہی سا مقابلہ کیا اور وہاں پر انگریزی فوج کا قبضہ ہو گیا۔ لیکن جب کرنل فلایڈ کی فوج گجل ہٹی درہ سے میں میل مشرق دریائے بھوانی کے شمال ستیامنگلم میں مورچہ بند ہوئی تو سلطان ٹیپو نے اپنا بھاری سامان پہاڑ پر چھوڑا اور کثیر التعداد سواروں کی فوج لے کر نیچے اترا اور انگریزی فوج پر گولے برسانا شروع کئے۔

میسور کی فوج کے حملے انگریزی سپاہ نے بڑی بہادری سے روکے اور فریقین کا نقصان کثیر ہوا۔ لیکن انگریزی فوج ستیامنگلم پر قبضہ نہ رکھ سکی اور بڑی بے دلی کے ساتھ کرنل فلایڈ نے پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ سلطان کی فوج نے بڑی شدت کے ساتھ اس کا تعاقب کیا اور گولے برسائے۔

انگریزی فوج گھیر گئی اور پھر سخت جنگ شروع ہوئی لیکن اس خبر سے کہ

جنرل میڈوز آپہونچا سلطان نے مایوس ہوکر اپنی فوج کو علیحدہ کرلیا اور فلاڈ کی فوج بحفاظت تمام ویلاوری میں پہونچی جہاں جنرل میڈوز کی فوج اُس سے مل گئی۔ جو دھنیا کنکوٹہ سے واپس آئی تھی اور مجل ہتی کو جارہی تھی اور اس فوج سے کرنل اسٹوارٹ کی فوج بھی آملی جو پال گھاٹ کو لے چکی تھی مگر مجل ہتی کے ذریعہ سے سلطان نے میسور پر حملہ نہ ہونے دیا جس میں اس کو پوری کامیابی ہوئی۔ اب چونکہ سلطان کو میسور کی طرف سے بے فکری ہوئی وہ جلد جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ اور ایرود۔ دھاراپورم اور دوسرے مقامات پر قابض ہوگیا۔ پھر وہ حملہ کے خیال سے بارہ محال کو روانہ ہوا۔ اس وقت سے میں انگریزی فوج نے اس کا تعاقب کیا لیکن کچھ بھی نہ کرسکی کیونکہ یہ فوج ٹیپو کی تیز رفتاری کی کسی طرح برابری نہ کرسکتی تھی۔

بارہ محال کی انگریزی فوج کا کمانڈر کرنل میکسویل تھا کیونکہ کرنل کیلی کا انتقال ہوگیا تھا یکم نومبر کو کرنل میکسویل نے کشن گڑھی کے قلعہ کا تار گھاٹ لے لیا۔ یہ کرشن گڑھی بارہ محال کا صدر مقام تھی۔ اور میسور کی فوج کے حملے روکتا رہا۔ اس اثنا میں جنرل میڈوز نے ایروڈ کے قریب دریائے کاویری کو عبور کیا۔ اور ۱۴۔ نومبر کو تھوپور درہ پر پہونچا۔ اور ۱۷۔ نومبر کو میکسویل کی فوج سے آملا۔ لیکن ٹیپو سلطان ایسا ہنرمند جنرل نہ تھا جو اس چال میں پھنس جاتا۔ اس بیٹے اس نے فی الفور تھوپور درہ کو چلے جانے کا عزم کیا جس سے دونوں سروں سے انگریزی فوج کا فصل بیس میل سے زیادہ تھا۔ اور وہ صحیح سلامت پہونچ گیا اور درہ سے پار ہوگیا۔ اور ترچناپلی کا راستہ چھوڑ کر کارومنڈل کے ملک کے وسط میں ہوکر روانہ ہوا اثنائے راہ میں دیہات جلاتا اور روپیہ جبراً وصول کرتا گیا۔ جنرل میڈوز کو جو تعاقب میں جارہا تھا اُس کی تیزی رو کی کسے یہ بھی نہ معلوم ہوا

کرنیور کی فوج کہاں غائب ہو گئی ۔ ازیں بعد سلطان پانڈیچری کو روانہ ہوا تا فرانسیسیوں کی مدد حاصل کر سکے لیکن اس کا مطلب نہ نکلا کیونکہ فرانس خود اپنی مصیبت میں گرفتار تھا اس جنگ کے دوران میں ٹیپو سلطان فن حرب میں جنرل میڈوز کی بانسبت زیادہ ہنرمند اور لائق ثابت ہوا لیکن مغربی ساحل پر ٹیپو کو ایسی کامیابی حاصل نہ ہوئی کیونکہ اس کے سپہ سالار میر حسین علی کو کرنل ہارٹل نے شکست فاش دی اور ہر چند جنرل نے تیلی چری میں اتر کر کنانور کو فتح کر لیا اور آخر میں کل ساحل ملیبار ٹیپو کے قبضہ سے نکل گیا لیکن یہ ضرور تسلیم کرنا پڑے گا کہ کچھ عرصہ کے لئے سلطان نے اپنے تیز دھاوؤں سے اپنے دشمنوں کے دانت کھٹے کر دیئے تھے کیونکہ سلطان کے مقبوضات پر دشمنوں کا قبضہ کرنا کجا دشمنوں کو خود سلطان کے حملوں سے دم لینے کی مہلت نہ تھی۔ جو سلطان خود دشمنوں کے ممالک کے اندر کر رہا تھا۔

لارڈ کارنوالس دسمبر میں مدراس آ گیا اور آخر جنوری ۱۷۹۱ء میں اس نے ویلور کی افواج کی سپہ سالاری خود اپنے ہاتھ میں لی اور بنگلور کے محاصرہ کا عزم کیا۔ ٹیپو یہ سن کر دھاوے کرتا ہوا آ پہونچا اور یہ کوشش کی کہ بارہ محال سے وہ گھاٹوں میں چڑھنے نہ پائے۔ لیکن لارڈ کارنوالس نے پہلے تو مصنوعی طور سے امبور کی طرف فوج کو پھیرا۔ پھر ایک دم سے موگلی درہ کی طرف گھوم پڑا اور کلار ہو سکوٹ ہوتا ہوا بنگلور پر بڑھا۔ ان دونوں مقاموں پر اس کا کسی نے مقابلہ نہ کیا اب بنگلور سے پندرہ میل پر خیمہ زن ہو گیا اور پانچویں مارچ کو بنگلور جا پہونچا۔ اپنے پہونچنے کے دوسرے روز لارڈ کارنوالس نے اپنی فوج کو مستحکم مقام پر مورچہ بند کیا۔ ٹیپو کا لشکر قلعہ کے جنوب و مغرب کے گوشہ پر تھا۔ یہاں کئی لڑائیاں سخت

واقع ہوئیں اور گھیرے گولیوں کا مینہ برستا رہا لیکن جب قلعہ شکن توپوں سے کام لیا گیا تو پھاٹک فتح ہو گیا۔ اس میں انگریزی فوج کا نقصان کثیر ہوا اور کرنل موہوس توپخانہ کا کمانیر مارا گیا۔ نا اں بعد نہایت سخت جنگ کے بعد قلعہ پر بھی دخل کر لیا گیا۔

اب ٹیپو سلطان کو یہ دیکھ کر کہ بنگلور ہاتھ سے نکل گیا۔ سرینگا پٹن کو بچانے کی فکر پیدا ہوئی اور لارڈ کارنوالس قلعہ کی ضروری مرمت کرا کر دیون ہلی کو روانہ ہو گیا۔ تاکہ اُن دس ہزار سواروں سے جا ملے جو نظام نے بھیجے تھے۔ اور اس غیر قواعد دان فوج کے ساتھ سرینگا پٹن کو روانہ ہوا۔ سرینگا پٹن کے قریب پہونچ کر لارڈ کارنوالس نے میسور کی افواج کو مضبوط مقامات پر مورچہ بند پایا۔ دریائے کاویری اُن کے داہنے بازو پر تھا۔ ناہموار پہاڑیاں بائیں بازو پر تھیں اور دلدل سامنے تھی مگر کرنل میکسویل نے جوں توں ایک پہاڑی پر قبضہ کر لیا۔ اور گولہ باری شروع کر دی۔ میسور کی فوج بلندیوں کو چھوڑ کر پیچھے ہٹنا شروع ہوئی مگر کرنل فلایڈ کے رسالوں نے دشمن کی ہٹتی ہوئی پیادہ صفوں کو بہت نقصان پہونچایا۔ سامان رسد کی قلت اور جانوران بار برداری کی کمی کی وجہ سے انگریزی فوج بڑی مصیبت میں مبتلا ہو رہی تھی چارہ نہ ملنے سے بہت سے جانور مر چکے تھے۔ بڑی توپیں سپاہیوں کو کھینچنا پڑتی تھیں۔ سب سے بڑی مصیبت یہ تھی کہ سلطان کے سپاہیوں نے ڈاک کا سلسلہ منقطع کر رکھا تھا۔

دوسری فوج سر ایبرٹ ایبر کرامبی کی سرکردگی میں آ رہی تھی اوسکو حکم بھیجا گیا کہ ساحل مالابار پر واپس چلے جائے اور اب لارڈ کارنوالس کو مراجعت کے

سوائے چارہ نہ تھا۔ لارڈ کارنوالس کو بہت سی توپیں اور سامان جنگ واپسی کے وقت ایک درہ میں دفن کر دینا پڑا۔ اور گولے وغیرہ بہت سا بوجھل سامان دریا میں پھینک دیا گیا اور گاڑی چھکڑوں کو جلا بنگلور کی طرف چل دیا۔ اس مراجعت میں بارش کی وجہ سے اور مصیبت بڑھ گئی تھی۔

جب کولی پہونچ گئے مرہٹوں کی فوج سے کچھ امداد مل گئی اور اس امداد نے لارڈ کارنوالس کی ضروریات کو رفع کر دیا۔

اس فوج کشی میں دربار پونا اور نظام دونوں نے اپنے اپنے حصے بخرے حاصل کرنے کے لئے لارڈ کارنوالس کی مدد کی تھی۔ مگر ان کی فوجوں نے بجائے خود علیحدہ کام کئے۔ اور دھاڑواڑ وغیرہ مرہٹوں کے ہاتھ آگیا۔ اور نظام کی فوج نے کڈاپا اور اس کے ملحق اضلاع پر قبضہ کر کے بہت سے رسالے لارڈ کارنوالس کی کمک کو جو سرنگاپٹم کے محاصرہ کو جا رہا تھا بھیج دیے تھے۔

جس وقت سے انگریزی فوج نے میسور میں قدم رکھا ٹیپو سلطان صلح کے متعلق برابر خطوط بھیجتا رہا لیکن باقاعدہ صلح کی نوبت نہیں آئی۔

لارڈ کارنوالس نے بنگلور لوٹ کر یہ انتظام کیا کہ مرہٹوں کو شمال و مغرب میں جنگ جاری رکھنے کا اشارہ کیا۔ اور ان کو صوبہ سیرا روانہ ہونے کی تاکید کی۔

اور نظام کی فوج کے سپرد یہ خدمت کی کہ وہ شمال و مشرق میں ملک پر قابض رہے۔ اور خود بارہ محال کی طرف بڑھا۔ اس طرف باستثناء کشن گیری کے سب قلعے مفتوح ہو گئے یا قلعہ والوں نے بخوشی اطاعت منظور کر کے سپرد کر دئے

نندی درگ کا قلعہ بہت بڑی خونریز جنگ کے بعد ۱۹۔ اکتوبر کو فتح کیا گیا۔ لیکن کشن گیری کے محاصرہ میں کرنل میکسویل کو شکست فاش ملی اور ایک دوسری فوج کو جو کوئمبتور پر قابض تھی سخت ہزیمت نصیب ہوئی۔ اُدھر سے میر قمرالدین نے آٹھ ہزار فوج باقاعدہ لیکر کوئمبٹور کا محاصرہ کیا۔ اور محصورین اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہوئے۔ اور لفٹننٹ کامرس اور لفٹننٹ فنیش قید کر کے سرنگاپٹم بھیجے گئے۔

پھر لارڈ کارنوالس نے ساون درگ کا قلعہ فتح کر لیا۔ جو اپنی دشواریوں سے ناممکن التسخیر سمجھا جاتا تھا۔ اس مشہور قلعہ کی فتح کے بعد اتر ورگ کے قلعہ پر انگریزی فوج زینے لگا کر چڑھ گئی۔ اور اس کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد اور بہت سے چھوٹے چھوٹے قلعے فتح کر ڈالے گئے۔

اب میسور (ٹیپو سلطان) کے آس پاس مضبوط فولادی جال قایم ہو گیا تھا۔ تب لارڈ کارنوالس نے سرنگاپٹم کی طرف کوچ کیا۔ اور ۵۔ فروری کو وہ سرنگاپٹم سے پانچ میل کے فاصلہ پر مقیم ہوا۔ نظام کی فوجیں اُس کے پاس پہونچ کر شریک ہو گئیں۔ جن کے ساتھ رزیڈنٹ حیدر آباد کینا وے موجود تھا۔ اور مرہٹہ فوج شمال اور مشرقی حصہ میں اپنے پیشہ غارتگری میں مصروف تھی۔ اور اُس کا ایک چھوٹا حصہ ہری پنتھ کی ماتحتی میں انگریزی فوج کے ساتھ تھا۔ لارڈ کارنوالس نے اپنے پہونچنے کے ایک ہی روز بعد حملہ کرنے کا عزم کیا۔

۱۶۔ فروری کو جنرل ابیرکرامبی بھی مع اپنی فوج کے کورگ سے آکر انگریزی فوج کا شریک ہو گیا۔ اور کورگ کا راجہ ویراج بھی جو سلطان سے معاوضہ کی تمنا رکھتا تھا انگریزی فوج کا شریک ہو گیا۔ اور بمبئی سے بھی دو ہزار گورے

اور چار ہزار دیسی سپاہی آ گئے۔ لہذا لارڈ کارنوالس نے کاویری کے دونوں جانب سے سرنگاپٹم پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔

اور ۱۹۔ فروری کو جنرل ایبر کرامبی کے دریا کے جنوب و مغرب کی طرف مورچے قایم کر دیئے۔ ٹیپو سلطان کی فوجوں نے ہر طرف سے بڑا زور مارا مگر کچھ پیش نہ گئی۔ اور انگریزی فوجیں اپنا کام کرتی رہیں۔ سلطان کو بڑا طیش تھا کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے جس وقت یہ کام ہو رہے تھے سلطان نے وکیل مصالحت بھیج کر لارڈ کارنوالس کے دل کا حال لیا۔ سلطان کا منشا صلح کا تھا۔ ۲۲۔ فروری کو حبتھ کے سرداروں نے صلح کی تمہیدی شرایط لکھ کر سلطان کے پاس بھیجدیں۔ شرطیں حسب ذیل لکھی گئیں۔

(۱) سلطان اپنا آدھا ملک حبتھ کے حوالہ کر دے۔

(۲) بیس لاکھ سے زاید روپیہ دیوے۔

(۳) سب قیدی رہا کر دے۔

(۴) اپنے دو بیٹے سلطان معزالدین اور سلطان عبدالخالق یرغمال میں دے۔

ان شرایط کو سلطان نے منظور کر لیا۔ اور صلحنامہ پر باضابطہ دستخط کر دیئے۔ اس صلحنامہ کے ذریعہ سے لارڈ کارنوالس نے ایسی جنگ کا خاتمہ کر دیا جس میں کثرت سے اتلاف جان ہوتا اس کے علاوہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی طرف سے بھی کچھ ایسی ہدایتیں آئی تھیں کہ جنگ ختم کیجائے۔

جب صلح ہو گئی اور انگریزی فوج سرنگاپٹم سے ٹل گئی تو سلطان کا سب سے پہلا فعل یہ تھا کہ اس نے اپنی تمامی رعایا سے جبریہ روپیہ وصول کیا۔ یہ روپیہ ادائے قرضہ میں صرف کیا گیا۔ مگر یہ ماننا پڑے گا کہ جہاں تک صلحنامہ کی شرایط کو انگریزوں نے

تعلق تھا سلطان نے ان کو بڑی ایمان داری سے پورا کیا حتے کہ اُس کے دونوں بیٹے جو یرغمال کے طور پر میجر ڈوٹن کے پاس تھے سنہ ۱۷۹۴ء میں سلطان کے پاس واپس بھیج دیئے گئے۔

کوچ کرنا سلطانی فوجوں کا اطراف کے راجاؤں کی تنبیہ کو بندوبست ممالک محروسہ قلعۂ دارالسلطنت کی تعمیر و مرمت میر صادق کا پھر دیوان مقرر ہونا مع حالات واقعہ سنہ ۱۲۰۷ھ

جب تینوں امرائے ہم عہد یعنی (انگریز۔ نظام۔ مرہٹہ) اپنے اپنے ملک کو واپس گئے سلطان نے ملک محروسہ کی مہمات پر توجہ مبذول کی۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ مہدی خان مدارالمہام نے ہر طرح کی نمک حرامی جایز رکھی تو سلطان نے اُس کو معزول کر کے نمک حرام قدیم میر صادق کو منصب دیوانی پر پھر مامور فرمایا۔ وہ ظالم بدکیش قلمدان وزارت پاتے ہی پرانے افسروں اور معتمدوں کو سلطان کی نظروں سے گرانے اور قتل کرانے اور اُنکے گھر بار کو لٹوانے لگا۔ جس سے سلطان کے جاں نثار اور وفادار کم ہونے لگے۔ اور جو باقی رہے وہ ترساں و لرزاں دم بخود ہو کر ایام گزاری کرنے لگے۔ انہی دنوں میں جاسوسوں نے

خبر دی کہ دار السلطنت کے شمال میں کئی راجا اور پالیگار مخالفت اور مخاصمت پر آمادہ ہیں
سلطان نے ان خبروں کو سُن کر سید صاحب کو بڑی جمعیت کے ساتھ مدگیری وغیرہ
کی جانب روانہ کیا۔ اور میر قمر الدین خان بہادر کو بڑی فوج دیکر ہرپن پلی کے راجہ کی
گوشمالی پر مامور کیا۔ چنانچہ میر قمر الدین خان نے قلعہ ہرپن پلی کا فتح کرکے چتل درگ
پر فوج کشی کی۔ یہاں تک سات مہینے تک مقابلہ رہا۔ آخر کو فتح پائی اور راجہ کو
مع چار سو سپاہ کے اسیر کر لیا۔ اور ہرپن پلی کے قلب مکانات اور قلعوں کو ڈھا کر رجعت
کی۔ ہر جنگ صوبہ دار جو چتل درگ میں پناہ کے لئے آرہا تھا۔ اُس نے اُن اطراف
میں اناگندی اور کنک گری میں اپنا دخل کر لیا۔ اور راجہ ہری نایک کو مناسب
وقت تولنامہ دیکر بلوا لیا۔ اور اُسکے تعلقہ کے واگزاشت کی سند مع خلعت
دیکر اُس کو مطیع کر لیا۔ اِس سے نایک مذکور مطیع سلطنت ہو گیا۔ اُدھر سید صاحب نے
کتنے نگراہوں کو ٹھیک کیا۔ اور سید حمید سپہدار نے کئی کام نہایت مستعدی
اور بہادری سے انجام دیئے۔ جس کے عوض میں نوبت نقارہ فیل مع عماری
طلائی کے مرحمت ہوا۔ اور نواب کا خطاب مرحمت ہوکر سید نگر کا ناظم مقرر کیا گیا۔
المختصر آس پاس کے راجاؤں اور جاگیرداروں کو جب دخل ہوا کہ سلطان
عالیشان سے عداوت رکھنی اپنے ساتھ عداوت کرنی ہے۔ تو اپنی حرکتوں سے
باز آکر فرمانبردار ہو گئے۔ اور بنگور کے راجہ کو گورنر جنرل کی سفارش پر لاکھ روپیہ
سالانہ خراج کی شرط پر اُس کا تعلقہ واپس دیدیا گیا۔ انہیں دنوں میں سلطان
عالیشان نے کارپردازوں اور عاملوں کو ہر سال ذالحجہ کے مہینہ میں حاضر
آستانہ ہونے اور دیانت و امانت سے کام کرنے کا حلف دیکر واپس جانیکا

قاعدہ مقرر کیا۔ اور تمام دفتر فارسی میں کر دیئے لیکن خود دُنیادی تعلقات سے کچھ ایسا
برداشتہ خاطر ہوگیا تھا کہ اکثر اوقات نماز و تلاوت اور نوافل و وظایف میں
گزرتا تھا۔ لیکن جب سلطان کو یہ مذہبی پابندی بڑھ گئی تو سب اپنی اپنی جگہ پر
بیباک ہوگئے۔ اور میر صادق مذکور تمام ملک پر حکمرانی کرنے لگا۔ ساری سلطنت
اُسکے اختیار میں ہوگئی جس سے تمام ملک میں فتنہ و سازش کے چور دروازے
کشادہ ہوگئے۔ رعایا کا حال اور ملک کے واقعات حضور میں نہ پہونچنے دیتا۔
سلطانی ہواخواہ سب کے سب یہ رنگ دیکھ کر تنگ آگئے۔ اور صلاح نیک دینے
اور کلمہ خیر کہنے سے خاموش ہوگئے۔ انہیں دنوں سلطان نے دارالسلطنت کے
قلعہ کو جابجا سے تڑوا کر سنگبست جعلدار مع گہری خندق اور بروج کے تیار کرایا۔ اور
دکھن کی جانب پانچ حصار استوار تیار کرلئے۔ اور اب یہ قلعہ بہت ہی مضبوط
ہوگیا۔

واقعات از ابتدائے سنہ ۱۲۰۸ ہجری

لغایت سنہ ۱۲۱۲ ہجری

ہر دو شاہزادگان والاشان جو ٹیپو سلطان کی طرف سے سرکار انگریزی کی اول میں
دیئے گئے تھے بعد ایک سال و چند ماہ بعد تعمیل شرائط واد لئے زر حسب قرار داد
از جانب سلطان باحترام تمام واپس آئے۔ سلطان نے اُن کے ورود میں جشن شاہانہ
ترتیب دیا۔ اور سب امیروں اور منصبداروں کو الطاف شاہی سے ممتاز فرمایا۔

اور غربا و مساکین کو زر نقد تقسیم کیا۔ قلعۂ معلّٰے میں مبارک سلامت کی دھوم مچ گئی۔

عمدہ اور نامی ملازموں نے میر میراں کا خطاب پایا سلطانی کارخانوں کی کچہریاں اسماء حسنٰے کے شمار سے جو ننانوے ہی نامزد ہوکر ہر کچہری پر چار ہزار سپاہ متعین کی گئی۔ اکثر مشایخ اور پیرزادے باریاب سلطانی ہوکر میر میراں بن بیٹھے اور صاحب نوبت و نقارہ ہوگئے۔

اسی عرصہ میں شاہزادۂ ایران بسبب بعض مخالف خانگی کے اپنا ملک چھوڑ کر بحالت غربت شاہ دین پناہ کے حضور میں آپہونچا۔ سلطان نے نہایت اعزاز سے اُسکو رکھا اور دس ہزار روپیہ ماہوار اسکے مصارف کیلئے مقرر کردیا۔

یعنی زمان شاہ درّانی والئے کابل کے پاس ایک ایلچی معہ شقہ و تحایف گراں بہا بامید کمک و حمایت اسلام روانہ کیا۔ اُدھر سے بھی جواب دوستانہ با تحالیف قیمتی موصول ہوا۔ ایک روز سلطان نے تمام امراء و اعیان سلطنت کی دعوت کی سب ایک وسیع دستر خوان پر بیٹھے اور سب کے سامنے شیر برنج رکھا گیا۔ اور سلطان نے ایک مختصر اسپیچ میں کہا کہ بھائیو ہم تم سب بھائی بھائی ہیں اور اسلام کی حمایت سب پر واجب ہے پس تم سب فی سبیل اللہ جان و مال سے تیار رہو۔ زاں بعد سب کو شہادت کے سرخ خاعت تقسیم کئے گئے لیکن وہ تو دور ہی پلٹ چکا تھا اور وہ سپاہ دل قومی زندگی یا شہادت کو کیا جانتے تھے۔ اسلئے سب زمانہ سازی کی باتیں کرکے واپس گئے۔ اور جو سچے دیندار اور پکے جان نثار تھے۔ اُن کو سلطان کے کہنے کی ضرورت نہ تھی۔ وہ خود اس فرض کو جانتے تھے۔ جس کا ثبوت آگے چلکر ہوگا۔

بعد چند ماہ سلطان نے شاہزادۂ ایران کو بہت سا جواہر قیمتی اور سامان امیرانہ دیکر رخصت کیا۔

پھر خاندان کی شریف و معزز لڑکیاں تلاش کرکے بڑی دھوم دھام سے شاہزادوں کی شادیاں کیں۔

زاں بعد سرینگ پٹن۔ کولار۔ ہکوٹ۔ دیون ہلی۔ صوبہ سرا۔ تنجاور سے دس نفر شیخ سید چن کر بطور پارلیمنٹ کے ایک مجلس قایم کی اور جماعت خاص اُس کا نام رکھا۔ لیکن یہ لوگ ابھی ملکی اور جنگی انتظامات میں کوئی خاص تجربہ اور قابلیت نہ رکھتے تھے۔ اِس لئے میر صادق نمک حرام نے اس جماعت کو کسی کام میں لگنے نہ دیا۔

اور میر صادق کے دباؤ کی یہ نوبت پہونچی کہ کوئی امیر۔ مشیر۔ نقیب۔ بساول جاسوس۔ چوبدار وغیرہ بغیر اطلاع اُس کے کوئی بات حضور سلطانی میں بالا بالا پیش کرنے کا حوصلہ نہ کرتا۔ عرضیاں سب اُسی کے سامنے پیش ہوتیں۔ جن کو وہ مناسب جانتا حضور میں پیش ہونے کو میر منشی کے پاس بھیج دیتا۔

الغرض تمام ملک ایسے ہی نمک حراموں سے بھر گیا۔ اور خراج کا اٹھواں حصہ بھی خزانہ میں نہ آنے لگا۔ اور سلطان اُس کے ہاتھ میں ایک کٹھ پتلی رہ گیا۔

فوج کشی کرنا جنرل ہارس کا سرنگاپٹن پر بموجب حکم لارڈ مارنگٹن صاحب بہادر گورنر جنرل حسب مشورہ میر عالم و مشیر الملک دیوان حیدر آباد۔ اور مسخر ہونا قلعۂ دار السلطنت کا مع واقعہ شہادت ٹیپو سلطان

واقع سنہ ۱۲۱۳ھ

یہ عشرت و عیش و کامرانی کب تک | عشرت بھی ہوئی تو تو جوانی کب تک
گر یہ بھی سہی بقائے دولت ہے محال | دولت بھی ہوئی تو زندگانی کب تک

ادھر ٹیپو سلطان نے ایک سفیر زمان شاہ والئے کابل کے پاس۔ دوسرا سلطان روم کے حضور بامید امداد اسلام روانہ کیا۔ اور فرانسیسیوں کی طرف سے اُس کو کمک کا یقین دلایا گیا۔ حالانکہ یہ سب باتیں اُس وقت کے خلاف تھیں کیونکہ اُس کا ملک خود نمک حراموں کے ہاتھ میں تھا۔ اور اُس کی فوجوں سے جان نثار اور وفادار لوگ نکل چکے اور جنگ آزما بہادر بد دل ہو رہے تھے۔ باایں ہمہ اُس کی طاقت سے سب کو خوف تھا کہ اگر یہ سنبھل گیا اور مدد پا گیا تو غضب کا سامنا ہوگا۔ اسلیئے دانشمند انگریزوں نے اس وقت سے فایدہ اٹھانا چاہا۔ اور سلطنت کے صاحب اختیار

اور باثر نمک حراموں کو ملا کر سلطنت خداداد کی بیخ کنی پر آمادہ ہو گئے اور میر عالم کی صلاح سے تمام حالات گورنر جنرل کو لکھ بھیجے۔ لارڈ ہارنگٹن صاحب بہادر گورنر جنرل فی الفور چار پلٹن گورہ کی ہمراہ لے کر مدراس میں آپہونچے اور یہاں کی اور فوجیں اکٹھی کر جنرل ہارس کے ساتھ سرینگا پٹن کی تسخیر کے لئے آگے بڑھے۔ اُدھر حیدر آباد سے کرنل رابٹ اور کرنل ڈالسن بھی چار پلٹن سمیت چلکر جنرل موصوف سے ملگئے۔ اور میر عالم آٹھ ہزار سوار ساتھ لے اور روشن رائے مع چھ پلٹن کے انگریزی فوج سے آملے۔

اب لارڈ موصوف نے اتمام حجت کے لئے سلطان کے پاس دو تین خط بھیجے جن میں چند شرطیں درج تھیں۔ جو ایسے وقت کے لیئے مناسب کہی جا سکتی ہیں اور کوڑیال بندر اور منگلور کا مطالبہ کیا جو کچھ زیادہ نہ تھا لیکن میر صادق نمکحرام نے اُن کی پذیرائی سے سلطان کو باز رکھا اور اُن کا کچھ جواب ہی نہ دیا تب جنرل موصوف نے لارڈ صاحب کے حسب الحکم جنرل فلایڈ اور جنرل برجس وغیرہ کو رمضان کی دوسری تاریخ ۱۲۱۳ہجری میں کوچ کر کے رائے کوٹہ پر کیمپ قایم کیا۔ اب بھی میر صادق نمک حرام سلطان کو دھوکے دیتا اور سلطان کی طاقت پر سلطان کو مغرور کرتا رہا۔ اور سلطان نے دو سردار مع لشکر انگریزی فوج کے مقابلہ کو روانہ کئے۔ وہاں جا کر اکثر بہادروں نے میدان کارزار گرم کرنا چاہا۔ لیکن آخر میں تاڑ گئے کہ اُن کے افسر طرح دہی کرنا چاہتے ہیں۔ لاچار وہ بھی جان بچانے لگے اور جنرل موصوف نے کوچ کر کے اتی کل میں ڈیرہ ڈالا۔ تب سلطان نے مع فوج کثیر تختگاہ سے کوچ کر چن پٹن کے سواد میں خیمہ گاہ

قایم کی مگر جنرل مذکور اُس راستہ کو کاٹ کر خان خان ہلّی پر جا پہونچا۔ تب سلطان نے یلغار کر کے گلشن آباد کی سرحد پر جنگ کا سامان کیا۔

یہاں جانباز بہادروں سے جی کھول کر حق نمک ادا کیا۔ قریب تھا کہ وہ مورچہ انگریزوں سے چھین لیں اس میں قمر الدین خان سپہ سالار نے جو میر صادق کا ایلچی پر دردہ ہو چکا تھا۔ سلطانی جانبازوں کو انگریزی توپخانہ کی زد پر لگا کر خود ایک محفوظ مقام کی آڑ پکڑلی۔ اب کیا تھا انگریزی توپوں کی گراب نے سب کا فرش بچھا دیا اور جو باقی رہے وہ بھاگ نکلے۔ تب سلطان نے ساری فوج سمیٹ کر جنگ کا حکم دیا۔ حکم پاتے ہی سید غفار اور نواب حسین علی خان اپنی اپنی جمعیت سمیت فوج انگریزی پر ٹوٹ پڑے۔ اور ایک طرف سے نواب محمد رضا خان نے نہایت تیز و تند حملہ کیا۔ قریب تھا کہ فوج مخالف تباہ ہو جائے۔ اتفاقاً نواب موصوف کے گولی لگی اور وہ وہیں ٹھنڈا ہو کر گر پڑا۔ سلطان نے اُس کی لاش پالکی پر سرینگپٹن کو روانہ کی۔ اور خود دشمن کے سامنے آیا۔

اس میں جاسوس خبر لائے کہ سیرنگپٹن پر حملہ کی تیاری ہو رہی ہے۔ یہ خبر پاتے ہی سلطان دار السلطنت کو مراجعت فرما ہوا۔ دوسرے دن انگریزی فوج نے اُن مورچوں پر قبضہ کر لیا جو سلطان نے قلعہ کے سامنے بنوائے تھے۔ اور قلعہ کے جانب غرب مورچہ بنا کر حصار توڑنے کو گولے مارنے لگے۔

جب انگریزی فوجوں نے سیرنگپٹن کے اطراف میں اچھی طرح ضروری اور مضبوط مقامات پر قبضہ کر لیا۔ اور مناسب موقع مورچوں سے گولہ باری سے دیوار قلعہ کو مشتبک کر ڈالا۔ اور ٹیپو سلطان نے اپنے افسروں اور معتمدوں کے

طرز عمل سے معلوم کرلیا کہ یہ نمک حرام گندم نما جو فروش میرے دشمنوں سے ملے
ہوئے ہیں۔ اور بعض ناتجربہ کاری سے معذور ہیں تو ۲۴ ذیقعد ۱۲۱۳ ہجری
کو ٹیپو سلطان نے موسی سپیو اور دوسرے افسران فرانسیس کو یاد فرما کر ان پر
ظاہر کیا کہ حالت موجودہ کو تم دیکھ رہے ہو جس پر کوئی اطمینان نہیں ہو سکتا۔
جن لوگوں کو میں اپنا معتمد اور یار غار جانتا تھا ان کی مکاری اور دغابازی کو حیرت سے
دیکھ رہا ہوں اور غنیم کا زور روز بروز کی جگہ ساعت بساعت بڑھتا جاتا ہے۔
اب کیا کرنا چاہیئے۔ فرانسیسی سرداروں نے دست بستہ جواب دیا کہ ہم نے
حضرت کا نمک کھایا ہے اور حضرت نے ہمیشہ ہم پر بھروسہ کیا ہے۔ ہم حضرت کے
پسینہ پر اپنا خون گرانے کو حاضر ہیں۔ اب صلاح وقت یہ ہے کہ حضرت جواہرات
کی پیٹیاں اور اشرفیاں اور توشک خانہ کا قیمتی سامان لے کر مع خواتین حرم کے
آدھی رات کے بعد خاموشی کے ساتھ قلعہ معلی سے باہر تشریف لے جائیں باہر
لشکر دس ہزار سوار جرار اور پانچ ہزار فوج باقاعدہ پیادہ کا زبردست بدرقہ مع بیس
ضرب توپ کے ساتھ لیں اور بہ سبیل یلغار صوبہ سرا و قلعہ چیتل درگ میں جا پہنچیں
اور نہایت معتمد افسروں اور جاں نثار معتمدوں کو مختلف کاموں پر مامور فرمائیں
اور یہ قلعہ فدوی اور موسے لالی سپہ سالار کے تفویض کر جائیں جب تک ہم میں
سے ایک باقی رہے گا حضرت کے ادائے نمک میں قصور نہ ہوگا۔ اور اگر یہ بات
منظور نہ ہو تو حضرت ہم سب فرانسیسیوں کو پکڑ کر انگریزوں کے سپرد کر دیں وہ
ہمارے نکل جانے سے حضرت کے ساتھ مصالحت کی گفتگو کرنے لگیں گے
کیونکہ ان کو زیادہ تر ہمارے ہی ساتھ کینہ و پرخاش ہے۔ ٹیپو سلطان نے

موسے سیپو سوار فرانسیس کا یہ جواب سُن کر قوم فرانسیس کی نمک حلالی وفاداری بہادری پر تحسین کی۔ اور جواب دیا کہ دستو تم غریب الوطن میرے طلب سے آئے ہو۔ اور تم نے کبھی میری رفاقت اور وفاداری میں قصور نہیں کیا یہ کیونکر ہوسکتا ہے کہ تم جیسے شریف۔ بہادر۔ نمک حلال۔ وفادار دستوں کو دشمن کے حوالہ کر دوں۔ اگر میری تمام سلطنت تلف اور تاراج ہو جائے تو میں اُس پر راضی ہوں لیکن تم کو ہرگز دشمنوں کے حوالہ نہیں کر سکتا۔ پھر سلطان نے اُن کو اپنے مقام پر ہوشیار رہنے کا حکم دیا۔ اور وہ رخصت ہو کر اپنے مقام پر پہونچے۔ یہاں سلطان نے اپنے نمک حرام دیوان میر صادق سے اس مشورہ کا ذکر کرکے اس کی رائے دریافت کی۔ اُس شقاوت پیشہ دغاباز نے سخن سازی کی تمہید بیان کر کے نہایت ہمدردانہ اور خیر خواہانہ لہجہ میں عرض کی کہ جہاں پناہ اس قوم نے کسی کے ساتھ وفا کی ہے۔ فرانسیس اور انگریز دونوں ایک ہیں سگ زرد برادر شغال۔ حضرت یقین فرمائیں کہ جیسے ہی حضرت نے قلعہ ان کو سپرد کیا۔ یہ انگریزوں کے تفویض کر دینگے۔

پھر سلطان نے چاہا کہ تمام جواہرات و خزانہ اور توشک خانہ کا اعلےٰ سامان مع زنانہ قلعہ چیتل درگ کو روانہ کر دیں اور وہ سامان حسب الحکم مناسب طور سے صندوقوں میں رکھا گیا۔ تاکہ نہایت تنومند ہاتھیوں اور تیز خرام اونٹوں پر بار کیا جائے۔ اور زنانہ سواریوں کے لئے نہایت تیز رفتار بیلوں اور کہاروں کا انتظام ہوگیا۔ اور اسکے متعلق دوسرے مناسب انتظام قرار دیئے گئے۔ اور ہمراہی کے لئے نہایت معتمد افسر و جاں نثار تجویز کیے گئے۔ اتنا اہتمام

ہو جانیکے بعد سلطان نے اپنے امرائے خاص کو یاد کرکے اس تجویز پر مطلع کیا
یہ ارشاد سُن کر دوسرے امرا نے خود کو سکوت کی حالت میں ظاہر کیا۔ لیکن
بدر الزمان خان نائیطہ نے بے تامل عرض کی کہ قبلۂ عالم جیسے ہی حضرت کا مع
خواتین و خزانہ و شہزادگان کے قلعہ چھوڑ کر باہر کو تشریف لیجانا معلوم ہوگا۔
سب جان نثاروں کی ہمتیں ٹوٹ جائیں گی اور شیرازۂ جمعیت قایم نہ رہیگا۔
پس اس وقت میں یہ عمل ہرگز شایانِ ہمت شاہانہ نہیں ہوسکتا ٹیپو سلطان نے
بدر الزمان خان کا یہ جواب سُن کر ایک حیرت زدہ نگاہ اُن امرا کی شرم آگین
صورتوں پر ڈالی۔ اور بدر الزمان خان کے چہرہ کو متعجبانہ طور سے دیکھ کر ایک
نہایت گہری ٹھنڈی سانس بھری اور آسمان کی طرف دیکھ کر یہ مایوسانہ الفاظ
زبان سے نکالے:۔

رضائے مولیٰ از ہمہ اولیٰ

اور خدائے قادر کی رضا پر راضی ہوکر فسخ عزم کر دیا لیکن وہ تمام صندوق
اور گٹھڑیاں ویسے ہی بند سے بند ھائے توشکخانہ میں رکھوا دیئے گئے۔
سلطان حیران تھا کہ میرے سردار جابجا متعین ہیں مگر ان سے کچھ نہیں ہوسکتا
یہ بغیر سازش کے ممکن نہیں۔ ان حالات کا یقین کرکے اس نے حرم سرا کے چاروں
طرف ایک خندق کھدوا کر بارود بچھوادی تاکہ اگر انگریز اندر آجائیں تو حفظ ناموس
کے لیئے حرم سرا کو اڑا دیا جائے۔ اور میر قمر الدین خان کو جسے وہ اپنا وفادار خیرخواہ
جانتا تھا فوج کثیر دیکر انگریزی فوج کی رسد روکنے اور دوسرے سرداروں کو
مع فوج سوار و پیادہ اور توپخانہ کے دوسرے ضروری مقاموں پر مامور کیا۔

لیکن یہاں تو سب ہی بھگت کے سردار تھے۔ سلطان کے کسی حکم کی صحیح تعمیل نہ ہوئی
ہاں لڑنے والے بہادر دانت پیس پیس کر اُن سرداروں پر نفرین کرتے جاتے تھے
اس وقت میں سلطان نے موشیر بوسی فرانسیس سے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا
چاہئے۔ اُس نے عرض کی کہ اب آپ خزانہ و جواہرات اور زنانہ لے کر قلعہ سرا و
چیتل درگ کو جان نثار سواروں کے ساتھ مع ایک توپخانہ کے نکل جائیں اور
اس قلعہ کی خدمت اس فدوی اور موشیر لالی کے سپرد کر جائیں۔

زاں بعد سلطان نے اُس نمک حرام میر صادق کو بلوا کر یہ حال ظاہر کیا
اُس بے ایمان نمک حرام نے عرض کی کہ خداوند نعمت یہ فرانسیس اور انگریز ایک
ہیں آپ اُن کے کہنے میں نہ آئیں۔ لاچار سلطان نے آسمان کی طرف دیکھا
اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا: ہر چہ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ یہ کہکر خاموش ہو رہا۔
پھر قلعہ کی دیوار ٹوٹنے تک کسی نے سلطان کو صحیح خبر نہ دی۔ اسی روز نجومیوں نے
عرض کی کہ آج کا دن حضور کے لئے بہت ہی منحوس ہے۔ کچھ صدقہ دینا ضرور ہے
چنانچہ سلطان نے غسل فرما کر ایک ہاتھی کالی مخمل کی جھول ہیئت جس کی جھالریں
کئی سیر موتی لگے اور جواہر ٹنکے تھے۔ فقرا اور درویشوں کو مرحمت فرمایا۔ اور جہاں حصار
کی دیوار ٹوٹی تھی اسی کے قریب ایک شامیانہ لگوا کر خاصہ طلب کیا۔ ایک لقمہ
تناول فرمایا تھا۔ دوسرا لقمہ منہ تک نہ گیا تھا جو واویلا کرتے لوگ دوڑے آئے
کہ سید غفار وفادار نے اپنی جان کو شاہ پر نثار کیا۔ سلطان نے اُس لقمہ کو ویسا
ہی چھوڑ کر دسترخوان سے ہاتھ اٹھایا اور ٹھنڈی سانس بھر کر کہا کہ اب ہم بھی آفتاب
لب بام کوئی دم کے مہمان ہیں۔ یہ کلمہ سن کر کتنوں کے دل پھٹنے لگے۔ اور بے اختیار

چیخ کی آواز نکل گئی۔ حضرت نے طاؤس نامی گھوڑے کو یاد کیا اُس پر سوار ہوکر دریچے کے راستے سے علم بیتر لیٹی کی طرف تشریف لے گئے۔ ادھر دغا باز اور نمک حرام دشمنوں نے اس وفادار سید کے شہید ہوتے ہی قلعہ کے برج سے سفید رومال اڑا کر انگریزوں کو آگاہ کر دیا کہ حملہ کرنے کا یہی وقت ہے چنانچہ ساڑھے بارہ بجے کے وقت انگریزی پلٹن اسی ٹوٹی دیوار کے رستے چڑھ کر قلعہ میں داخل ہو گئی۔ ہر چند سلطانی سپاہیوں نے تدارک کرنا چاہا لیکن اُس شور و غل میں کچھ نہ ہو سکا۔

اس موقع پر اُس نمک حرام قابوچی میر صادق نے سواری مبارک کو مورچہ کی طرف جاتے دیکھ کر اُس دریچے کو جو شاہ دین پناہ کے واپس آنیکا راستہ تھا بند کرا دیا اور آپ کمک لانیکے بہانہ سے گھوڑے پر چڑھ قلعہ کے باہر نکل اپنا راستہ لیا۔ گنجام کے تیسرے دروازہ پر آکر دربانوں سے کہا کہ خبردار میرے جانیکے بعد تم چپ چاپ جلد دروازہ بند کر لینا۔ وہ تو یہ کہکر آگے بڑھا۔ کہ سامنے سے ایک سپاہی ملازم سلطانی آکر اُسے لعن طعن کرنے لگا۔ کہ اے روسیاہ یہ کیسی بےحمیتی ہے کہ تو ایسے سلطان دین پرور کو دشمنوں میں پھنسا کر اپنی جان بچانے کے لئے جاتا ہے۔ یہ کہکر کمال طیش سے اوس نے ایک تبر مارا ایک ہی وار میں اُس کا سر تن سے کٹ کر زمین پر گر گیا۔ اُس کے چند دن بعد اُس کی لاش بے کفن کے دفن کی گئی۔ شہر کے لوگ اب تک آتے جاتے اُس کی قبر پر تھوکتے اور پیشاب کرتے اور اُس کو لعنت سے یاد کرتے ہیں۔ دوسرا نمک حرام میر معین الدین زخمی ہوکر خندق میں گر کر مر گیا۔ اور تیسرے نمک حرام بشیر خان میر آصف کا تو پتہ ہی نہ لگا۔ کہ وہ کیا ہوا جب سلطان

دین پناہ نے معلوم کیا کہ اب شجاعت اور دلیری کا وقت گزر گیا۔ تب اُس دریچہ پر آکر اُس کے کھولنے کے لئے دربانوں کو آواز دی لیکن اُن ملعونوں نے بھی حق نمک کا پاس نہ کیا۔ اور حیرت تو یہ ہے کہ خود میر ندیم قلعدار بھی اُن دربانوں کے پاس کھڑا تھا۔ وہ بھی خاموش رہا۔

القصہ جب گورے باڑھ مارتے ہوئے قریب آپہونچے تو سلطان شیر دل نے بڑے تہور سے اُن پر حملہ کیا اور کئی شخصوں کو تلواروں سے مار کر خود بھی کئی زخم کھائے۔ اور آخر کو جام شہادت نوش فرمایا۔

کل من علیہا فان ویبقیٰ وجہ ربک ذوالجلال والاکرام

لیکن فرانسیس لوگ خاص محلسرا کے دروازہ پر جمع ہوکر برابر فیر کرتے رہے پھر آخر کو وہ بھی جنگ سے باز آگئے۔

اب کیا تھا سارا خزانہ اور مال و اسباب شاہانہ جس کا کچھ شمار نہیں ہوسکتا۔ نہ اُس کا کوئی حساب لینے والا تھا۔ سب کا سب افسران انگریزی کے قبضہ میں آگیا۔ اور ہر ہر مقام پر انگریزی چوکی پہرے قایم ہوگئے۔ سیکڑوں سپاہیوں نے جو اوپر کا پڑا ہوا مال پایا وہ بھی غنی ہوگئے۔ جسکے ہاتھ سلطان کی کوئی چیز آگئی وہ امیر ہوگیا۔

آہ۔ کیا خدا کی قدرت ہے کہ ٹیپو سلطان کے شاہزادے مع محلات متعلقہ اور کریم شاہ کے اسیر ہوئے مگر سلطان فتح حیدر سرلشکر کل فوج اور اصطبل اور فیل خانہ اور اسباب تجمل سمیت گری گٹہ کی نواح میں اقامت گزین تھا اس سانحہ جگر سوز کی خبر سُن کر چند رائے پٹن کی جانب چلا گیا۔ یہاں انگریزی سردار

نے بڑی تلاش سے دوسرے روز سلطان شہید کی لاش کو پایا۔ رات بھر پالکی میں رکھ کر صبح کے وقت سب شاہزادوں اور ندیموں اور خدمت گزاروں کو اُس کا آخری دیدار دکھا کر تجہیز و تکفین کا حکم دیا اور سلطان شہید لال باغ میں نواب مغفور کے مقبرہ کے اندر دفن کیا گیا۔

انا للہ و انا الیہ راجعون

میر غلام حسین منجم نے " از نسل حیدر شہید اکبر شد " سے سالِ وفات کا مادہ نکالا ہے ایک ہفتہ بعد میر قمر الدین خان نے گرم کنڈے کی جاگیر بحال کرا کر اپنی نمک حرامی ظاہر کی اور سلطان فتح حیدر کو طرح طرح کی باتوں سے راضی کر کے لڑائی سے باز رکھا۔

ازاں بعد افسران انگریزی نے وہاں کے راجاؤں کی اولاد سے ایک پانچ برس کے لڑکے کو گدی پر بٹھا دیا اور تیس لاکھ ہون کی تحصیل کا ملک اُس کو دیدیا اور پورنیا زنار دار کو اُس کا دیوان بنایا۔

اور سب شاہزادوں اور خانوادہ شاہی کو مع اُس مغفور کے بھائی نواب کریم شاہ اور اُس کے علاقہ داروں کے رائے ویلور کیطرف روانہ اور ہر ایک شاہزادے کے واسطے بیش قرار خرچ مقرر کیا۔

شاہزادہ فتح حیدر سے افسران فوج کی آخری التماس

جب سرنگ پٹن کے قلعہ میں انگریزی انتظام ہو گیا اور ٹیپو سلطان کی شہادت عمل میں آئی تو سب شاہزادے مع زنانہ محل اور کریم شاہ برادر خورد ٹیپو

سلطان کے اسیر ہو گئے لیکن اس وقت شاہزادہ فتح حیدر سرلشکر افواج سلطانی مع بہت بڑے لشکر جرار و توپخانۂ آتشبار اور اصطبل خاصہ و فیل خانہ و دیگر لوازمۂ سلطنت کے گری گٹ کے نواح میں خیمہ زن تھا۔ جب اس واقعہ عبرت انگیز کی خبر وہاں پہونچی تو اُس کے رنج و غم کی حد نہ تھی۔ اسی حالت میں وہ وہاں سے مع فوج چندرائے پٹن میں جا رہا۔ اور رات کو امیروں اور مشیروں کے سامنے اس رو ئیداد غم کو تازہ کیا۔ اس پر اکثر شجاعان کارپرداز اور باوفا جاں نثاروں نے مثل ملک جہان خان اور سید ناصر علی میر میراں (سپہ سالار اعلیٰ) کے عرض کی کہ خداوند عالم شاہزادۂ عالیجاہ کی عمر اور اقبال میں برکت دے ابھی آپ کا بگڑا ہی کیا ہے صرف سرینگ پٹن کا ایک قلعہ گیا اور سلطان نے جام شہادت نوش فرمایا ہے۔ باقی تمام ملک جوں کا توں برقرار ہے۔ اور بڑے بڑے ناممکن التسخیر قلعے آپ کے پاس ہیں اور خدا کے فضل سے تمام فوج نہایت اعلیٰ سامان جنگ سے آراستہ اور سلطان کے حق نمک پر اپنی جان دینے کو تیار ہے۔ اگر حضور کو اپنے باپ دادا کی طرح اظہار شجاعت منظور ہے تو بسم اللہ کیجئے پھر یہ [illegible] نہیں رہنے کا۔ ممکن کہ آپ کے ایسا ارادہ کرنے سے معاہدۂ مناسب کی نوبت آئے۔ اور سلطنت کا کچھ حصہ بچ کر باقی رہ جائے لیکن شاہزادہ فتح حیدر نے اپنے امرا کارپرداز کے افعال و اطوار اور اُن کی سازشوں کے فولادی جال کا اندازہ کر کے سکوت ہی اختیار کیا۔ اس عرصہ میں انگریزی ایجنٹوں نے کے بعد دیگرے شاہزادہ فتح حیدر کے [illegible] بنے ہوئے لفظوں میں تسلی دلاسا کے ساتھ اس قسم کی باتیں کیں کہ جو ہونا تھا وہ ہو گیا۔ اب اگر شاہزادہ اظہار فروتنی و اطاعت سے کام لے گا۔ تو ممکن کہ وہ

مستحق مسند نشینی سمجھا جائے۔ ان باتوں سے شاہزادہ فتح حیدر کے دل میں بیم و رجا امید و نا امیدی کی حالت پیدا کی کہ اس کو ہر طرح کے عزم خلافت سے باز رکھا اور شاہزادہ نے اپنا تمام لوازمہ سلطنت انگریزوں کے سپرد کر کے گوشۂ عافیت میں جگہ پکڑی

مثنوی فارسی یادگار شہادتِ ٹیپو سلطان

ٹیپو سلطان شہید شد ناگاہ | جانِ خود داد فی سبیل اللہ
بد ز ذیقعدہ بیست و ہشتم آن | کہ شدہ روز شنبہ حشر عیاں
ہفت ساعت ز صبح بگذشتہ | خون ز دیوار و در رواں گشتہ
زیست پنجاہ سال با اقبال | بادشاہی نمود ہفدہ سال
داشت در دل ہمیشہ عزمِ جہاد | گشتہ آخر شہید حسب مراد
آہ تاراجی مکین و مکان | خون بگریید اے زمین و زمان
شدہ خورشید و مہ بگریہ شریک | آسمان شد نگوں زمین تاریک
چوں غم او بجز دو کل دیدم | سال ماتم ز درد پرسیدم
گفت ہاتف زنیم آہ بہ تفت | نور اسلام و دین ز دنیا رفت

اور اس مصرعہ سے بھی وہی تاریخ نکلتی ہے۔ ع حامیٔ دین شہ زمانہ برفت۔

میر غلام حسین انجم نے جو تاریخ لکھی تھی وہ یہ ہے۔

شاہ ما چوں بملک سبز رشد | حاضر مجلس پیمبر شد
روح قدسی بعرش گفت کہ آہ | نسلِ حیدر شہید اکبر شد

مادۂ تاریخ کا آہ نسل حیدر شہید اکبر شد ہے[1]

[1] ٹیپو سلطان ۲۰ ذی الحجہ سنہ ۶۳ مطابق سنہ ۱۷۳۹ء میں پیدا ہوا تھا۔

مثنوی فارسی بتعریف ملک ٹیپو سلطان

همایوں کشورے خرم زمینے — طرب زا مرز بومے دل نشینے

دلش گاہے نشاط و خرمی را — طرب گاہے پری و آدمی را

صفائے آب شیرینش روان بخش — ریاح بادِ شگفتنش توان بخش

ز احسنش ز اعتدال استوائی — بعنبر بیزی و گوہر فشانی

ہوایش را نشاط از عفران زار — نسیمش را شمیم زلف دلدار

حبابش معدنِ یاقوت و گوہر — بحارش مخزنِ لولو و عنبر

کہستان در کہستان لالہ زارش — گلستان در گلستان نو بہارش

مغاص دُرّ و مرجان ساحل او — خراج زر و سیمش حاصل او

ابا زہرش بیابان در بیابان — ریاحینش خیابان در خیابان

برند از وے ابا زیر و تہ ابل — کشور ہا قرانفل در قرانفل

زساج و آبنوس و عود و صندل — زبان و مشک و بید و زند [illegible]

بہشتی گشتہ اشش پای بیلان — بداغ رشک از خرد و ہس [illegible]

ندیدہ کس چنیں آب و ہوائے — بدیں خوبی ہما نا نیست جائے

خنک باش اے زمینِ مہر پرور — نوازشش گر سعادت بار آور

جلوات نو ہار گردنِ حور — نباتاتت نوانِ جانِ رنجور

بدایں خوبی گیاہ است و جلوات — چہ باشد گلشن و جان بخش باغات

چو دہلی را چراغ سلطنت مُرد — گل بستان او افسردہ و پژمُرد

دکن ماندہ تہی از تاجدارے
دلیرے نامجوئے بردبارے

نختیں حاکمانش راجہ بودند
کہ بر ہر خطہ دارائی نمودند

از ایشاں زاں سپس بازورتران
ستد پورِ علی حیدر علی خان

سپہدارے ہمیں شیرِ سلحشور
کہ بنہادہ اساسش ملکِ میسور

قوی رائے و قوی بازو قوی بخت
سرش زیبِ کلہ پاش افسرِ تخت

نمود از نقشِ تیغ گندناگوں
دلِ رایانِ ملکِ ہند را خون

امیرانِ دکن از سطوتِ او
رماں از وے چناں کز شیر آہو

دکن بد بیشۂ آں شیرِ شرزہ
چو ر د بہ دشمنانش رو بلرزہ

بہر کارے کہ عزمش کرد آہنگ
کلیدش را نہاد اقبال در چنگ

ظفر از جاؤ شانِ موکبِ او
دوان در پیشِ موکب طرقو گو

چو آں دارائے دیں رخت از جہاں بست
بہ تختش خسروِ آفاق بنشست

شہِ سلطاں نشاں زیبائے شاہی
ہمائے سلطنت ظلِ الہی

سپہ بہرام کین و مشتری خو
طرف دارِ دکن سلطان ٹیپو

بکین و مہر زہر و انگبین ریز
برزم اسکندر و در بزم پرویز

جہانگیرے بہ تیغِ ہندوی زاد
جہاندارے بہ کلکِ پہلوی زاد

رواجِ دینِ احمد بود کارش
چو عہدِ مہدی آمد روزگارش

صناعت خانہا بنیاد کردہ
جہاں از داد و دیں آباد کردہ

بسے آئینِ شاہی کرد ایجاد
بسے دولت سرا بنہاد بنیاد

زگوناگوں عماراتِ نو آئین
زرنگارنگ باغات و بساتین

شدہ یکسر دکن چوں خلد رضوان	پر از ناز و نعیم و حور و غلمان
ازاں غیرت کہ او را بد در اسلام	چو پروانہ بر آتش زد سرانجام
بمرد و نیک نامی از جہاں برد	چو ماند نام نیکو خوش تواں مرد
کنوں آں تخت و تاج از داد و داں	در آمد زیر فرمان برٹش

لیون۔ بی۔ بورنگ صاحب بہادر سی ایس آئی چیف کمشنر کی تاریخ کا خلاصہ۔ ابتداء فوجکشی سے تا خاتمہ سلطان و سلطنت

صاحب موصوف لکھتے ہیں کہ ٹیپو سلطان نے پچھلی جنگ سرنگاپٹم اور صلحنامہ کے بعد بھی انگریزوں کی دوستی کی پروانہ کی بلکہ وہ اپنی پچھلی دھن میں لگا رہا۔ کہ کسی طرح انگریزوں کو ہندوستان سے نکالنے میں کامیاب ہو۔ چنانچہ بورنگ صاحب نے ٹیپو کی در پردہ عداوتوں کو باب یاز دہم میں بصراحت بیان کیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:۔

۱۷۹۵ء میں ٹیپو نے نظام کے بیٹے عالیجاہ سے جو اس وقت اپنے باپ سے باغی ہو رہا تھا ایک عہدنامہ کیا جس کا یہ مطلب تھا کہ اگر نظام کو معزول کرنے میں کامیابی ہو جائے گی تو عالیجاہ دریائے تنگ بھدرا اور کرشنا کے جنوب کا ملک جو نظام کے قبضہ میں تھا ٹیپو کو دیدیگا۔ لیکن عالیجاہ قید کر لیا گیا

اس کے بعد سنہ ۱۷۹۶ء میں ٹیپو نے زمان شاہ والئے افغانستان کے پاس ایک سفارت روانہ کی اور اُس سے ہم مذہبی کے استحقاق پر مدد کا طالب ہوا اور اُس سے شرکت کے بڑے بڑے وعدے کئے کہ مرہٹوں کو مطیع کیا جاوے اور انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دیا جائے۔

ٹیپو نے سیندھیا، پیشوا، نظام اور انگریزوں میں عناد اور عداوت کی آگ مشتعل کرنے میں حتی المقدور سعی کی تاکہ دیسی سرداروں کا انگریزوں سے تعلق قطع ہو جائے۔

سلطان پہلے ہی فرانسیسیوں سے اتحاد قایم کرنے کی کوشش کر چکا تھا اور اب چونکہ انگریزوں اور فرانسیسیوں میں پھر جنگ شروع ہو گئی تھی اور یہ دونوں قومیں ہندوستان میں عرصہ سے رقابت رکھتی تھیں اس لئے اس موقع پر سلطان نے انگریزوں کے خلاف پھر فرانسیسیوں کو ابھارا اور اُن سے مدد کا طالب ہوا تاکہ انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دے اور ماریشس میں سلطان کی سفارت کا بڑی دھوم دھام سے استقبال کیا گیا۔

سلطان روم کے پاس سفارت جانے آنے کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ غرض ہر طرح پر یہ بات ثابت ہو گئی اور خود ٹیپو اپنے راز کو چھپانا نہ چاہتا تھا جس کا مقصد انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دینے کا تھا۔

لارڈ مارنگٹن گورنر جنرل کی کارروائی

بونگ صاحب بارھویں باب میں لکھتے ہیں کہ اب واقعات کی اسٹیج پر ایک نیا ایکٹر آیا جسکو انصاف کے ساتھ لارڈ مارنگٹن کے نام سے شہرت ہوئی اور اُس نے ایک نگاہ میں واقعات کی

اصلی حالت کو سمجھ لیا لارڈ مارنگٹن مدراس ہو کر مئی ۱۷۹۸ء میں کلکتہ پہونچے اور اُس نے ایک طرف ہندوستانی والیان ملک سے فرانسیسیوں کا تعلق قطع کرا دیا اور دوسری طرف ٹیپو کی جانب ہوا۔ اور درمیان میں کتنے خط لارڈ مارنگٹن اور ٹیپو سلطان کے درمیان آئے گئے۔ لارڈ مارنگٹن اپنا استحکام چاہتا تھا اور ٹیپو اپنی بازی کھیلتا تھا۔ اب باب سیزدہم کا خلاصہ یہ ہے کہ ان کارروائیوں سے صورت معاملات نازک ہو گئی اور ۲۲ فروری ۱۷۹۹ء کو گورنر جنرل ایسٹ انڈیا کمپنی اور اُس کے رفقا یعنی نظام حیدرآباد اور پیشوائے پونا کی طرف سے ایک اعلان شائع کیا جس میں سلطان کی طرف سے دشمنی کے خلاف واقعات درج ہیں اور مشترکہ جنگ کی تیاری ہونے لگی۔

اگرچہ ۱۷۹۲ء کے مقابلہ میں اس وقت سلطان کی فوج قواعد دانی اور تعداد کے اعتبار سے کم تھی تاہم اُس میں ۳۳ ہزار پیدل اور پندرہ ہزار سوار اور زبردست توپخانے تھے اور انگریزی فوج میں اپنی اور حمایتی فوج سب ملا کر ۳۷ ہزار کی تعداد ہو گئی تھی۔ اس کے علاوہ بمبئی کی فوج بسر کردگی جنرل اسٹوارٹ تعداد میں چھ ہزار چار سو تھی۔ جو کورگ کے دوستانہ ملک سے ہوتی ہوئی میسور میں داخل ہوئی اور توپوں کی تعداد زیادہ تھی جو انگریزی فوجوں کے ساتھ تھیں۔

۲۵۔ مارچ ۱۷۹۹ء کو سلطان نے بمبئی کی فوج کی خبر سن کر یکایک سدلیشور سے چند میل کے فاصلہ پر اپنی فوج کو لا کر مورچہ بند کیا۔ اُس وقت اُس کی فوج میں بارہ ہزار سپاہی تھے۔ اور انگریزی فوج کو سلطان نے بالکل گھیر لیا۔ وہ برباد ہو جاتی لیکن جنرل اسٹوارٹ نے بڑی ہوشمندی سے

سلطان کے حملوں کو روکا اس معرکہ میں سلطان کا ایک بڑا نامی گرامی سردار محمد رضا خان مارا گیا۔

اب سلطان نے جنرل ہیرس کی فوج کے مقابلہ کی تیاریاں کیں۔ جو ویلور سے ۱۱۔ فروری کو روانہ ہو کر نویں مارچ کو میسور پہونچی اور یہاں اُس سے حیدر آباد کا کنٹنجنٹ بھی آملا۔ اُس کے بعد یہ متحدہ فوجیں بنگلور کو روانہ ہوئیں اور ۲۰۔ مارچ کو داخل بنگلور ہوئی۔ سلطان کے سوار بڑی دلیری سے حملہ آور ہوئے۔ اور سلطان کے پیدلوں نے بھی بڑی شجاعت کا اظہار کیا۔ لیکن انگریزی فوج نے سنگینوں سے اُن کو پسپا کر دیا۔ اور انگریزی رسالوں کے حملے سے وہ بھاگنے پر مجبور ہوئے۔ اور قریب قریب سب کے سب مارے گئے اور اب انگریزی فوج جنرل ہیرس کی ماتحتی میں سرنگا پٹن پر حملہ آور ہوئی۔ قلعے کے شمال اور مغربی گوشہ کی طرف جہاں سے دریائے کاویری نظر آتا تھا۔ چھالیا اور ناریل کے چند باغات تھے جن کی آڑ سے سلطان کے برق انداز بان مارتے تھے اور ایک باغ کا نام سلطان پیٹ ٹوپ تھا جس میں گہری گہری کھائیاں کھودی تھیں اُن میں ایک نہر کے ذریعہ سے پانی آتا تھا اور یہ نہر قلعہ سے ایک میل کے فاصلہ پر تھی۔

جنرل بیرڈ کو حکم دیا گیا کہ وہ دشمن سے اس باغ کو چھین لے لیکن ناکامی ہوئی۔ اور دو روز کی جنگ میں اس باغ پر بمشکل تمام قبضہ حاصل ہو پایا۔ اور جنرل ہیرس نے محاصرہ کی کارروائیاں کامیابی سے شروع کر دیں۔ اور ۱۸۔ اپریل ۱۷۹۹ء کو انگریزی فوج نہایت استحکام کے ساتھ مورچہ بند ہو گئی۔

سلطان نے اِن حالات سے گھبرا کر صلح کی درخواست کی جس پر بہت سخت شرائط پیش کئے گئے لیکن اب صلح کا وقت باقی نہ رہا تھا اِس لئے محاصرہ کی کارروائی شدت سے جاری رکھی گئی۔

۲۔مئی ۱۷۹۹ء کو انگریزی فوج نے اپنے سب دمدمے تیار کر لئے اور توپوں سے قلعہ پر گولہ باری شروع ہوگئی اور اس برج سے جو مغربی گوشہ پر تھا ساٹھ گز کے فصل سے مغربی پردہ کی دیوار پر خاص طور پر گولے پڑنا شروع ہوئے۔ دوسرے ہی روز شام کو دیوار میں کافی شگاف ہوگیا اور ۴ مئی ۱۷۹۹ء کو حملہ کرنے کا ایک بجے حکم دیا گیا۔

ٹیپو سلطان ہلکے رنگ کا جاکٹ اور نفیس چھینٹ کا پاجامہ پہنے سُرخ پشمین پٹکے سے باندھے اور قیمتی دستار سر پر رکھے ہوئے تھا اُسکے زرین پیٹی لگی ہوئی تھی اور بازو پر تعویذ باندھے تھا۔

۴ مئی ۱۷۹۹ء کو علے الصباح وہ اپنے ممد مقام سے اُٹھکر قلعہ کے اُس مقام پر آیا جہاں سے نکلکر دشمن پر حملہ کیا جاتا تھا۔ اُس کے پہونچنے کے ذرا دیر میں اُس کو خبر ملی کہ سید غفار جو اُس کا سب سے زیادہ معتمد افسر تھا قلعہ کے شگاف پر دشمن سے نہایت شجاعت اور جوانمردی کے ساتھ جنگ کرتا ہوا مارا گیا۔ پھر تھوڑی ہی دیر میں سلطان کو یہ خبر پہونچی کہ انگریزی فوج نے حملہ کر دیا۔

حملہ کرنے والی فوج کا افسر جنرل بیرڈ تھا اور یہ وہی افسر تھا جو بڑی بےعزتی کے ساتھ سرنگاپٹم میں تین برس تک قید رہ چکا تھا۔ اور بیلی کی شکست کے معرکہ میں گرفتار ہوا تھا۔ وہ اُس جوش انتقام میں بھرا ہوا تھا۔ اُس نے خندق سے

نکل کر تلوار کو میان سے کھینچا اور بآواز بلند کہا کہ اے مردان دلاور میرے پیچھے چلے آؤ اور آج انگریزی سپاہیوں کی آبرو رکھ لو۔

سلطان کے سپاہی شگاف پر بڑی بہادری سے لڑے لیکن مٹھی بھر آدمی کیا کر سکتے تھے سب کے سب وہیں مارے گئے اور چشم زدن میں انگریزی نشان قلعہ کی فصیل پر لہراتا ہوا نظر آنے لگا۔

ازاں بعد سلطان بڑی تیزی کے ساتھ شگاف کی طرف آیا اور اپنی بندوق اپنے ہاتھ سے بھر کر دشمنوں پر خالی کر رہا تھا لیکن بڑھتے ہوئے حملہ آور بہت قریب پہونچ گئے۔ اور سلطان تنہا رہ گیا۔

انگریزی فوج کا ایک بڑا حصہ فصیل کے برابر برابر چلا آرہا تھا۔ اب سلطان نے واپس جانے کی نیت کی اور سلطان اس پل پر پہونچا جس سے قلعہ کے اندر راستہ تھا اور یہاں گھوڑے پر سوار ہوا اور چاہا کہ اندر داخل ہو لیکن پھاٹک پر فراریوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ وہ ان میں ہو کر نکل نہ سکا۔ جس وقت سلطان کا راستہ اس طرح سے رکا ہوا تھا حملہ آوروں کی ایک جماعت نے پھاٹک کے اندر آکر ایک باڑھ ماری اور سلطان کے سینے میں ایک گولی لگی۔ سلطان آگے بڑھا۔ لیکن ۱۲ رجمنٹ کے سپاہی برابر گولیاں مار رہے تھے جن کی وجہ سے سلطان آگے نہ بڑھ سکا اور راستے میں اس کی داہنی بغل میں ایک گولی اور لگی۔ اور اس کا گھوڑا بھی اس کے نیچے مارا گیا۔ سلطان کو چند نمک حلال ملازموں نے ایک پالکی میں ڈال کر اٹھایا اور پھاٹک کی محراب کے نیچے لائے اور سلطان کی منت کرنے لگے کہ وہ اب بھی خود کو انگریزی فوج کے کسی افسر کے سپرد کر دے

اور کہہ دے کہ میں ٹیپو سلطان ہوں اس سے انگریزی کمانڈر اس کے رتبہ کا پاس کرے گا۔ لیکن اس سے سلطان نے قطعی انکار کیا اب بہت سے گورے پھاٹک کے اندر داخل ہو گئے۔ اور ایک گورے نے سلطان کی تلوار کی زرین پیٹی اس کی کمر سے کھول لینا چاہی اس وقت سلطان اگرچہ نہایت کاری زخم کھا چکا تھا اس پر بھی اس نے اس گورے کے تلوار کا ہاتھ ایسا مارا کہ اس سے اس کے گھٹنے میں زخم آیا۔ اس نے زخم کھا کر اس جھنجھلاہٹ میں سلطان کے سر میں ایک گولی ماری اور سلطان کا طایر روح قفس عنصری سے پرواز کر گیا۔

بہت وقفہ گذرا اور سلطان کے متعلق کوئی خبر معلوم نہ ہوئی۔ اب جنرل بیرڈ اس بات کی تحقیقات پر آمادہ ہوا۔ کہ سلطان پر کیا گزری میجر ایلین ڈپٹی کوارٹر ماسٹر جنرل کو صلح کا جھنڈا دیا گیا۔ اور وہ سلطان کے ایوان کو روانہ کیا گیا تا سلطان اطاعت اختیار کر لینے کی درخواست کرے۔

تھوڑی دیر بعد معلوم ہوا کہ پھاٹک کے قریب سلطان مجروح ہوا تھا اور شام کے اندھیرے میں پھاٹک کی طرف روانہ ہوا۔ پھر مقتولوں کے انبار میں بڑی دقت سے سلطان کی نعش برآمد ہوئی اور صاف طور سے شناخت کی گئی۔ ہنوز نعش گرم تھی۔ آنکھیں کھلی ہوئی تھیں اور چہرہ پر کسی قسم سے شکن نہیں آئی تھی باوجودیکہ تین زخم کاری جسم پر تھے اور ایک نہایت مہلک زخم کنپٹی پر تھا۔ اس کی جاکٹ۔ دستار اور تلوار کی پیٹی کوئی کھول لے گیا تھا تعویذ ہنوز بازو پر بندھا ہوا تھا جس کے اندر آیات قرآنی لکھی ہوئی تھیں۔ نعش پالکی میں رکھی گئی اور جنرل بیرڈ کے حکم سے رات بھر کے لئے ایوان کو روانہ کی گئی دوسرے روز جنازہ تیار کیا گیا۔

گوروں کی چار کمپنیاں ہمراہ تھیں۔ جنازہ لال باغ کو روانہ ہوا جہاں اس بلند نظر سلطان کو اُس کے باپ حیدر علی کے پہلو میں جگہ دی گئی۔ جنازہ سلطان کے آدمیوں نے اٹھایا۔ پیچھے پیچھے شاہزادہ عبدالخالق اور دربار کے معزز اراکین تھے۔ جس راستہ سے جنازہ گزرتا تھا مسلمان مخلوق جوق جوق جمع ہوتی اور جنازہ کے سامنے سر جھکاتی تھی اور رنج و غم کا ثبوت دیتی تھی۔ مقبرہ کے پھاٹک پر پہونچ کر فوج نے سلامی دی اور قاضی شہر نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ بارہ ہزار روپیہ مساکین و محتاجین کو تقسیم کیا گیا۔

اس وقت بجلی کی چمک اور بادل کی نہایت خوفناک گرج سے اس عبرتناک واقعہ کی سنجیدگی اور بھی دوبالا ہو گئی تھی۔

مرحوم سلطان کے بیٹے حراست میں لے لئے گئے۔ جو بیٹے جوان تھے مع اپنی بی بی بچوں کے ویلور بھیجدئے گئے۔ جہاں سات برس بعد اُن پر یہ الزام عاید ہوا کہ سپاہ کو ورغلا کر انہوں نے غدر کرا یا تھا۔ اس پر وہ کلکتہ بھیجدئے گئے۔ پیرانہ سال شہزادہ غلام محمد کو لوگ آج تک یاد کرتے ہیں جن کا چند سال ہوئے انتقال ہوا ہے۔ یہ شاہزادہ اپنی مہمان نوازی اور رحمدلی میں شہرۂ آفاق تھا۔

خاص خاص امرا اور اراکین کے محلوں پر گارد تعینات کر دئے گئے تھے لیکن جب لوگوں نے دیکھا کہ اُن کی جان و مال اور عزت و ناموس کا پورا پورا لحاظ کیا جاتا ہے تو سب نے بخوشی اطاعت قبول کر لی۔

محل خاص کے خزانہ اور اسباب کی حفاظت کا بھی انتظام کیا گیا لیکن

غارت گر ونکو خزانہ کا ایک چور دروازہ معلوم تھا اُس کی راہ سے وہ بیشمار نقد و جواہرات نکال لے گئے۔ جس کا جلد بند و بست کیا گیا اس پر بھی جو باقی رہا وہ بے تعداد تھا اُس کی تفصیل یہ ہے۔

نقد مالیت	جواہرات قیمتی	چھوٹی بڑی توپیں
چار لاکھ اسی ہزار پونڈ	نو لاکھ	۹۲۹

کتب خانہ سے نہایت عجیب و غریب کتابیں برآمد ہوئیں یہ قلمی کتابیں نادر الوجود تھیں اُن کی تفصیل یہ ہے :-

قرآن مجید	تفسیریں	کتب وظائف	کتب احادیث	الہیات
۴۴ جلد	۴۱ جلد	۵۳ جلد	۴۶ جلد	۴۶ جلد
تصوف	علم اخلاق	فقہ	علوم و فنون	فلسفہ
۵۶ جلد	۲۴ جلد	۵۹ جلد	۱۹۱ جلد	۵۴ جلد
نجوم	ریاضی	حکمت	تحقیق زبان	فرہنگ و لغات
۲۰ جلد	۷ جلد	۳۶ جلد	۵۴ جلد	۹۲ جلد
نظم	ہندی اور دکھنی نظم	ہندی اور دکھنی انشاء	ترکی نثر	قصص و حکایات
۱۹۰ جلد	۳۲ جلد	۴ جلد	۲ جلد	۱۸۱ جلد

اِن کتب میں سے بعض کتابیں بیجاپور اور گولکنڈے کے بادشاہوں کی تھیں۔ ایک نہایت ہی گراں بہا قرآن شریف وِنڈسر کاسل کو بھیجدیا گیا اور باقی جملہ کتب فورٹ ولیم کلکتہ کو روانہ کی گئیں۔

ایک گراں بہا تخت برآمد ہوا۔ ایک مرصع ہودج نکلا۔ عجیب و غریب جڑاؤ

بندوقیں اور تلواریں دستیاب ہوئیں۔ نقرۂ اور طلائی ظروف نکلے قیمتی قالین اور انوکھی وضع کے چینی برتن ملے۔

یہ کسی طرح مناسب نہ تھا کہ ٹیپو سلطان کا جانشین اُس کے بیٹوں میں سے کوئی بیٹا کیا جاتا جس سے مخالفت کا پھر ایک ذریعہ باقی رہتا۔ اس لئے گورنر جنرل نے اس مسئلہ کو اس طرح حل کیا۔ کہ سلطان کے ملک کا ایک حصہ تو حلیفوں کے باہم تقسیم کر دیا گیا۔ یعنی برٹش گورنمنٹ نے وہ ملک لیا جس کی آمدنی پانچ لاکھ چھتیس ہزار اسی پیگوڈا تھی۔ اور اس میں سارا مغربی ساحل شامل تھا اور نظام کو بھی اسی قدر محاصل کا ملک دیا گیا۔ اور دو لاکھ چونسٹھ ہزار پیگوڈا کی آمدنی کا ملک مرہٹہ پیشوا کو دیا گیا۔

سلطان میسور کی بقیہ آمدنی تیرہ لاکھ چھ ہتر ہزار ایک و پیگوڈا تھی۔ اور یہ وہ سیقدر ملک تھا جتنا کہ اصل میسور کے راجہ کے تصرف میں اس وقت تھا جبکہ اُس کو حیدر علی نے چھینا تھا۔ یہ ملک راجہ چام راج کے بیٹے کو بلا معاوضہ دیدیا گیا اس لئے کہ چام راج کا ۱۷۹۶ء میں انتقال ہو چکا تھا۔ لیکن راجہ سے سات لاکھ اسی ہزار پیگوڈا کے خراج کا وعدہ لے لیا گیا۔ اور اُس کے دربار میں ایک برٹش رزیڈنٹ متعین کیا گیا کہ انتظام و ترتیب میں خلل واقع نہ ہو اور جزیرہ سرنگاپٹم ہمیشہ کے واسطے انگریزوں نے لے لیا۔

نوٹ:- پیگوڈا۔ ۱۶۲۳ء و ۱۶۵۲ء کے مابین ان سکوں کو کمپنی بہادر نے ڈھلوایا تھا یہ چھپے سکے ملکی قیمت میں ۵۔ اشار پیگوڈا کے برابر ہوتے ہیں۔ پیگوڈا پرتگالی زبان کا لفظ ہے سکے ایک رُخ پر بتکدہ کی تصویر بنی ہوتی تھی۔

اس فیاضانہ کارروائی پر راجہ متوفی کی بیواؤں لچھمی بائی اور دیوجی بائی نے بہت بڑی شکر گزاری کا اظہار کیا کہ اُن کا گیا ہوا ملک پھر ہاتھ آیا۔ سلطان کے خاص خاص افسروں کو معقول وظیفے عنایت کئے گئے جس سے وہ نہایت شکر گزار ہوئے۔

سرنگاپٹم کے مشرقی کنارہ پر حیدر علی کا مقبرہ ہے جہاں اُس کے قابل اختر بیٹے کا بھی مزار ہے۔ اس مقبرہ کی کرسی بہت بلند ہے سامنے سے ایک سیدھی روش آتی ہے جس پر دورویہ سرو صف بستہ کھڑے ہیں مقبرہ کے ہر چہار جانب سایہ دار برآمدے نکلے ہوئے ہیں۔ داہنے ہاتھ کو ایک مسجد ہے۔ عمارت چہارپہل ہے جس پر سنگ سیاہ کے ستونوں پر ایک گنبد قائم ہے۔ یہ گنبد نہایت خوبصورت ہے۔ باقی تمام عمارت سنہرے سنگ سفید کی بنی ہوئی ہے اور قابل دید نقاشیوں سے آراستہ ہے آبنوس کے کیواڑ چڑھے ہیں جن میں ہاتھی دانت جڑا ہوا ہے۔ خاص دروازہ پر سُرخ کارچوبی پردہ آویزاں ہے۔

اندر حیدر علی اور ٹیپو سلطان کی قبریں ہیں جن پر کشمیری گرانبہا دوشالے پڑے ہیں۔ سو تیلیں اور بادشاہت کی دوسری علامتیں فرش پر رکھی ہوئی ہیں اور یہاں قیچہ میں لوبان سلگتا رہتا ہے۔ اس مقبرہ کے مصارف خزانہ سرکار انگریزی سے دئے جاتے ہیں۔

دریائے کاویری کی بائیں شاخ کی جنوبی سمت کو لال باغ اور قلعہ کے مابین دریا دولت باغ واقع ہے۔ یہ باغ ٹیپو سلطان کو بہت عزیز تھا۔

سرنگاپٹم کا پرانا قلعہ اُسی حالت میں جیسا وہ دو سو برس ہوئے تھا اب بھی موجود ہے۔ قلعہ کے اندر وہ پھاٹک اب تک موجود ہے جہاں سلطان مقتول ہوا تھا۔ سرنگاپٹم کا بلند وشنو کا مندر سلطان ٹیپو صاحب بادشاہ کے ایوان کو اب بھی کھڑا دیکھ رہا ہے۔

سلطان کا ایوان کچھ تو منہدم ہو گیا اور باقی ایوان کے حصہ میں صندل کی لکڑی کا گودام ہے +

ٹیپو سلطان کے صفات۔ عادات حکومت مذہبی جوش ظلم کی نسبت لیون بی بورنگ صاحب کے نوٹس

لیون۔ بی۔ بورنگ صاحب نے سب سے آخری باب ۱۴ میں ان کو بیان کیا ہے اس کا اقتباس عام دلچسپی کے لئے پیش کیا جاتا ہے۔

ٹیپو سلطان بڑا بہادر بڑا شہسوار اور بڑا قادر انداز تھا مگر فن حرب میں حیدر علی کا ہمپایہ نہ تھا۔ تاہم بہت سے معرکوں میں سلطان نے بہت بڑی حربی لیاقت کا اظہار کیا۔ کرنل بریتھ ویٹ پر فتح پانا بھی ایک خاص مثال ہے ۱۷۸۶ء میں مرہٹوں کے مقابلہ میں اُس کی صف آرائیاں اور جنرل میڈوز کے مقابلہ

میں اُس کی معرکہ آرائیاں بہ جنوبی ایشیا میں اُس کے وحادث سے محتاج بیان نہیں

۱۷۸۶ء میں ٹیپو سلطان نے بادشاہ کا لقب اختیار کر لیا تھا اور وہ اپنے تئیں "حضور پُر نور" یا "بدولت" کے الفاظ سے مخاطب کرتا تھا۔ اُس کی فوج لشکر مجاہدین کہلاتی تھی اور وہ اپنی بادشاہت کو "دولت خداداد" یا "سلطنت حیدری" کے نام سے منسوب کرتا تھا۔ اُس کے غرور کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ اُس نے مغل شاہنشاہ کے ہوتے ہوئے اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کر دیا تھا۔

ٹیپو سلطان کو جدت و اختراع کا خاص شوق تھا۔ کئی شہروں کے نام بدل ڈالے تھے۔ مقررہ دستوروں میں بھی تبدیلیاں کر دی تھیں۔ اُس کے سن ہجری اختراع اُس کی متلون مزاجی ظاہر کرتے ہیں اُس نے اپنے صوبوں کے نام بھی بدل دیئے تھے۔ مثلاً سواحل کے اضلاع کو وہ "صوبجات یم" کہتا تھا اور ملناد کو "ترن صوبہ" اور میدانی ملک کو "صوبہ غبرا" سے موسوم کیا تھا۔ گز میں بھی ترمیم کی گئی تھی یعنی ۲۴ انگشت کا گز مقرر ہوا تھا۔ کیونکہ کلمہ طیبہ میں ۲۴ حرف ہیں اور ان گزوں کے اعتبار سے کوس دو میل کی جگہ پونے تین میل کا ہو گیا تھا۔ اگر اس کوس کو ہرکارے ۴۳ منٹ میں طے نہ کرتے تو کوڑوں سے پیٹے جاتے۔

وزن اور پیمانوں کے نام بھی تبدیل کر دیئے تھے لیکن اوقات کے اندازہ کرنے میں جو تبدیلی کی گئی وہ حیرت انگیز تھی ہندوستانی ساٹھ برس کا ایک جگ

ہوتا ہے۔ اور ہر سال کا نام بھی جدا ہوتا ہے جس سے تاریخوں کا سلجھنا مشکل ہو جاتا ہے اِس لئے سلطان نے ایک جدید تقویم تیار کرائی تھی اور سال کے نام جدا جدا رکھے تھے۔ اسی طرح قمری مہینوں کے نام علیحدہ تصنیف کئے تھے اِس نئی ترمیم کے موافق ایک سال ۳۵۴ روز کا رکھا گیا تھا۔ اور ۱۷۸۴ء سے سلطان کے مراسلات اسی نئی ترتیب کے موافق لکھے جاتے تھے۔

سلطان بہت بڑا انشی تھا سلطان خفیف سے خفیف معاملے میں بھی پوری توجہ ظاہر کرتا تھا علوم و فنون طب۔ تجارت۔ معاملات مذہبی۔ تعمیر فوجی محکمات اور بیشمار دوسرے امور پر سلطان یکساں مہارت سے قطعی رائے دیتا لیکن در اصل اُس کو ہر فن میں مہارت ہونیکا دعوے زبانی تھا۔ واقعی ہر فن سے مہارت مشہور پادری آرچ بشپ ایپسے لن کو تھی جس کا ۱۸۲۰ء میں انتقال ہوا۔ وہ وزارت کا کام کر سکتا تھا سپہ سالاری میں طاق تھا۔ امیر البحر تھا اور سب قسم کے علوم میں ماہر تھا۔

سلطان نے زبان پارسی کی پوری تکمیل کی تھی اور اپنے دستخط طغرا میں کرتا تھا۔ وہ ہمیشہ خط و کتابت میں مصروف رہتا تھا اُس کے پاس کھیل تفریح کے لئے وقت نہ تھا۔ سلطان کے مراسلات بڑے قاعدہ کے ساتھ رجسٹر میں درج ہوتے تھے۔

ٹیپو سلطان نے ایک نیا سکہ رائج کیا تھا جس کے چہرہ والے رُخ پر دین محمدی کا اعلان اور دوسرے رُخ پر یہ فقرہ کندہ تھا "دست سلطان عادل" یہ سکہ سرنگا پٹم میں ۱۱۹۹ ہجری میں ڈھالا گیا تھا۔ اُس میں سن کی جگہ یہ سن کندہ ہے۔ ۳ بہاری سنہ جالو سنہ جلوس ۳۔

ٹیپو سلطان نے ایک حربی مجموعہ تیار کرایا تھا۔ اس کا نام فتوحات غازیاں رکھا تھا اس کتاب میں اٹھارہ باب تھے۔ ورزشوں اور فوجی کرتبوں کے متعلق اس میں ہدایت کا کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا تھا۔ وہ فرائض جو ہر ایک افسر کے متعلق تھے اس کتاب میں تصریح کے ساتھ درج تھے۔ وہ تدبیریں اور طریقے لکھے گئے تھے کہ شبخون کس طرح مارا جائے اُس زمین پر جو جنگل سے ڈھکی ہو یا صاف میدان ہو کس طرح جنگ کرنا چاہئے۔ اس کتاب میں محافظت کے طریقے رخصت کے قواعد سپاہیوں کی غداری کی دفعات اور اسی طرح دوسرے سب ضروری امور درج کر دیئے گئے تھے۔

سلطان نے ۱۷۹۳ء میں ایک اعلان شایع کیا تھا جس کے موافق پیدل فوج پانچ حصوں میں تقسیم کی گئی تھی۔ ان کے ۲۷ قشون تھے ہر قشون میں ۱۳۹۲ سپاہی ہوتے تھے۔ ان میں سے ۱۰۵۶ بندوقچی ہوتے تھے افسروں کا مناسب سر رشتہ تھا۔ ہر قشون کے متعلق بان اندازوں کی ایک جماعت ہوتی تھی جسے جوق کہتے تھے۔ اور ہر قشون کے ساتھ دو توپیں

لازمی تھیں۔

سواروں کی فوج تین حکموں میں تقسیم تھی۔ اوّل باقاعدہ رسالے۔ دوسرے سلحدار۔ سلحداروں کے گھوڑے سرکار سے نہ ملتے تھے۔ بلکہ اُن کو خود مہیا کرنا ہوتے تھے۔ تیسرے قزاق یعنی غارتگر سوار ہوتے تھے۔ ان ہر سہ مدارج کے سواروں میں پہلے درجہ کے سوار۔ ونکو سواران عسکری لکھا جاتا تھا۔ ان کی تین کچہریاں اور ہر کچہری میں چھ موکب تھے۔ سلحداروں کی تعداد چھ ہزار تھی۔ اور قزاق سوار آٹھ ہزار تھے۔

ٹیپو سلطان کی دوربین نظر سے جہازوں کی ضرورت بھی نہ بچی تھی اسکے متعلق اُس کا اعلان جو صرف کاغذ پر رہا اور تعمیل کی نوبت نہ پہونچی اُس کی اولوالعزمی ظاہر کرتا ہے۔ اُس نے ۱۷۹۶ء میں امیرالبحروں کی ایک جماعت قایم کی جس میں گیارہ ارکین تھے۔ ان ارکین کا لقب میر یم رکھا گیا تھا۔ ان ارکین کے ماتحت ۳۰۔ امیرالبحر تھے۔ بحری فوج کے متعلق بیس جنگی جہاز کلاں اور بیس چھوٹے جہاز تھے۔ ان دونوں قسموں میں سے چھ چھ جہاز منگلور اور سات سات جہاز سداشیوگڑھ میں متعین رہنے کو تھے۔ جنگی جہاز دو درجوں میں تقسیم کئے گئے تھے۔ درجۂ اول و درجۂ دوم۔ درجۂ اول کے ہر جہاز پر ۷۲ توپیں چڑھنے کا حکم تھا۔ اور درجۂ دوم کے جہاز پر ۶۲ توپیں چڑھنے کی تجویز ہوئی تھی۔ یہ توپیں تین مختلف اقسام کی تھیں زیادہ چھوٹے جہازوں پر ۴۶ توپوں کا انتظام تھا۔ سلطان نے ان امیران یم کی جماعت میں جہازوں کے نمونے بھیجے تھے

کہ اس طور کے جہاز تیار کئے جائیں۔ اور جہازوں کے پیندوں کے واسطے ہدایت کی گئی تھی کہ تانبے کے پیندے لگائے جائیں۔ اور جہازوں کے لئے لکڑی کا جنگل بھی نامزد کر دیا گیا تھا اور سب ملازمین کے افسروں کی تنخواہوں کی بھی صراحت کر دی گئی تھی لیکن اس زبردست تجویز کے پورا ہونے سے پہلے سلطان کے دور کا خاتمہ ہو گیا۔

ٹیپو سلطان کی پابندیٔ اسلام کی بابت کہا جاتا ہے کہ اس نے اپنی تمام قلمرو میں شراب کے فروخت کرنے کی ممانعت کر دی تھی۔ فرانسیسی کیمپ کے سوائے کہیں شراب نہ ملتی تھی۔ ص

سلطنت ۱۷۸۶ء میں سلطان نے ایک عجیب اعلان شائع کیا۔ یہ اعلان جملہ مومنین کے نام تھا اس میں لکھا تھا کہ وہ ملحدین کے ممالک کو چھوڑ دیں اور سلطنت خداداد میں آ کر پناہ لیں۔

عابد ولت کا عزم ہے کہ یہ رذیل کفار جنہوں نے مذہب اسلام کی توہین کر رکھی ہے یا تو مشرف باسلام ہوں یا جزیہ دیں۔

نوٹ ص ٹیپو سلطان نے اپنے تمام ملک میں کشید اور فروخت شراب کی ممانعت کر دی تھی اور بہت سختی سے اس کی نگرانی اور تعمیل ہوتی تھی۔ تمام ملک سے مہوہ اور کھجوروں کے درخت کٹوا ڈالے گئے تھے۔ اس سے سلطان کو ایک کروڑ روپیہ سال کی آمدنی کا نقصان تھا۔ لیکن اس نے اسکو برداشت کیا اور اس نقصان

[illegible]

راجگان ہند کے بودے پن سے اس سرکش قوم انگریز نے مسلمانوں کو ذلیل اور کمزور کر ڈالا ہے اور اس قوم نے مسلمانوں کے ممالک کو تاراج کر دیا ہے مابدولت کا قصد ہے کہ اس قوم کے مقابلہ میں جہاد کیا جائے۔

یہ زہر آلود سلسلہ شکایت پہلے تو سلطان کے صوبوں تک محدود رہا۔ لیکن بعد کو نظام کے ملک میں بھی مشتہر ہو گیا تا کہ سچے مسلمان سلطان کے جھنڈے کے شریک ہو جائیں اور انگریزوں کی بیخ و بُن کھود کر پھینک دینے میں اس کے معین ہوں۔

ٹیپو سلطان اپنے اصلی خیالات کو پوشیدہ کرنے کی ذرا بھی پروا نہ کرتا تھا اسی کے ساتھ وہ انگریزوں سے دوستانہ خط و کتابت کرتا تھا اور جو عہد کر لیتا تھا اسکو پورا کرتا تھا۔

سلطان زمانہ سازی اور چالاکی میں بھی بڑا استاد تھا۔ مثلاً جس زمانہ میں اس کی فوجوں نے نرگونڈہ کو گھیر لیا اس نے اپنے کمانڈر برہان الدین کو لکھا تھا کہ وہ زمانہ سازی اور چالاکی سے کام لے اور محصورین کو ایک پُر فریب ذریعہ سے ایسی ترغیب دے کہ وہ قلعہ حوالہ کر دیں۔

کورگ والوں کو سلطان نے لکھا کہ اب ساتویں مرتبہ تم نے پھر گورنمنٹ سے نمک حرامی کی اور سرکاری فوجوں کو لوٹا۔ اب میں نے خدا سے عہد کر لیا ہے

کہ اگر بارِ دگر تم نے نمک حرامی کی تو میں تم میں سے کسی کو نہ ستاؤں گا نہ مرواؤں گا بلکہ مسلمان کر ڈالوں گا اور کسی دوسرے ملک میں بھیج دوں گا چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔

سلطان نے اپنے پیچھے بارہ بیٹے چھوڑے لیکن وہ اپنے باپ کی طرح عورتوں کا کسی طرح سے والہ و شیدا نہ تھا۔ اور سوائے سلطان کی ماں کے سلطان پر کبھی کسی عورت کا دباؤ نہیں ہوا۔

سلطان کے ملکی انتظام کی نسبت زیادہ لکھنے کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ہمیشہ جنگ میں مصروف رہا جس سے دار السلطنت میں رہنے کا بہت کم اتفاق ہوا اس لئے کل انتظام ماتحتوں کے ہاتھوں میں تھا۔ باقاعدہ عدالتوں میں قانون کا نفاذ کم تھا۔ ہر ایک عامل اپنی مرضی کے موافق کام کرتا تھا۔

سلطان کو صیغۂ جاسوسی سے خاص دلچسپی تھی۔ اُس کو اپنے خاص خاص افسروں اور سرداروں پر بھی بھروسہ نہ تھا اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ہر ایک گھر پر کیا ہو رہا ہے سلطان نے پولیس کے ذریعہ سے سرنگا پٹم اور گنجام میں جو شہر سے ملحق تھا۔ بازاروں اور اُن کی ڈیوڑھیوں پر جاسوس مقرر کر رکھے تھے۔

اپنے آخری زمانہ میں سلطان نے انتظامِ سلطنت کی طرف سے توجہ کم

کر دی تھی۔ نئے نئے مشیر و مصاحب دخیل ہو گئے تھے اور خود سلطان نماز وظائف تسبیح اور تلاوت قرآن شریف میں مصروف رہتا تھا۔

سلطان کی سخت مزاجی کے بہتیرے ثبوت موجود ہیں وہ نرگونڈہ کے محاصرہ کے متعلق ایک خط میں لکھتا ہے کہ

اگر اسی امر پر مجبوری ہو کہ قلعہ پر ہلہ کیا جائے تو ایسی حالت میں قلعہ کے اندر کا کوئی جاندار یعنی مرد۔ عورت۔ بوڑھے۔ جوان بچے۔ کتے۔ بلیاں اور جو کچھ ہو زندہ نہ چھوڑا جائے۔ ہاں کال پنڈت کی جان بخشی کی جائے۔

ایک اور خط میں سلطان نے کورگ کے ایک افسر کے نام لکھا ہے کہ:۔

تم کورگ کے لوگوں پر ایک عام حملہ کر دو اور سب کو تہ تیغ کر ڈالو۔ اور مقتولوں اور اسیر شدہ زن و بچہ کو مسلمان کر لو۔[نوٹ]

اس کے بعد کنارا میں سوپا کے بلوہ کے متعلق سلطان نے بدرالزمان خان کو لکھا کہ:۔

دس سال ہوئے اس ضلع کے درختوں میں پندرہ ہزار آدمی لٹکا کر پھانسی دیئے گئے تھے اسوقت سے یہ درخت اور زیادہ آدمیوں کا

نوٹ ہم نے مسٹر بونگ صاحب کی نقل کے موافق نقل کر دی لیکن عجیب عبارت ہے کہ مقتولوں کو مسلمان کر لو۔ سلطان ایسا نادان منشی نہ تھا۔ جو ایسا لکھتا پس ہم اس عبارت کو عبارت الزامی نہیں مان سکتے۔

انتظار کر رہے ہیں لہذا اس بلوہ کے سرغناؤں کو انہیں درختوں میں لٹکا کر پھانسی دیدو وغیرہ وغیرہ۔

سلطان کے انتقام ملبہ مزاج کو دیکھ کر طبیعت میں ایک غصہ تو پیدا ہی ہوتا ہے۔ لیکن جب یہ دیکھا جاتا ہے کہ ان قیدیوں کی کیا بری گت بنائی جاتی تھی جو سلطان کے ہاتھ میں اسیر ہو جاتے تھے۔ تو اس غصہ میں اور زیادتی پیدا ہو جاتی ہے۔ سلطان اپنے قیدیوں کے سر قلم کروا دیتے اور ان کو پھانسی دینے میں کچھ پس و پیش نہ کرتا تھا۔ انگریزی قیدی اس کے تیر انتقام کا زیادہ نشانہ بنائے جاتے تھے۔ جنرل میتھوز جیسے اعلے افسر اس کے ہاتھ سے نہ بچے۔ سلطان نے منگلور کے صلحنامہ کے بعد بھی انگریز قیدیوں کو رہا نہ کیا ان میں سے بہت سے حسین گبھرو لڑکوں کے ختنے کروا ڈالے اور ان لڑکیوں سے جو اضلاع کارومنڈل سے پکڑی آئی تھیں بے امتیاز شادی کر دی۔ پھر یہ نوجوان یا تو فوج میں بھرتی کر دیئے گئے یا سلطان کی تفریح کے لئے ان کو ناچنا گانا سکھایا گیا۔ ص

ہر چند سلطان بہت سخت سزائیں دینے کا خوگر تھا۔ لیکن یہ بھی لحاظ رکھنا چاہیئے کہ وہ زمانہ ہی وحشیانہ تھا مجرموں کو نہایت سخت سزائیں دیجاتی تھیں سولی کا

نوٹ ص۔ افسوس کس قدر جھوٹا الزام ہے۔ سلطان کو ناچ گانے کا ایسا شوق ہی نہ تھا جو وہ ناچ گانے کی تعلیم پسند کرتا۔

رواج بھی پھر سے جاری ہو گیا تھا۔ جو سلطان سے پہلے راجاؤں میں جاری تھا سازش کرنے والے قفس میں قید کئے جاتے تھے۔ بعض مجرموں کو ہاتھی کے پاؤں سے باندھ دیتے تھے۔ ہاتھی آگے بڑھایا جاتا تھا۔ یہ مجرم پیچھے گھسٹتا جاتا تھا۔ اور بڑی اذیت سے جان نکلتی تھی بعض مجرموں کو بیرحمی سے شیر کی غار میں ڈال دیتے تھے۔ اُن کو شیر چیر پھاڑ کر کھا لیتا تھا ناک کان کاٹ ڈالنا یہ تو ایک معمولی بات تھی۔

سلطان کی ناک خمدار، آنکھیں پُر آب اور بڑی تھیں گردن چھوٹی لیکن فربہ تھی اور جسم بھی دُھرا تھا۔ سلطان ڈاڑھی منڈایا کرتا تھا لیکن وہ اپنے باپ کی طرح چار ابرو کا صفایا نہ کراتا تھا۔ سلطان ایسا کامل الحیا تھا کہ سوائے اسکے پیر اور گٹوں اور کلائیوں کے اُسکے جسم کو کبھی کسی نے برہنہ نہیں دیکھا۔ حمام میں بھی وہ اپنے تمام جسم کو ہمیشہ چھپائے رکھتا تھا۔

حیدر علی کے خلاف ایک پکے دیندار مسلمان کی طرح سلطان بالکل سادہ اور شرعی لباس پہنتا تھا۔ اور یہی قاعدہ اپنے ماتحتوں کے لئے جاری کر رکھا تھا۔ لیکن سفر میں جاتا تو زردوزی کوٹ پہنتا جس پر شیر کی کھال کی سی دھاریاں پڑی ہوتیں۔ سلطان اپنی دستار پر اور اپنی ٹھوڑی کے نیچے سفید رومال باندھے رہتا اور اپنے آخری ایام میں سبز رنگ کی دستار استعمال کرتا تھا۔ (اس سے پہلے گلستانہ ہوتی تھی)

سلطان کو شیروں کے ساتھ خاص مناسبت تھی۔ وہ کہا کرتا تھا کہ مجھ کو دو دن کے لئے شیر کی زندگی پسند ہے لیکن دو سو برس کے لئے بھیڑ کی زندگی پسند نہیں۔ سلطان کے سپاہیوں کی وردیوں میں بھی شیر کی کھال کی طرح دھاریاں پڑی ہوتی تھیں اور توپوں اور دوسرے سامان پر بھی شیر کی تصویر بنی ہوتی تھی۔ سلطان کے محل کے سامنے کٹہروں میں شیر بند رہا کرتے تھے۔

سلطان کے تمام ہتھیاروں پر اسداللہ الغالب کندہ یا لکھا ہوتا تھا

سلطان کے تخت کو پورے قد کے طلائی شیر کے سر سے زینت تھی۔ تخت کے پیچھے کی ابھری ہوئی کور تک چاندی کی سیڑھیاں بنی تھیں پھر دو شیروں کے مرصع طلائی سر بنے ہوئے تھے اور اوپر ایک ہُما معلق تھا جس کے خوشنما پروں پر ہیرے لعل اور زمرد جڑے ہوئے تھے۔ یہ ہُما سلطان پر سایہ افگن رہتا تھا۔ سلطان کا یہ شاہی تخت ہنوز ونڈسر کیسل میں محفوظ ہے۔ سلطان کی دوسری یادگاروں میں اُس کے خیمے کا ایک حصہ چاندی کی چوبیں ہاتھی دانت کی کرسیاں ہاتھیوں اور گھوڑوں کے زیور ایک پالکی دو مرصع توپیں انواع اقسام کے اسلحہ ہیں۔ ان میں ایک شمشیر اور سپر بھی شامل ہے جو محاصرہ میں اُس کے جسم پر پائی گئی تھیں۔

ونڈسر کیسل کے کتب خانہ میں قرآن مجید کا وہ نسخہ بھی موجود ہے جو شہنشاہ اورنگ زیب کا تھا۔ اور سلطان ٹیپو کے خزانہ میں دستیاب ہوا۔ یہ قرآن شریف

نو وہزار روپیہ کا قیمتی کہا گیا ہے اور نہایت ہی نفیس خطِ نسخ میں لکھا ہوا نہایت ہی اعلیٰ نقش و نگار سے مزین ہے۔

سرنگا پٹم کے پہلے محاصرہ کے بعد سے سلطان نے ٹاٹ پر سونا شروع کر دیا تھا پلنگ پر سونا چھوڑ دیا تھا اور تناول طعام کے وقت کوئی مذہبی کتاب پڑھوا کر سنا کرتا تھا۔

سلطان کی زبان سے کبھی فحش کلمہ نہیں نکلتا تھا وہ اکثر اخلاقی۔ علمی حربی۔ تجارتی۔ یا ایسے ہی مضمون پر گفتگو کیا کرتا تھا۔ اُس کے ہونٹوں سے نکلے ہوئے عاقلانہ مقولے بڑی تعظیم سے سنے جاتے تھے۔

اپنے افسروں پر سلطان کو بہت کم اعتبار تھا۔ صرف ایک برہمن پورنیا[۵] اُس کی تخلیہ کی گفتگو میں شریک ہوا کرتا تھا۔ اور میر محمد صادق وزیر خزانہ اُس کا رفیق تھا۔ سلطان کا سب سے زیادہ معتمد سپہ سالار برہان الدین تھا جس کی ہمشیر سلطان کو منسوب تھی۔ وہ سنہ ۱۷۹۰ء میں سیتا منگلم کے معرکہ میں مارا گیا۔ سلطان کا ماموں علی رضا خان تھا۔ اور اس کا بیٹا قمر الدین خان بھی سپہ سالاری

---

[۵] انگریزوں نے اسی پورنیا کو راجہ میسور کا دیوان بنایا اور محمد صادق کو اُس کی شہرت سازشں و نمک حرامی پر ایک سپاہی نے قتل کر دیا۔ اب تک اُسکی قبر پر تھوکا جاتا ہے۔

کا کام کرتا تھا۔ لیکن اس پر بھی سلطان کو بھروسہ نہ تھا۔ لیے لائق ترین ملازموں اور افسروں پر سلطان کی بے اعتباری روز بروز بڑھتی گئی۔ اسی وجہ سے اُس کو دھوکا اور مغالطہ دیا جاتا تھا۔

سلطان کی فوج نے باوجودیکہ اس کی ترتیب قواعد اور مشاہرے میں کثرت سے تبدیلیاں ہوتی رہتی تھیں سلطان سے کبھی بیوفائی نہیں کی۔

سلطان مذہب اور تعصب کے اعتبار سے محمود غزنوی۔ نادر شاہ۔ علاؤالدین پٹھان بادشاہ دہلی کا ہمسایہ تھا۔ ان بادشاہوں میں سے ہر ایک بادشاہ اسیواسطے مشہور ہے کہ اُس کے حکم سے بے شمار کافر قتل کئے گئے باوجود ان شدتوں کے سلطان کا نام اُس کے مذہبی جوش کی وجہ سے جنوبی ہندوستان کے مسلمانوں میں بڑی عزت کے ساتھ مدتوں تک یادگار رہا۔ اور اب بھی اُس کے مقبرہ پر مسلمان لوگ جمع ہوتے اور نصرتِ اسلام کی دعائیں مانگتے اور اُس پر فاتحہ پڑھتے ہیں۔

سرنگاپٹم میں سلطان کی قبر کے کتبوں سے حروف ابجد کی ترکیب سے اُس کا سنہ وفات معلوم ہوتا ہے کہ حیدری سلطان مذہب کے لئے شہید ہوا وہ فقرے حسب ذیل ہیں:-

"نسل حیدر شہید اکبر شد" "ٹیپو بوجہ دین محمد شہید شد"

شمشیر گم شد۔ ان سب سے سنہ ۱۲۱۳ ہجری مطابق ۱۷۹۹ء کے برآمد ہوتے ہیں

یہ تاریخیں میر حسین علی کی نتیجۂ فکر ہیں اور عبدالقادر کے قلم سے لکھی گئی ہیں۔

مقبرۂ سلطانی کے گنبد میں جس میں ذرا سی بھی آواز سے آواز بازگشت پیدا ہوتی ہے جب کوئی شخص جا کر کھڑا ہوتا ہے تو کم سے کم ایک لمحے کے لئے تو اس خیال سے تشفی ہو ہی جاتی ہے کہ یہ سلطان اگرچہ ظالم اور غاصب تھا تاہم سپاہیانہ موت مرا ہے۔ فقط

ٹیپو سلطان کا اجمالی حال ۱۷۹۹ء تک

(حسب تحریر حملات حیدری)

ٹیپو سلطان ۲۲ ذی الحجہ ۱۱۶۳ ہجری مطابق ۱۷۴۹ء نواب میر معین الدین خان بہادر کی بیٹی کے بطن سے پیدا ہوا۔ نواب حیدر علی خان نے اُس کی پیدائش کی خوشی اور جشن مسرت میں غیر معمولی اہتمام کیا۔ ٹیپو مستان نام درویش کے کہنے سے ٹیپو سلطان نام رکھا گیا۔

نواب حیدر علیخان نے ہر علم کے عالم اور ہر فن کے کامل اور ہنرمند لوگ اُس کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کے لیئے جمع کر دیئے۔ سلطان نے عربی اور فارسی میں معقول مہارت پیدا کی۔ اور ورزش سپہ گری بانک۔ بنوٹ۔ لکڑی۔ تیغ زنی۔ تیر انگنی۔ نیزہ بازی۔ تفنگ اندازی۔ کشتی کے داؤں پیچ۔ تیراکی۔ شہسواری میں لاثانی مشق بہم پہونچائی۔ یہ سب مدارج پندرہ سولہ برس کی عمر میں طے کر لیئے۔ پھر انگریزی قواعد اور فنون جنگ انگریزاور فرنچ استادوں سے

حاصل کیا۔ اور اپنے باپ کے ساتھ رہکر جنگ کے ہر موقع و محل کا اندازہ کرتا رہا۔ پھر خود ایک حصہ فوج کا سپہ سالار بنا۔ اور عملی طور سے جنگ کے نشیب و فراز معلوم کئے۔ اور تاخت شبخون۔ محاصرہ وغیرہ کے اصول کو ذہن نشین کرتا گیا۔ اُنیس برس کی عمر میں وہ ایک بہت بڑا سپاہی اور جنرل اور لایق منشی بن گیا چنانچہ پہلی مرتبہ انیس برس کی عمر میں اُس نے اپنی بہادری کا یہ جوہر دکھلایا کہ ۱۷۶۷ء اور ۱۷۶۸ء میں جبکہ نواب حیدر علیخان کرناٹک کی لوٹ مار میں تھے سلطان نے مدراس کو زیر و زبر کر ڈالا۔

۱۷۸۰ء میں جبکہ نواب حیدر علیخان کی فوجیں کرناٹک پر آپڑی تھیں ٹیپو سلطان نے بارہ ہزار سوار جرار اور چھ ہزار پیادہ مع توپخانہ آتشبار لیکر شمالی سرکاروں کے محالات پر پیشقدمی کی جبکہ اُس کے ماموں میر علی رضا خان آٹھ ہزار جوانوں کے ساتھ اُس سے جاملے اور ٹیپو سلطان نے پریا پالم کی نواح میں کرنل بیلی کی فوج کو زبردست شکست دی اور بہت سخت محاربہ و مقابلہ کے بعد انگریزی لشکر کو تباہ کر ڈالا اور اس کا تمام سامان چھین لیا۔ اور اُس کا میگزین سلطانی توپ کے گولہ سے اُڑ گیا۔ اور باقیماندہ انگریز افسر اور گورہ سپاہیوں وغیرہ کو قید کر لیا۔ جس پر اُس کے باپ نے اُسکو شاباش دی کہ بہادر بیٹے نے ایسے نامور جنرل اور کارآزمودہ فوج کے مقابلہ میں کیسی اعلیٰ قابلیت ظاہر کی ہے۔ پھر جن دنوں میں نواب حیدر علیخان نے آرکاٹ کا محاصرہ کیا وہاں بھی سلطان نے اپنی اعلیٰ ہوشیاری اور بہادری کا ثبوت دیا۔ ازاں بعد بذات خاص ویلور۔ چینگی پیٹ۔ ونڈیواش کے محاصرہ کرنے میں

مصروف رہا۔ اور ۱۷۸۱ء میں جب نواب حیدر علیخان ترچناپلی پر چڑھائی کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو ٹیپو سلطان کو واسطے محاصرۂ ویلور و وانڈیواش کے پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ مگر جب جنرل سر ایری کوٹ صاحب بہادر کی پیشقدمی کی خبریں آئیں تو اُس مہم کو جوں کا توں چھوڑ کر باپ بیٹے دونوں ملکر اُس کی مدافعت میں سرگرم ہوئے ازاں بعد ٹیپو سلطان نے ۱۸۔ فروری ۱۷۸۲ء کو کولیرن ندی کے کنارے کرنل بریتھویٹ کو مع اُس کی زبردست فوج کے شکست فاش دی اور اکثر افسروں اور انگریزوں کو قید کر کے سرنگاپٹم بھیجدیا۔ اس روئداد کے بعد انگریزوں نے مرہٹوں کا نگا ٹھا۔ اور ایک بڑی فوج کرنل ہمبرٹن کے ساتھ بمبئی سے دریا کی راہ سے ملیبار پر چڑھائی کرنے کے لئے بھیجی گئی۔ اور کرنل مذکور نے کلیکوٹ میں اُتر کر تھوڑے سے ہی عرصہ میں اُسے فتح کر لیا۔ پھر ملیبار کے درمیانی ملکوں کی تسخیر پر پاؤں پھیلائے ٹیپو سلطان کرنل کی اس کارروائی سے مطلع ہو کر للکارتا ہوا انگریزی فوج پر آپڑا۔ تب کرنل ہمبرٹن نے وہاں کا رہنا مناسب نہ جان کر کوچ کر دیا۔ سلطان کا ارادہ تھا کہ جس طرح ہو سکے اس کی فوجیں دریا کے ساحل اور انگریزی لشکر کے مابین حائل رہیں لیکن کرنل ہمبرٹن کی ہوشیاری سے یہ منصوبہ پورا نہ ہوا۔ اور کرنل موصوف راستہ کاٹ کر ۲۰۔ نومبر کو پانیاری میں داخل ہوگیا۔ یہ مقام کلیکوٹ سے چالیس میل کے فاصلہ پر دریائے شور کے کنارے واقع ہے اور یہاں کا قلعہ ایک بڑی ندی کے دہانے پر بنا ہوا ہے۔

اس مقام پر کرنل مکلوڈ بھی ہاتھ سے آملا اور اُس نے جھٹ پٹ دریا کے کنارے دمدمے بنا کر اپنی حالت درست کر لی۔ اور دو جہازوں کو حکم دیا کہ تم کنارے

کے سامنے رہکر اپنی توپوں سے گولہ باری کرتے رہو۔

اُس کے مقابلہ میں سلطان کی فوجوں نے بڑی بہادری ظاہر کی لیکن کوئی کام بنتا ہوا معلوم نہ ہوا۔ تب سلطان نے اپنے پیادوں کی تین ٹولیاں بنائیں۔ ایک ٹولی جنرل موشیر لالی کے سپرد ہوئی لیکن وہ بھی کارآمد ثابت نہ ہوئی۔ اور اُس ٹولی کے دو سو جوان کھیت رہے۔ اُس پر سلطان دوسری تدبیرات میں مصروف تھا اس میں نواب حیدر علیخان کے کیمپ کے سانڈنی سوار نے یہ خبر پہونچائی کہ نواب حیدر علیخان کا انتقال ہوگیا۔ آپ تشریف لے چلیں۔ یہ خبر لیتے ہی ٹیپو سلطان مع اپنی فوج کے وہاں سے روانہ ہوگیا۔ اور ۲۰۔ دسمبر ۱۷۸۲ء کو اپنے باپ کی جگہ تخت نشین ہوا۔ اور بعد ادائے رسوم آرکاٹ کی جانب متوجہ ہوا لیکن جنرل میتھوس کی فتحوں کی خبریں سن کر عوٹبنور اور ساحل ملیبار کے آس پاس ہوئیں سلطان نے اپنی فوجوں سے آرکاٹ کو بالکل خالی کردیا اور تمام فوجوں کے ساتھ بدنور کی جانب روانہ ہوا۔ اور شروع اپریل ۱۷۸۳ء میں وہاں پہونچ گیا۔ یہاں جنرل میتھوس سے غلطی ہوئی کہ اُس نے اپنے لئے کوئی دوسرا امن تجویز نہ کیا جس سے اُسکو اس قلعہ میں قلعہ بند ہونا پڑا۔ اور سلطان نے محاصرہ کرلیا۔

جنرل میتھوس صرف چھ سو فرنگی اور دو ہزار جوان ہندوستانی سے فوج کثیر کا مقابلہ کرتا رہا۔ لیکن آخر میں اُس کو وہاں سے نکلنا پڑا۔ اور دوسرے حصار میں جاکر قلعہ بند ہوگیا۔ یہاں سلطان نے محاصرہ کر کے قلعہ والوں پر آمد و رفت کی راہ بند کردی۔ سترہ روز بعد قلعہ والے اپنے اسیر ہونے پر مجبور ہوئے اور یہ شرط ٹھیری کہ اپنے ہتھیار وہیں چھوڑ دیں۔ اپنا خانگی اسباب لے کر قلعہ سے باہر چلے جائیں

اور قریب تر ساحل سے جہاز پر سوار ہو کر بمبئی چلے جائیں۔ ۲۸۔ اپریل ۱۷۸۳ء کو اس
سپاہ محصورہ نے قلعہ بدنور سے بے ہتھیار نکل کر ایک میل کے فاصلہ پر مقام کیا۔
سلطان کی فوج اُن کے آس پاس متعین رہی۔ دوسرے روز جنرل کو طلب کیا گیا
جب وہ سامنے آیا تو قید کر لیا گیا اور وہ اثناء قید میں مر گیا۔ اور سلطان نے دوسرے
اسیران انگریزی کے ساتھ بھی ویسا ہی سلوک کیا جس سے اُسکی سختی کا اظہار ہوتا ہے
اور یہ اُن باتوں کا انتقام تھا جو انگریزی فوجوں نے نواح ملیبار وغیرہ میں سلطانی
فوج و رعایا کے ساتھ لوٹ مار اور قتل و ہلاکت کا برتاؤ کیا تھا۔ قصہ مختصر بدنور فتح
کر لینے کے بعد سلطان نے مع فوج قاہرہ منگلور کی طرف کوچ کیا۔ چونکہ یہ ممالک
محروسہ کے نامی بندروں میں سے تھا اسلئے اُس کا لے لینا سب پر مقدم تھا یہاں
میجر کیمبل کی سرکردگی میں بیالیسواں رسالہ اور ہندوستانی سپاہیوں کی کئی
پلٹنیں متعین تھیں۔ سلطان نے اس قلعہ کو سر کرنے کے لئے فرانسیسی فوج مقرر
کی وہ بڑی بہادری سے کام کر رہی تھی۔ اس میں یہ خبر آئی کہ ولایت میں مابین انگریز
اور فرانسیسیوں کے صلح ہو گئی۔ اس خبر کے آتے ہی فرانسیسیوں نے سلطان کی طرف سے
انگریزوں کے ساتھ لڑائی بند کر دی۔ تب سلطان کو اپنی ہی سپاہ سے کام لینا پڑا
اور محاصرہ کے کام میں زیادہ سختی کی گئی۔ چاروں طرف سے راہیں مسدود کی گئیں
جس سے انگریزی فوج کو ہر بات کی تکلیف پہونچنے لگی۔ قریب تھا کہ وہ قلعہ فتح
ہو جائے۔ اس میں جنرل میکلوڈ بہت بڑی جمعیت اور ہر طرح کا سامان لے کر بمبئی سے
براہ دریا وہاں پہونچ گیا۔ اور صلح کا پیغام دیا جسکو سلطان نے قبول کیا۔ ۱۱۔ مارچ ۱۷۸۴ء
کو مابین سلطان اور گورنمنٹ مدراس کے صلحنامہ لکھا گیا۔ اس شرط پر کہ جانبین سے

اسیر چھوڑ دیئے جائیں۔ اور جنگ کے ذریعے جانبین نے جن محالات پر قبضہ کر لیا ہے وہ اٹھا لیا جائے۔ چنانچہ انگریزوں نے منگلور۔ اونور اور دوسرے قلعے جو ان کے قبضے میں آ گئے تھے خالی کر دیئے۔

انگریزوں کی مصالحت کے بعد سلطان نے مرہٹوں سے گزشتہ تاخت تاراج کا بدلا لینا چاہا۔ اور چونکہ نواب عبدالحکیم خان حاکم شانور جس کی لڑکی سے نواب حیدر علیخان نے اپنے چھوٹے بیٹے کریم شاہ کی شادی کر دی تھی باوصف اس رشتہ داری کے مرہٹوں سے جا ملا تھا اسلئے ٹیپو سلطان نے اسکے علاقے کو تاخت تاراج کر دیا۔ اور شانور سے حملہ کر کے دھارواڑ اور بادامی دونوں قلعے لیلئے۔ جو مرہٹوں کے پاس تھے۔ اِن دونوں کے مسخر ہونے سے سلطان کا ملک دکن کے اُن محالوں تک جو مرہٹوں کے دخل اور کٹیو ریا اور کرشنا ندی کے بیچ میں تھے فراخ ہو گیا۔

سلطان کی ان فتوحات سے پونا والوں نے متاثر ہو کر سلطان کے پاس ایلچی بھیجے اور ۱۷۸۶ء کے آخر میں باہم میل ملاپ کے عہد و پیمان مضبوط ہوئے۔ مگر پونا والوں نے اپنی دوستی کے حق کا لحاظ کر کے سلطان سے یہ درخواست کی کہ شانور نواب عبدالحکیم خان کو واپس دیدیا جائے۔ چنانچہ سلطان نے یہ درخواست منظور کر کے شانور واپس دیدیا۔

پھر سلطان نے اطمینان سے سرینگاپٹن کو مراجعت فرمائی اور اپنے ملک کے انتظام میں مصروف ہوا۔

ناں بعد ۱۷۸۸ء میں خطۂ ادھونی کو جو نواب نظام علیخان کے بھانجے

نواب مہابت جنگ بہادر کی جاگیریں تھا لڑکر فتح کرلیا۔ اور علاوہ کڑپہ اور کرنول کے اور کئی محالات کو فاتحانہ حیثیت سے اپنے ملک میں شریک کرلیا جن پر سنہ ۱۷۵۸ء اور سنہ ۱۷۶۹ء میں نواب حیدر علیخان جنگ کر چکے تھے۔

اسیطرح اننتاپور اور گرمہ کا قلعہ جو محکم ترین قلعوں میں شمار کیا جاتا ہے اور جو ایک مدت تک نواب حیدر علیخان مغفور اور مرہٹوں کا دانت تھا سلطان کے قبضہ میں آگیا۔ زاں بعد اُس نے ایک سال دارالسلطنت میں بیٹھکر حکمرانی کے لطف اٹھائے۔ سنہ ۱۷۸۶ء میں تجدید بندوبست اور تحقیقات ذخایر و خزاین پر متوجہ ہوا۔ اور محاسبوں اور بخشیوں کو حکم دیا کہ ہر کارخانہ کے حساب کا جایزہ پیش کریں چنانچہ سب خزانہ اسی کروڑ روپئے کی مالیت کا قرار پایا۔ اس کے سوائے اشیائے ذیل قلمبند ہوئیں۔

ہاتھی	اونٹ	عربی گھوڑے	بیل
۹۰۰	۶۰۰۰	۳۰۰۰۰	۴۰۰۰۰

بھینسیں اور بھیڑیں	توڑہ دار بندوقیں	چقماق بندوقیں
چھ لاکھ	تین لاکھ	تین لاکھ

تلواریں	توپیں مختلف قسم کی	باروت اور جنگی اسباب اور دوسرے متفرقات
دو لاکھ بائیس ہزار	نو سو	بے شمار

اور املاک غیر منقولہ جیسے باغات و عمارات اور سوداگری کارخانجات وغیرہ یہ حدّ و حصر سے باہر تھے۔ اسی پر بیرونجات کے ذخایر کا اندازہ کرلیجیے

قیاس کُن زگلستان من بہار مرا

اور فوج باقاعدہ و مرتب ایک لاکھ چالیس ہزار موجود تھی سوائے اس کے ایک لاکھ
استی ہزار سپاہی بیرونجات کے چوکی پہرے اور دوسرے انتظامات پر مامور تھے
سلطان نے تجدید بند وبست میں فوج کے سب قاعدونکو بدل ڈالا۔ رسالہ
پلٹن جمعیت کے نئے نئے نام تجویز کئے۔ اور وہ احکام جو لڑائی کے وقت سپاہیونکو
دیتے ہیں انگریزی اور فرانسیسی لفظونکے بدلے فارسی اور ترکی میں بتائے گئے
سری رنگ پٹن کے انبار خانوں کو حکم ہوا کہ تمام فوج کو ایک سال تک کافی
ہونے کے لئے ہر قسم کے غلے ہر وقت فراہم رکھے جائیں۔ اسی طرح اور سب
بڑے بڑے قلعوں میں ذخیرہ واز وقہ تیار رہنے کا حکم دیا گیا۔ زاں بعد ۱۷۸۵ء
اور ۱۷۸۶ء میں کورگ اور حدود ملیبار کے سخر کرنے میں مشغول رہا۔ اور ملیبار کے
سرکش اور فتنہ پرداز نایرونکو جو بار بار سرکشی اور بغاوت کرتے رہتے تھے۔
تاخت تاراج کر ڈالا۔ اور ستر ہزار کو اسیر کرلایا۔ اور ایک لاکھ ہندوؤنکو اسلام سے
مشرف کرکے فوجوں میں جگہ دی۔ یا اُن کے رہنے بسنے کا دوسرا سامان کر دیا۔
(یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے چھ مرتبہ سلطان سے بغاوت کی تھی۔ تب ساتویں
مرتبہ اُس نے یہ انتقام لیا۔) انہیں دنوں میں سلطان نے یہ حکم دیا کہ تمام نشہ
والی چیزیں ملک محروسہ میں بکنے نہ پائیں اس سے سلطان کو کروڑ روپیے
سالانہ سے زیادہ نقصان ہوا۔ لیکن اس نے مذہب کے مقابلہ میں اس نقصان کثیر
کی کچھ پروا نہ کی۔ اور تمام کھجور اور تاڑ کے درختونکو جڑ سے اکھڑوا کر گروا دیا اور
آیندہ کے لئے ان درختونکے بونے کی ممانعت کر دی۔ کئی جہاز سرکار سلطانی
سے ہر سال حاجیوں اور زوار مکے سے جانے کو مامور کیئے گئے۔ جن پر حاجی

اور زوّار بیت اللہ اور کربلائے معلےٰ کو آتے جاتے تھے اور سرکار سلطانی سے علاوہ کرایہ کے اُن کو اور بھی زادِ راہ دیا جاتا تھا۔ اور ہر جہاز پر اُن کے آرام کا خاص بندوبست رہتا تھا۔

سلطان نے بعد عہد و پیمان انگریزی کے ۱۷۸۴ء میں سید غلام علیخان اور دوسرے معتمد کو سفیر بناکر بادشاہ فرانس کے پاس بھیجا تا انگریزوں کے خلاف گفتگو کریں اور بادشاہ فرانس سے مدد چاہیں۔ اور سلطان روم کے نام بھی ایک عریضہ تحریر کیا جس میں حمایت اسلام کی درخواست تھی۔ اور ان کے ساتھ شاہ فرانس اور سلطان روم کے لیئے نہایت قیمتی تحایف روانہ کئے مگر وہ فرانس سے ناکام واپس آئے۔ تب سلطان نے اپنے مقربان خاص میں سے درویش خان اور اکبر علیخان اور محمد عثمان خان کو اس کام پر مامور کرکے دارالملک فرانس (پیرس) کو روانہ کیا چنانچہ وہ ۹۔ جون ۱۷۸۸ء کو شہر طولان میں پہونچ کر جہاز سے اترے اور لوئیس شانزدہم بادشاہ فرانس نے بڑی عزت اور توقیر سے اُن کا استقبال کیا۔ لیکن وہ فرانس کے دوسرے جھگڑوں میں مبتلا تھا۔ اس لئے اُس نے سردست اپنا عذر ظاہر کیا لیکن آئیندہ کو متوقع کر دیا۔ سفیران مذکور اعانت آئیندہ کا جواب لے کر ماہ مئی ۱۷۸۹ء میں داخل سرینگ پٹن ہوئے۔

جب سلطان کو شاہ فرانس کی طرف سے مایوسی ہوئی تب اُس نے کرنگا نور اور جیا کوٹہ اِن دونوں قلعوں کے لینے پر جنگ کی تیاری کی۔ اِن قلعوں میں پہلے ڈیڑھ سو برس تک قوم ڈچ کی عملداری رہ چکی تھی۔ اور ۱۷۷۹ء میں نواب حیدر علیخان نے انہیں لے لیا تھا۔ مگر پھر ڈچ والوں کو واپس کر دیئے تھے

بہت قلعے ٹراونکور سے اتر کی طرف ہیں۔ اور یہاں کا راجہ جو انگریزوں کا بڑا ہوا خواہ تھا اُن قلعوں کے لینے کی تمنا رکھتا تھا۔ اور فی الحقیقت وہ قلعے کوچین کے راجہ کے متعلقات سے تھے۔ جو نواب حیدر علیخان کا باجگزار تھا۔ اسلئے سلطان نے ۱۷۸۹ء میں اُن قلعوں کو ڈچ کے افسروں سے مانگ لینا چاہا۔ اُن لوگوں نے بالا بالا راجہ ٹراونکور سے معاملہ کر لیا۔ اس پر سلطان اور زیادہ برآشفتہ ہوا۔ اور ایک لشکر جرار لے کر چڑھ دوڑا۔ لیکن ٹراونکور کی فوج نے اپنی بہادری اور ہنرمندی اور اُس مقام کے نشیب و فراز کی واقفیت سے سلطانی فوج کو بہت نقصان پہونچایا۔ یہانتک کہ سلطان کو ناکام لوٹنا پڑا۔

سلطان کا یہ فعل صلحنامہ بنگلور کے خلاف تھا۔ اسلئے انگریزوں نے راجہ ٹراونکور کی مدد کو کئی پلٹنیں بھیجدیں۔ اس پر بھی سلطان نے اپنی دھن نہ چھوڑی اور دوبارہ ماہ مارچ ۱۷۹۰ء میں فوج کشی کر کے پھر شکست اٹھائی۔ ازاں بعد سرینگ پٹن سے بھاری توپخانہ طلب کر کے ماہ اپریل میں اس قلعہ اور سرحد پر بالکل اپنا قبضہ کر لیا۔ اور راجہ کی فوجیں لاچار ہو کر واپس گئیں۔ پھر کرنگانور پر تاخت کر کے اُسکو بھی فتح کر لیا۔ اور جیکوٹہ۔ بارور۔ کوٹیاپالی۔ اور کئی قلعے آسانی سے اُسکے ہاتھ لگ گئے۔

جب ٹراونکور کے اتر کی طرف سر ہو گئی تو انگریزوں نے اس پیشقدمی کو خلاف عہدنامہ دوستی قرار دیکر راجا کی مدد کے لئے کرنل ہرٹلی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ بھیجا۔ اور بمبئی اور مدراس کی افواج نے بھی تیاری کی۔ اور پیشوائے پونا اور نظام حیدرآباد کو انگریزوں نے متفقہ جنگ پر آمادہ کر لیا اور ۱۵ جون ۱۷۹۰ء

کو جنرل میڈوس ایک فوج سنگین کے ساتھ ممالک سلطانی میں داخل ہوگیا پہلے کروڑ کے قلعہ کو فتح کیا پھر دارا پورام اور کویمباٹور کے قلعے فتح کرلئے اُدھر کرنل اسٹوارٹ نے ڈنڈیگل کی طرف کئی قلعے فتح کر لئے۔ اور کرنل فلایڈ نے اپنی فوج پیادہ سے آگے بڑھ کر ستی منگل فتح کر ڈالا۔

غرض انگریزی فوجوں نے تین جگہ لڑائی چھیڑ کر غیر متوقع طور سے قلعے اور علاقے فتح کرنا شروع کئے پھر مدراس سے کرنل میکسویل بھی مع اپنی فوج کے جنرل میڈوس سے آملا۔ اور فیمابین سلطان اور انگریزی فوجوں کے جابجا لڑائیاں ہوتی رہیں کبھی سلطان کی فوج انگریزی فوج کو نقصان پہونچاتی کبھی انگریزی فوج سلطان کی فوج کو پسپا کرتی لیکن سلطان کی طرف اقبال مندی کی علامت میں روز بروز ضعف محسوس ہوتا جاتا تھا یہاں تک کہ لارڈ کارنوالس صاحب بہادر گورنر جنرل کلکتہ سے چلکر مدراس اور مدراس سے مع فوج کثیر داخل ملک محروسہ سلطانی ہوکر ۱۱ - فروری ۱۷۹۱ء کو ویلور پہونچ گئے۔ اور اب انگریزی فوجیں پوری سرگرمی سے کام کرنے لگیں اور پونا اور حیدر آباد کی فوجیں بھی انگریزوں کی اعانت اور اُن کے ساتھ ہوکر جنگ کرنیکو روانہ ہوگئیں۔ لارڈ کارنوالس نے ویلور سے چلکر کولار اور ہوسکوٹہ کے قلعوں پر قبضہ پالیا۔ ۵۔ مارچ ۱۷۹۱ء کو لارڈ موصوف نے نواح بنگلور میں پہونچ کر کیمپ قایم کیا۔ اکیسویں مارچ کو وہ زبردست قلعہ فتح ہوگیا۔ اور قلعدار مع ایک ہزار جوانوں کے مارا گیا۔ باقی سپاہ اسیر ہوگئی۔

۱۳۔ اپریل ۱۷۹۱ء کو نظام علیخان کی فوج جس میں پندرہ ہزار سوار تھے

لارڈ موصوف کی فوج سے مل گئی اور ۲۳ مئی ۱۷۹۱ء کو لارڈ موصوف نے سرنگاپٹن کی طرف کوچ کی تیاری کی۔ اور مقام اراگیری میں پہونچ کر خیمہ گاہ قایم کی سلطان نے اپنی فوجونکو کاویری ندی کے اتر جانب ٹھیرایا۔ پندرہویں کو لارڈ کارنوالس نے اُسپر حملہ کیا۔ یہاں بمبئی کی پلٹن بھی جس کا سپہ سالار جنرل ابر کرمبی تھا عین وقت پر پہونچ گئی۔ لیکن بعض وجوہ سے لارڈ کارنوالس نے جنرل ابر کرمبی کو ملیبار کی جانب جانیکا حکم دیا جب وہ اُس طرف کو روانہ ہوا تو راستہ میں سلطانی سواروں نے اُس کی فوج کو لوٹ ڈالا۔ اور بہت تنگ کیا۔ اِدھر لارڈ کارنوالس کے لشکر میں ہر روز ہزاروں مواشی مرنے لگے۔ اور سلطان کی طرف سے رسد کی راہیں ہر طرف سے بند تھیں اس لیئے رسد کا پہونچنا ممکن نہ تھا۔ لاچار لارڈ موصوف نے اپنے بھاری سامان اور بھاری توپوں کو مع بہت سے گولوں اور سامان جنگ کے دریا میں ڈلوا کر اپنے لشکر کو ہلکا کیا۔ اور ۲۶ مئی کو پھر بنگلور کیجانب واپس گئے۔ اس عرصہ میں سلطان نے لارڈ کارنوالس صاحب بہادر کو صلح کا خط بھیجا اور اسی عرصہ میں لارڈ موصوف کو مرہٹوں کی طرف سے ضروری رسد پہونچ گئی جس سے کچھ دن سرنگاپٹن کے آس پاس رہنا ممکن ہو گیا۔ لیکن سردست سرنگاپٹن کا محاصرہ مشکل تھا۔ چھٹویں جون کو افواج متفقہ (مرہٹہ و نظام) نواح بنگلور میں پہنچیں وہاں سے مرہٹونکی فوجیں چیتل درگ کیجانب روانہ ہوئیں۔ اور نظام علیخاں کا لشکر گنجی کوٹہ کی جانب رخصت ہوا۔ جولائی میں انگریزی فوج نے قلعہ ادسور کا محاصرہ کیا۔ یہاں کرناٹک کیطرف سے چلکر ایک تازہ فوج لشکر انگریزی سے آملی تب تو انگریزی فوج نے اگست ستمبر اکتوبر میں کتنے ہی قلعے فتح کر ڈالے انہیں ایام میں جاسوس خبر

لائے کہ کویمباٹور میں سلطانی سپاہ تھوڑی ہے۔ اس پر سلطان نے میر قمر الدین خان بہادر کو مع فوج کے روانہ کیا۔ میر صاحب نے وہ تعلقہ فتح کر لیا۔ اور لفٹننٹ کالمرس مع ایک ہزار سپاہیوں کے اسیر ہو گیا۔ پھر سلطان انگریزی سپاہ کے مقابلہ کو بڈنور کی طرف بڑھا۔ اُس جانب مرہٹوں کی فوج بہ سرکردگی پرسرام بھاؤ جیتیل درگ کے قلعہ کو گھیرے پڑی تھی۔ اُسکو پسپا کرتا ہوا سرینگ پٹن کی جانب روانہ ہوا۔

اُدھر لارڈ کارنوالس نے ساونڈرگ اور اتری درگ کے نہایت مضبوط قلعے جو ناممکن التسخیر کیے جاتے تھے دسمبر ۱۷۹۱ء میں محاصرہ کر کے فتح کر لئے اور رام گرٹھ کا قلعہ بھی انگریزوں کے ہاتھ آگیا۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ بنگلور اور کاویری ندی کے درمیان کے سارے ملک پر انگریزی قبضہ ہو گیا۔ اُدھر نظام علیخان کی سپاہ نے اگست سے نومبر تک گرم کنڈے کو محاصرہ کر کے لے لیا۔ اور کولار کی طرف کوچ کیا۔ لیکن شاہزادہ فتح حیدر نے بارہ ہزار سوار کی جمعیت سے نظام کی فوج کو پسپا کر کے بخیر و عافیت سرینگ پٹن کی طرف مراجعت کی۔ اور پرسرام بھاؤ نے حصار جیتیل درگ کی تسخیر کو ناممکن سمجھ کر اُس نواح کو تاراج کر ڈالا۔ اور ہولی ہانور اور کئی دوسرے قلعے فتح کر لئے۔ اور مرہٹہ اور نظام کی فوجیں فتح و غارت کے بعد پھر لارڈ کارنوالس کی فوج سے آملیں۔ تب شروع فروری ۱۷۹۲ء میں لارڈ کارنوالس صاحب بہادر نے نظام علیخان اور ہری رام پنڈت کے لشکر سمیت سرینگ پٹن کی جانب کوچ کیا۔ پانچویں فروری کو افواج متفقہ سرینگ پٹن کے سواد میں آپہونچیں اور کاویری ندی کے کنارے خیمہ زن ہوئیں۔ اس سے قبل سلطان اپنی فوجوں کو قاعدہ سے جما کر صف بندی کر چکا تھا۔

اس وقت سلطان کے پاس پینتالیس ہزار پیدل اور بیس ہزار سوار کی جمعیت موجود تھی اور سو توپیں ساتھ رکھتا تھا۔ اور لارڈ کارنوالس صاحب بہادر کے پاس صرف چھ ہزار سات سو فوج پیادہ کی جمعیت تھی مگر جب لڑائی شروع ہوئی تو ٹیپو سلطان کی فوج کثیر سے کچھ کام نہ نکلا۔ اور انگریزی فوج کا رُعب سلطان کی فوج پر غالب آگیا۔ پھر ۱۶۔ فروری کو بمبئی کی پلٹن بماتحتی جنرل ابرکربنی نہایت ضروری وقت پر وہاں پہونچ گئی۔

اور انگریزی فوجوں کی رستخیز نے سلطان کو پریشان کر دیا تب سلطان نے قرار داد صلح کے لیئے ایلچی بھیجے۔ اور سرداران نے متفقہ نے ایک خیمہ میں بیٹھ کر امور صلح پر مشورہ کیا۔ اور آخر کار یہ بات قرار پائی کہ سلطان آدھا ملک سرداران ہمعہد کے حوالہ کرے۔ اور بارہ مہینے کے عرصہ میں تین کروڑ تیس لاکھ روپیہ نقد ادا کرے۔ اور تمام انگریزی قیدیوں کو رہا کر دے۔ اور اعتماد الیفاء شرائط کے لیئے اپنے دو فرزند بطور اول کے سرکار انگریزی کو سپرد کرے۔ مطابق اس کے سلطان کو لکھا گیا۔ اور سلطان نے یہ سب شرطیں منظور کرلیں اور ۲۶۔ فروری ۱۷۹۲ء کو دو شاہزادے سلطان عبد الخالق اور سلطان معز الدین بڑے تزک اور تجمل کے ساتھ انگریزی لشکر میں بھیج دئے گئے۔ جن کو لارڈ کارنوالس صاحب بہادر نے بہت بڑی تعظیم سے استقبال کر کے انکے درجہ کے لایق اُنکے فروکش ہونے کا سامان کر دیا۔ پھر سلطان نے عہدنامہ پر باقاعدہ مہر و دستخط کر کے شاہزادہ عبد الخالق کے پاس بھیج دیا۔ اور شاہزادہ موصوف نے لارڈ کارنوالس کے سامنے اُسکو پیش کیا۔ لارڈ صاحب نے بڑی تعظیم سے اُس کاغذ کو لیا۔ پھر سب فوجیں واپس رخصت ہو گئیں

اور لارڈ کارنوالس صاحب بہادر گورنر جنرل ایسی نمایاں فتح اور غیر متوقع کامیابی حاصل کر کے واپس تشریف لے گئے جو صرف سلطانی ادبار اور انگریزی اقبال کا نتیجہ کہی جا سکتی ہے۔ سلطان نے اس مغلوبانہ صلح سے متاثر ہو کر کچہری میں بیٹھنا اور دربار کرنا چھوڑ دیا۔ بعد چندے اپنے چند رفیقوں کو خلوت بلا کر بات کر لیتا۔ اور پھر ایک علیحدہ محل میں چلا جاتا۔ ایک روز میر محمد صادق اور پورنیا نے دست بستہ عرض کی کہ بادشاہوں کو ایسے کتنے واقعات پیش آجاتے ہیں۔ شہنشاہ ہمایوں نے کیا کیا تکلیفیں برداشت کیں۔ حضور کا تو سب کارخانہ بجائے خود قایم ہے۔ صرف حضرت کی ادنے توجہ سے سب کچھ ہو سکتا ہے اور تین کروڑ تیس لاکھ روپے کا جو خسارہ پہونچا ہے یہ رعایا سے وصول کیا جا سکتا ہے۔ ایسی ایسی باتوں سے سلطان کو تشفی دی اور سلطان نے تیس لاکھ روپیہ چھوڑ کر تین کروڑ روپئے اضافہ خراج لگان کے طور پر رعایا سے وصول ہونے کا حکم دیا۔ اسی کے ساتھ یہ بھی حکم دیا کہ یہ روپیہ بہت نرمی اور رعایا کی رضامندی سے حالت وقت کو ظاہر کر کے وصول کیا جائے لیکن کمبخت عاملوں اور تحصیلداروں نے وہ آفت برپا کر دی کہ تین کروڑ کی جگہ دس کروڑ وصول کر ڈالا جس سے رعایا نہایت بددل ہوگئی اور سلطان تک رعایا کی فریاد پہونچنے کے ذرایع بھی بند کر دیئے۔ اور سب نے ملکر خوب ہی لوٹا کھایا۔

پھر سلطان نے اور نئی فوج بھرتی کرنے کا حکم دیا جس میں نہایت خراب سپاہی بھرتی کئے گئے۔ قلعوں وغیرہ کی تعمیر و مرمت میں بہت سا روپیہ خرچ کیا گیا۔ اسی عرصہ میں سلطان نے صلحنامہ کی سب شرطیں پوری کر دیں جب بہ اُس کے دونوں فرزند سلطان عبد الخالق اور سلطان معز الدین نہایت احترام و احتشام سے

میجر ڈفٹن کے اہتمام میں ۲۸ مارچ ۱۷۹۰ء کو سلطان کے لشکر میں بمقام دیون ہلی داخل ہو گئے۔ سلطان نے اُن کو گلے لگایا۔ اور میجر ڈفٹن کو بڑی مہربانی سے اپنے ساتھ رکھا چھٹویں اپریل کو رخصت کیا لیکن سلطان کی دھن جو انگریزوں کے خلاف تھی اس میں کمی نہ آئی اسی عرصہ میں پیشوائے پونا کے دربار والوں میں پھوٹ پڑ گئی اور مرہٹوں کی طاقت زایل ہونے لگی۔ اور نظام علیخان کو بیماریوں نے دبا لیا۔ اور اُسکے لڑکے اپنی اپنی ارزوئے جوانی میں مدہوش ہو گئے۔ اِسلئے سلطان نے اس موقع کو غنیمت جان کر فرید دن جاہ کی طرفداری سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ انگریز ان سب چالونکو دیکھ رہے اور ٹیپو سلطان کی نسبت انتہا سے زیادہ بدگمان ہو کر جنگ کا سامان کر رہے تھے۔ اسی عرصہ میں سلطان نے خفیہ اپنے سفیرونکو ماریطیس میں فرانسیسیونکے پاس بھیج کر دس ہزار فوج فرنگ اور تیس ہزار حبشی سپاہیونکی مدد طلب کی تھی اس کے عوض میں اس نے فرانسیسیونکے ساتھ کئی طرح کے سلوک کرنیکا وعدہ کیا تھا۔ اُس کا خیال تھا کہ وہ انکی مدد سے انگریزونکو ہندوستان سے نکال دیگا۔ یہ راز انگریزوں پر ظاہر ہو گیا۔ اور ماہ جون ۱۷۹۸ء میں گورنر جنرل کو جزیرہ ماریطیس میں سلطان کے سفیر دنکا جانا محقق ہو گیا۔ پھر تو گورنر جنرل نے ایک بہت بڑا منصوبہ باندھا اور فروری ۱۷۹۹ء میں حکم ہوا کہ بنگال۔ مدراس۔ بمبئی اور سرداران ہمعہد کی فوجیں سلطانی مملکت پر چڑھائی کرنیکے لئے تیار ہو جائیں۔ قصہ مختصر ۱۱۔ فروری ۱۷۹۹ء کو جنرل ہارس کی سرکردگی میں ایک فوج انگریزی ویلور سے نکلکر نظام علیخان کے لشکر سے جس میں چھ ہزار سپاہی تھے مقام کاری منگلم

میں آئی۔ اور چوتھی مارچ کو یہ فوجیں میسور کی سرحد میں داخل ہوگئیں پانچویں کو قلعہ نیلدرگم اور انچیٹی مسخر کرنے کے لئے مقدمۂ جنگ کا آغاز کیا گیا۔ نویں مارچ تک ۳۷ ہزار فوج جمع ہوگئی اور بمبئی کی فوج قریب سات ہزار سپاہ کے ساحل ملیبار سے کوچ کرکے کوڑگ کے راجا کی سرزمین میں ہوکر سیداپور میں خیمہ زن ہوئی جب سلطان نے ان فوجوں کی یورش کا یہ حال دیکھا تو ۳۔ مارچ کو بارہ ہزار سپاہ سے آگے بڑھا تا بمبئی کی فوج پر جا پڑے اور اپنے کئی سردار مع افواج دوسری سمت تونکورک مقام کے لئے روانہ کئے۔ اور سلطان نے آگے بڑھکر انگریزی تین پلٹن کے ہراول کو جو لفٹننٹ کرنل مانٹری سا کے سرکردگی میں تھیں تاخت کرکے گھیر لیا۔ مگر جنرل اسٹوارٹ کی فوج اُس کی مدد کو پہونچ گئی۔ اُس نے سلطانی فوج کو پسپا کر دیا۔ پھر سلطان نے پریاپاٹم کی طرف کوچ کیا۔ اور وہاں سے ۱۱۔ مارچ کو سرینگ پٹن کی جانب کوچ فرمایا۔ یہاں سے جنرل ہارس کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ ۲۷۔ مارچ کو جنرل ہارس نے ملوالی کی جانب کوچ کیا۔ اس مقام پر سلطانی فوجیں مع توپخانہ آمادۂ جنگ تھیں۔ چنانچہ دونوں فوجوں میں خونریز جنگ واقع ہوئی۔ اس لڑائی میں سلطان کے تین سپہ سالار اور ایک ہزار جوان کام آئے۔ ۲۹۔ مارچ کو افواج متفقہ نے کاویری ندی سے عبور کرنا شروع کیا۔ اور ٹیپو سلطان نے بھی کاویری ندی سے عبور کرکے اپنی فوجونکو مع توپخانہ قلعہ کے پورب اور دکھن کی جانب مورچہ بند کر دیا۔ پانچویں اپریل کو جنرل ہارس کی فوج نے سرینگ پٹن کے مغربی جانب اپنا کیمپ قایم کیا۔ اور یہ مہینہ طرفین سے جنگ و جدل میں گزر گیا

اور انگریزی افواج اور سرداران ہمعہد کی فوجوں نے خوب مضبوط مورچے بنا لیئے اور اس عرصہ میں میر صادق اور پورنیا اور قمرالدین خان سپہ سالار وغیرہ نمکحرامان سلطانی کو بھی خوب گانٹھ لیا گیا۔ نویں کو سلطان نے مخالفوں کے اژدحام اور اپنی طرف کے نامکمل اہتمام سے متحیر ہو کر نامہ و پیام کی راہ نکالی مگر اس سے کچھ کام نہ نکلا۔ چودہویں کو بمبئی کی پلٹن جنرل ہارس سے آملی۔ سولھویں کو سب فوجیں کاویری کے پار ہو کر ایک محکم مقام پر مقیم ہوگئیں۔ سلطانی فوجوں نے بڑی جوانمردی سے ان پر حملہ کیا اور بہت نقصان پہونچایا لیکن کوئی حملہ کارگر نہ ہوا۔

سلطان نے پھر دوبارہ مصالحت کی درخواست کی اس پر گیارہ شرطوں کا ایک صلحنامہ سرداران ہمعہد کے اتفاق سے لکھا گیا۔ اس کی بڑی شرطیں یہ تھیں:-

(۱) سلطان یک قلم سب فرنگستانیوں کو جو اس کے پاس نوکر ہیں۔ موقوف کردے۔

(۲) فرانسیسیونکے ساتھ کبھی نامہ و پیام نہ کرے۔

(۳) اپنا آدھا ملک سرداران ہمعہد کو سپرد کردے۔

(۴) دو کروڑ روپے دینے کا وعدہ کرے جس میں سے نصف ابھی اور بقیہ نصف چھ مہینے میں ادا کیا جائے۔

(۵) سب اسیرونکو چھوڑ دے۔

(۶) اپنے چار فرزند اور چار شخص نامی سردار ونکو تا ایفائے شرایط سرکار انگریزی کے پاس چھوڑ دے۔

سلطان کو ان شرائط کے منظور کرنیکے باب میں صرف ایک دن رات کی مہلت دی گئی تھی جو برائے نام تھی۔ اور انگریزی توپخانہ سے قلعہ پر برابر گولہ باری ہو رہی تھی۔ قصہ کوتاہ غرہ ماہ مئی ۱۷۹۹ء کی رات کو قلعہ شکن غبارہ ونکی مار سے قلعہ کی دیوار میں شگاف پڑ گیا۔ اور اسکے دوسرے روز فوجونکے اندر جانے کے لایق راستہ ہو گیا لیکن ابھی تک قلعہ سے گولیاں برسائی جاتی تھیں۔ اور سلطان ہر وقت اوسی شگاف کے پاس موجود رہتا تھا چوتھی تاریخ کو اوس نے معلوم کر لیا کہ اب یہاں رہنا پرخطر ہے اور وہ اضطرابی حالت میں محل کے اندر جا کر پھر آیا۔ اور نجومیوں کی عرض معروض کے موافق ہزاروں روپے کی مالیت کا صدقہ عنایت کیا۔ دوپہر کے وقت جب سلطان محل سے نکلا تا کہ اپنے خاص لوگوں سے ملاقات کر کے کچھ آخری حکم دے۔ اسوقت سلطان شیر رنگ کپڑے کی قبا پہنے تھا۔ اور شاہانہ پگڑی سر پر تھی تلوار مرصع کار پرتلے میں پڑی تھی۔ دہنے بازو پر ایک کلام اللہ بندھا ہوا تھا۔

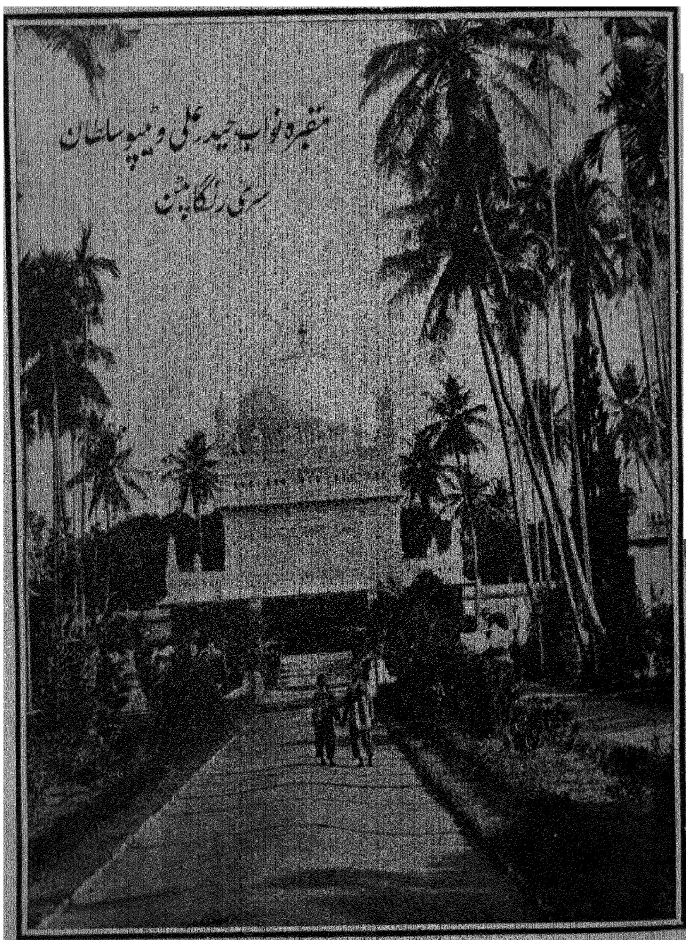
خیر جوں ہی سلطان ایک کھڑکی پر پہونچا ہرکاروں نے خبر دی کہ غالباً آج ہی قلعہ پر ہلا کیا جائے۔ سلطان اس کشمکش و پیچ میں تھا۔ جو خبر آئی کہ سید غفار گولا کھا کر مارا گیا۔ یہ بہادر اس شگاف پر لڑ رہا تھا۔ سلطان نے اسکی جگہ محمد قاسم کو مامور فرمایا۔ اور خود خاصہ تناول فرمانے کے لئے دستر خوان پر بیٹھا۔ ہنوز کھانے سے فارغ نہ ہوا تھا جو شور و غل کی آواز کان میں آئی اور وہ کھانا چھوڑ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ اور ہاتھ دھو کر کچھ دعائیں پڑھتا ہوا آگے بڑھا تلوار پرتلے میں ڈالی۔ اور اپنی دونال بندوق ہاتھ میں لی۔ اور چھوٹے دروازے سے

اُس شگاف کی طرف چلا۔ اور وہاں پہونچ کر غنیم کے سپاہیوں کو برابر بندوقیں مارتا رہا۔ لیکن انگریزی سپاہی اس راہ سے قلعہ میں آچکے تھے۔ اب اُن کا ہٹانا اُس کے اختیار سے باہر تھا کیونکہ اُس کے ساتھ والے بھی اُس کو چھوڑ چھوڑ کر بھاگ گئے تھے تاہم بہادر سلطان نے اپنی جگہ سے ہٹنا اپنی ہمت اور شجاعت کے خلاف سمجھ کر بہادرانہ مدافعت میں کوتاہی نہیں کی۔ اسی عرصہ میں انگریزی پلٹن کی پیشرو سپاہ نے دروازہ کے آدمیوں پر بندوقوں کی ایک باڑھ ماری جس سے ایک گولی سلطان کے سینے کے بائیں جانب لگی۔ اور سلطان نے چاہا کہ اُس ہجوم سے نکلکر قلعہ کے اور کسی مقام تک پہونچے۔ لیکن اُس بھیڑ سے اُس کا نکلنا ممکن نہ ہوا۔ اور اسی جدوجہد میں فرنگستانی سپاہیوں نے ایک غول نے دروازہ کے اندر سے بندوقیں سر کیں اُن میں سے ایک گولی سلطان کے زانو میں اور دوسری گولی دہنے پہلو میں لگی۔ اور گھوڑا بھی زخمی ہوکر بیٹھ گیا تب سلطان نیچے گرا۔ اس دردناک حالت میں سلطان کے ایک نہایت نمک حلال اور وفادار خدمتگار نے دست بستہ عرض کی کہ کاش اس وقت بھی خود بدولت انگریزی سردار کے پاس تشریف لے چلیں۔ تو وہ ضرور جناب عالی کے درجہ و منصب کا پاس کرے گا۔ لیکن سلطان نے حقارت کے ساتھ اس سے انکار کیا۔ ابھی سلطان اس حالت میں تھا جو کئی گورے اسطرف سے نکلے اُن میں سے ایک نے سلطان کی نہایت بیش قیمت پیٹی لینے کا قصد کیا۔ سلطان نے اس حالت میں بھی اُس کی گستاخی پر تلوار کا ایک ہاتھ مارا۔ جس سے اُسکے گھٹنے کی ہڈی کٹ گئی تب اس گورے نے سلطان کی پیشانی پر ایک گولی ماردی اور اُس گولی سے سلطان شہید ہوا۔ اُدھر انگریزوں نے قلعہ میں داخل ہوکر ہر مقام پر چوکی پہرے

بٹھا دئے اور اپنا انتظام قایم کر دیا۔ بعد میں سلطان کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو دوسرے دن جنرل بیرڈ نے (جو اس سے پہلے کئی برس سلطان کے حکم سے اسی قلعہ میں اسیر رہ چکا تھا۔) شام کے وقت سلطان کے نوکروں اور شاہزادوں سمیت اُس دروازہ پر جہاں سلطان شہید کی لاش پڑی تھی آ کر بڑی تلاش سے اُس کے جسم پاک کو دوسرے مقتولوں کے درمیان سے نکالا[1]۔

سلطان کے چہرہ پر کوئی تغیر پیدا نہ ہوا تھا۔ اب تک اسکے چہرہ سے شجاعت اور بہادری کی علامتیں پائی جاتی تھیں۔ دستار۔ تلوار مع دوال جواہر نگار ان میں سے ایک چیز بھی اُس کے جسم پر نہ تھی۔ ازاں بعد سلطان کی لاش کو پالکی میں ڈال کر حرسرا میں لے گئے۔ جہاں ایک قیامت برپا ہو گئی۔ ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ ایک سلطان کی ایسی موت اور تمام قلعہ پر غنیم کا قبضہ ہو جانے سے خواتین علیا کا کیا حال ہوگا۔ رات بھر وہ جنازہ حرسرائے سلطانی میں رہا۔ پھر جنرل ہارس نے حکم دیا کہ اُسکی تجہیز و تکفین نہایت احترام سے کیجائے مطابق اُس کے شہر کے قاضی نے دفن و کفن کا سامان کیا۔ جنازہ بہت بڑے احترام اور احتشام کیساتھ ۵ مئی ۹۹ء کو وقت ظہر قلعہ سے روانہ ہوا۔ تمام سردار اور عہدہ دار شریک تھے شاہزادہ عبدالخالق فرزند دوم جنازہ کے پیچھے نوحہ کناں تھا۔ گورہ فوج کی چار کمپنیاں پیچھے پیچھے ساتھ تھیں جب جنازہ لال باغ کے

[1] اس بے پروائی کا کچھ ٹھکانا ہے کہ سلطان کی لاش کو دوسرے دن ڈھونڈا گیا راقم سے میر اسد علی اہلکار سرکار سر خورشید جاہ بہادر امیر کبیر حیدر آباد بیان کرتے تھے کہ سلطان کے دسترخوان پر جتنے لوگ شریک تھے وہ سب کے سب اسی دروازہ پر لڑ بھڑ کر ایک پر ایک مارے گئے۔ اور ان میں کوئی ایک بچکر نہیں گیا۔


مقبرہ نواب حیدر علی و ٹیپو سلطان
سری رنگاپٹن

دروازہ پر پہونچا۔ نظام علیخانی فوج کے سب سردار اور سلمان شریک جنازہ ہوئے۔

راستہ میں جس گلی کوچہ سے سلطان کا جنازہ نکل وہاں عورت مرد کے صدائے نوحہ و ماتم سے ایک قیامت برپا معلوم ہوتی تھی۔ آگے بڑھ کر نواب حیدر علیخان کے مقبرہ پر جنازہ ٹھیرایا گیا۔ اس وقت تمام سپاہیوں سنے دو رویہ صف بستہ ہوکر اپنے ہتھیاروں کو خم کرکے رسم تعظیم ادا کی۔ پھر قاضی شہر نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور نواب حیدر علیخان کی قبر کے پاس دفن کیا۔ پانچ ہزار روپیے فقراء کو خیرات دیئے گئے۔ جو جنازہ کے ہمراہ تھے۔ اور جس وقت سے سلطان کا جنازہ قلعہ سے روانہ ہوا۔ اس کی تدفین تک قاعدہ سے توپوں کی ماتمی سلامیں برابر سر ہوتی رہیں۔ اتفاق سے اوسی روز شام کو دفعتاً ایک طوفان اٹھا۔ بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک نے زمین کو ہلا دیا۔ اکثر مقامات پر بجلی گری خصوصاً سلطان کے دیوان خانہ اور محلسرا پر بجلی کا گرنا سلطان کی نسبت ایک قدرتی کرشمہ کو ظاہر کرگیا۔ اس سے تمام شہر میں سلطان کی شہادت سے ایک غیر معمولی عزت حاصل کی گویا آسمان نے بھی اس کا غم کیا۔ اور برق و باد اسکے ماتم میں شریک ہوئے +

عہد نامہ

جو ایسٹ انڈیا کمپنی بہادر اور نواب نظام الدولہ آصفجاہ بہادر اور پیشوا راؤ پنڈت پردھان بہادر کے درمیان سلطان شہید کے ملکوں اور انتظام کی بابت لکھا گیا

اس نظر سے کہ ٹیپو سلطان مرحوم نے بنیاد اس کے کہ اُس کے ساتھ امیران ہمعہد کیطرف سے جنگ جوئی کے سببوں سے کسی طرح کی چھیڑ چھاڑ عمل میں آئی ہو۔ قوم فرانسیس سے مل کر انکے سپاہیوں کا ایک گروہ آنریبل کمپنی انگریز بہادر اور اُس کے خیر خواہوں نظام الدولہ بہادر اور پیشوا راؤ پنڈت پردھان بہادر کے ساتھ حرب و کارزار کی بنیاد قایم کرنیکی عزم پر اپنے لشکر میں منگوایا۔ اور آنریبل کمپنی انگریز بہادر اور اس کے ہوا خواہوں نے جو اپنی حفاظت اور بچاؤ کے لیئے اُن عزیمتوں سے جن پر سلطان نے جماعت فرانسیس کو اپنے ساتھ متفق کیا تھا مناسب اور اول دینے کے باب میں بجا درخواستیں کیں لیکن سلطان نے اُن کے اقبال سے پہلو تہی کی پس آنریبل کمپنی انگریز بہادر اور نظام الدولہ آصف جاہ نے بیگانی فوجوں کے خطروں اور ایسے بیرحم ستمگر دشمنوں کی لوٹ اور تاراج سے اپنی اپنی خاص حقیت اور ملکیت یا سرحدوں اور ملکوں کی بہ تشفی اور حمایت کے واسطے لشکر متفقہ بہ نیت حرب و نبرد روانہ کئے۔ اور چونکہ خواہش

ایزدی ہیں آنریبل کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر امیران ہمعہد کی فتحیابی اور کامیابی اور ان کے ہاتھوں سلطان مغفور کا قتل اور اس کی رعایا اور متعلقوں کا منقاد ہونا مقدر تھا۔ اور چونکہ امیران ہمعہد یہ چاہتے تھے کہ اس مکنت اور اقتدار جدید کو جو خداوند تعالےٰ نے انہیں عطا کیا تھا گذشتہ لڑائی کے اخراجات کی تلافی میں اور اپنے اپنے ملکوں کی رعیتوں اور آس پاس کے صوبوں کے امن چین کیواسطے کام میں لائیں اس لئے سلطان مرحوم کے ملکونکے بندوبست کے واسطے آنریبل کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ آصف جاہ بہادر کے درمیان بالفعل عہد وپیمان باندھا گیا۔ معرفت لفٹننٹ جنرل ہارس کے رجو بادشاہ انگلستان کی فوجوں اور آنریبل کمپنی انگریز بہادر کی اُس فوج کا سپہ سالار فرمانروا ہے جو کرناٹک اور ملیبار میں ہیا اور آنریبل کرنل ارتھر ولزلی اور آنریبل ہنری ولزلی اور لفٹنٹ کرنل ولیم کرک پاٹرک اور لفٹننٹ کرنل باری کلوز۔ رایٹ آنریبل ریچارڈ ارل آف مارنگٹن گورنر جنرل کی طرف سے۔ اور بمعرفت نواب میر عالم بہادر نواب نظام الدولہ بہادر کی جانب سے تا موافق آیندہ شرطوں کے کہ تائید ایزدی سے جبتک مہر و ماہ آسمان پر جلوہ گر ہیں پائدار اور برقرار رہیں گے۔ وہ اور اُن کی آل واولاد بدل متوجہ رہکر فیما بین ان باتونکے رعایت کریں۔

پہلی شرط

چونکہ دستور عدالت مقتضی اِس بات کا ہے کہ سرداران ہمعہد اس عہدنامے کے ذریعے سے اپنے اپنے دلی مطالب کے پورا کرنے یعنی جبر نقصان میں

اُن اخراجات کے جو فوجوں کی حفاظت اور استعداد میں ہوتے ہیں اور کبھی اپنے خاص ملکوں کی قرار واقعی نگہبانی میں کہ آیندہ کے دشمنوں سے بے کھٹکے رہیں کوشش لازمی ہے۔ اسیواسطے اس بات پر اتفاق کیا گیا ہے کہ فرد (الف) کی درج کی ہوئی زمین سلطان مرحوم کے ملکوں کی اُن شاہراہوں سمیت جو کمپنی انگریز بہادر یا اُس کے ہوا خواہوں اور خراج گزاروں کے اُن عالموں اور سرکاروں سے ملے ہوئے ہیں جو درمیان پائیں گھاٹوں کے پورب پچھم کے دونوں ساحلوں پر ہیں یا ان قلعوں کی جوان راہوں کے آس پاس ہیں سرکار انگریز بہادر کے دخل میں رہے گی۔ اور کمپنی انگریز بہادر اسی مرزمین کے خراج سے نواب حیدر علیخان مغفور کے خاندان اور سلطان مرحوم کے کل متعلقوں اور لواحقوں کی بخوبی گزران و پرورش کے لئے معقول خرچ جو (دو لاکھ اسٹار پگوڈہ ہون) سے کم نہ ہوگا۔ (اور یہ حساب کی رُو سے دو لاکھ چالیس ہزار کانٹر یہ ہون ہوتا ہے) جو سات لاکھ بیس ہزار روپے کے برابر ہے اور قیمت ایک کانٹریہ ہون کی تین روپے مقرر کرنے اور اس کا بار اپنے ذمے لینے کا اقرار کرتی ہے۔ چنانچہ فرد (الف) میں جو زمین مذکور ہوئی ہے اُس کا خراج ۱۷۹۲ء میں سلطان کے تعین کے موافق سات لاکھ چھیتر ہزار ایک سو ستر کانٹر یہ ہون ہے۔ اس میں سے بعد منہا کرنے دو رمان حیدر علی خان اور سلطان مغفور کی مدد خرچ کے کمپنی بہادر کے حصہ میں پانچ لاکھ سینتیس ہزار ایک سو کانٹریہ ہون باقی رہتا ہے۔

دوسری شرط

موافق پہلی شرط کے فرد (ب) کی لکھی ہوئی زمین نواب نظام الدولہ بہادر

سے عمل دخل ہیں اور ہمیشہ اُس کے ملکوں کے مضاف رہینگی۔ اور نواب ممدوح اس زمین کے خراج سے میر قمر الدین خان بہادر اور اس کے اہل و عیال اور متعلقوں کی وجہ گذران کے خرچ دینے کا کفیل ہوا ہے۔ اور اس مطلب کی تکمیل کیلئے اس کیواسطے گرم کنڈہ میں ایک جاگیر خاص جس کی سالانہ آمدنی دو لاکھ دس ہزار روپے یا ستر ہزار کنٹر یہ ہون ہو علیحدہ کر دے گا۔ اور یہ بھی اس کا عہد ہے کہ وہ سوائے اس جاگیر کے خان مذکور کے نام پر ایک محال بھی اُن سپاہیوں کی تنخواہ کے لئے جو سرکار نواب نظام کی ملازمت کیواسطے جمعیت معقول میر قمر الدین خان بہادر کی سرداری میں نگاہ رکھی جائے گی۔ مقرر کرے گا۔ اور چونکہ زر خراج اس سرزمین کا جو فرد (ب) میں مرقوم ہے۔ ستمبر ۱۷۹۲ء میں سلطان مرحوم کی تعیتن کے موافق چھ لاکھ سات ہزار تین سو تنتیس روپیہ کا ہے اس صورت میں میر قمر الدین خان بہادر کی خاص جاگیر کے وضع کرنے کے بعد نواب نظام الدولہ بہادر کے حصہ میں پانچ لاکھ سینتیس ہزار تین سو تنتیس کنٹر یہ ہون باقی رہے گا۔

تیسری شرط

کافہ انام کی رفاہ و آرام اور امیران ہمعہد کے بندوبست کے دوام کی نظر سے یہ نیک صلاح قرار پائی ہے کہ سرنگ پٹن کا قلعہ کمپنی بہادر کو چھوڑ دیا جائے اور اس بات پر اتفاق ہوا ہے کہ وہ قلعہ مع جزیرہ اور اس قطعہ زمین کے جو اُسکے مغرب کیجانب ہے اور مغرب کیطرف محدود ہے اُس ندی سے جو میسور نالے کے نام سے مشہور ہے اور جنگل گھاٹ کے قریب کاویری ندی سے جا ملی ہے کمپنی موصوف کے

حصے والی سرزمین سے صاف کیا جائیگا۔ اور ہمیشہ کے واسطے اُسی کے عمل دخل میں رہے گا۔

چوتھی شرط

یہ ہے کہ میسور میں بالتخصیص ایک علیحدہ حاکم مقرر کیا جائے گا یعنی کشنا راجا اُمودیار بہادر میسور کا مہاراجا جو یہاں کے قدیم راجاؤں کی اولاد میں سے وہ اُس سرزمین کا مالک اور متصرف رہے گا۔ جو اُن شرطوں پر محدود کی گئی ہے جس کا عنقریب ذکر کیا جائیگا۔

پانچویں شرط

امیران ہمداستان بالیکدیگر متفق ہوئے ہیں کہ بیشک فرد (ج) کی لکھی ہوئی سرزمین جو اس عہدنامے کے ذیل میں مرقوم ہے مہاراجہ ممدوح کو اُن شرطوں پر جو آئندہ مذکور ہوں گی چھوڑ دی جائے گی۔

چھٹویں شرط

کمپنی انگریز بہادر کو اس بات کا اختیار حاصل رہے گا۔ کہ وہ اُس مبلغ کو جو رفعہ شرط اول اس عہدنامہ کے اس سے نواب حیدر علیخان اور سلطان مرحوم کے اہل خاندان کا وظیفہ مقرر ہوا ہے جب کبھی چاہے در صورت سرزد ہونے انواع اقسام واردات کے مثلاً اس خاندان میں سے کسی رکن کے فوت ہونے یا کسی طرح

بغاوت اختیار کرنے یا سرداران ہمعہد کی ریاست وحقیقت پر ہاتھ بڑھانے یا اُن کے اور راجہ میسور کے ملکوں کے درمیان امن چین کے مقدمہ میں کچھ خلل اور فساد ڈالنے کے زمانہ میں جیسا بہتر جانے عمل میں لائے خواہ اُسکے یوقت خاص پر منحصر کرے یعنے کچھ مقرر کئے ہوئے ایام تک روک رکھے خواہ یک قلم بند کر دے یا کچھ اس میں تخفیف کر دے۔

ساتویں شرط

پیشوا راؤ پنڈت پر دھان بہادر ضرور اس عہد و پیمان میں شریک کیا جائیگا۔ ہر چند وہ اس حرب و قتال کے ایام کے درمیان نہ اُس کے ضروری خرچوں اور کوششوں میں سرداران ہمداستان کے شامل تھا اور نہ اب کسی وجہ سے فتح کی غنیمتوں اور منفعتوں میں خواہ مخواہ فریقین متشارک یعنی کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ کے ساتھ حصہ دار ہونے کا مستحق ہے باایں ہمہ چونکہ فیمابین پیشوا بہادر اور کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر اور مہاراجہ میسور گشنا راجہ بہادر کے حق دوستی ثابت ہے اس رعایت سے رائیں اس بات پر قرار پائی ہیں کہ وہ خاص سرحد جس کی تفصیل فرد (د) اور ذیل میں اس عہدنامہ کے مرقوم ہے اسکے تصرف میں دینے کے لئے باقی رکھی جائے گی تا در ولیست پیشوا بہادر کی ملکیت اور اُس کی مملکت میں داخل ہو اس طور پر کہ گویا پیشوا بہادر بھی اس عہدنامے کے ہمداستانوں میں ایک رکن تھا۔

مگر اس شرط پر کہ پیشوا اندر کو سراسر اس عہدنامے کو اس دن سے ایک مہینے کے

اندر جس میں ایسران ہم آہنگ دستور کے موافق اس عہد نامہ کی اطلاع کریں گے منظور کرے۔ اور بھی اُن امور میں کہ ابھی نواب اور پیشوا کے درمیان تنک اور شبہے میں ملتوی ہیں اور نیز اُن باتوں میں جن کی خبر کمپنی انگریز بہادر کی طرف کے گورنر جنرل انگریزی رزیڈنٹ کی معرفت پونا میں اُس کے پاس بھیجدے گا کمپنی اور نواب موصوف کی دلجمعی اور اطمینان کر دے۔

آٹھویں شرط

اگر پیشوا موصوف ایسران ہمعہد کی امید دوستانہ کے برعکس اس عہدنامے کے منظور کرنے یا اُن باتوں کے خاطرنشان کر دینے سے جن کا ساتویں شرط میں اشارہ ہوا ہے پہلوتہی کرے تو اس تقدیر پر وہ سرزمین جو اُس کے لیئے مقرر کی گئی ہے کمپنی انگریز بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کی شرکت اور ملکیت میں رہے گی۔ وہ اُس سرزمین کو چاہیں تو راجہ میسور کے ساتھ اُس کے اُس محال اور سوبے سے جو اُنکے خاص ملکو ںکے نزدیک ہے مبادلہ و معاوضہ کرلیں خواہ کسی اور طور سے اُس کا بندوبست جیسا بہتر سمجھیں ٹھیرائیں۔

نویں شرط

مہا راجہ میسور کشنا بہادر کو یہاں کے تخت سلطنت پر بٹھانے کے واسطے یہ تدبیر پسند ہوئی ہے کہ کمکی فوجوں کی ایک معقول جمعیت سے اوسکی پشتی اور حمایت کیجائے۔ اور اسپر اتفاق کیا گیا ہے کہ یہ فوجیں کمپنی انگریز بہادر کے ذریعہ سے

موافق اُس جداگانہ قول و قرار کے جو عنقریب کمپنی انگریز بہادر اور مہاراجہ مذکور میں ہوگا مقرر کی جائیں گی۔

دسویں شرط

یہ عہد و پیمان دس شرطوں پر مشتمل آج کے دن بائیسویں جون ۱۷۹۹ء مطابق ۱۷ محرم ۱۲۱۴ ہجری رایٹ آنریبل ارل مارنگٹن گورنر جنرل بہادر اور نواب نظام الدولہ بہادر کے نام پیرو بردا ایک طرف کے وکلا، لفٹننٹ جنرل جارج ہارس آنریبل کرنل آرتھر ولزلی۔ آنریبل ہنری ولزلی۔ لفٹننٹ کرنل ولیم کرک پاٹرک۔ لفٹننٹ کرنل باری کلوز۔ اور دوسری جانب کے وکیل میر عالم بہادر کے منعقد ہوا۔ طرفین کے وکیلوں نے اِس عہدنامہ کی ایک ایک نقل پر اپنی اپنی مہر اور دستخط کر کے ایک دوسرے کے حوالہ کئے اور اس کا اقرار کیا کہ یہ عہدنامہ آج سے آٹھ روز میں گورنر جنرل کے دستخط اور مہر سے اور پچیس روز میں نواب نظام الدولہ بہادر کے دستخط و مہر سے بہت کمر مزین اور مستحکم ہو جائیگا۔

مُہر نواب نظام الدولہ بہادر کی

نواب نظام الدولہ بہادر نے حیدرآباد میں مُہر و دستخط کئے۔ ۱۳ جولائی ۱۷۹۹ء کو۔ اور رایٹ آنریبل گورنر جنرل بہادر نے سینٹ جارج نام قلعہ میں مہر و دستخط کئے سند مذکور کی جسمیں جون کو

۵۔ اِس عہدنامہ کی مندرجہ تفصیل نشان حیدری یا حملات حیدری یا تاریخ انگریزی بورنگ صاحب میں کہیں درج نہیں جس سے کل ملک محروسہ کے اضلاع و قلعہ جات وغیرہ کی صراحت معلوم ہوتی+

بعض کاغذات جن سے نواب حیدر علیخان بہادر اور ٹیپو سلطان کی اولوالعزمی کا اظہار ہوتا ہے

نواب حیدر علیخان نے ایک بڑی بادشاہی کا ڈول ڈالا تھا اور ٹیپو سلطان نے جس اولوالعزمی کا اظہار کیا وہ حیرتناک ہے ٹیپو سلطان سے دو غلطیاں بہت بڑی سرزد ہوئیں۔ ایک یہ کہ اس نے اپنے پرانے رفیقوں اور امیروں کو نکال کر نئے لوگ فوج اور دربار میں داخل کئے جو اُس کام کے اہل نہ تھے۔ اور آخر میں اُن کی بددیانتی اور سازش نے ٹیپو سلطان اور اُس کی سلطنت کو برباد کر کے چھوڑا۔ دوسرے انگریزوں کے ساتھ اس کو غیر معمولی کاوش ہو گئی تھی جو انگریزوں کے طرزِ عمل سے پیدا ہوئی تھی۔ کیونکہ غیر قوم ہونے اور مذہبی حیثیت سے انگریز اور فرنچ دونوں مساوی درجہ رکھتے تھے اور اوس وقت بھی انگریزوں کا سلسلہ انتظام فرنچ سے زیادہ با اثر نظر آتا تھا۔ ایسی حالت میں ٹیپو سلطان کا انگریزوں کی بیخ کنی پر آمادہ ہو جانا اُسکا قصور عقل نہیں تو کیا تھا۔ اب چند کاغذات کی نقل کی جاتی ہے جس سے معلوم ہوگا کہ نواب حیدر علیخاں اور ٹیپو سلطان کے خیالات دولت ایران اور سلطنت عثمانیہ اور سلطنت فرانس و افغانستان وغیرہ کہاں تک پھیلے ہوئے تھے۔

نامۂ نواب حیدر علیخان بہادر فرمانروائے ملک دکن[1]

بنام

کریم خان (زند) فرمانفرمائے مملکت ایران مورخہ نہم رمضان ۱۱۷۹ھ

جب تک آفتاب کے ظہور اور ماہتاب کے نور سے ساحت آسمان زمین نوریاب اور گلزار عالم ابرآذری سے سرسبز و شاداب رہے محفل سلطنت و دولت اور گلشن تمکنت وحشمت ؎

خداوند اورنگ شاہنشہی سپہدار اقلیم فرماندہی

خدیو زماں شاہ عالی تبار شہ دادگر خسرو نامدار

فرازندۂ رایت سروری فروزندہ خورشید اوج سری

زیب و زینت چار بالش تمکین و جاہ نوازندہ خلق اللہ کی شمع اقبال تائید ایزدی اور ضیائے سرمدی سے روشن رہے۔

آپ کا الطاف نامہ جسکے مضمون سے سراسر اخلاص و محبت کا رائحہ پیدا ہوتا تھا۔ ایسے وقت میں کہ دل آرزومند کو وہاں کی خبر خیریت کے دریافت کا انتظار تھا۔ بساعت مسعود و زمان محمود سیادت پناہ شرافت دستگاہ شاہ نوراللہ اور والا جاہ رفیع الشان میرزا محمد سلیم اور زین العابدین خان کی معرفت چہرہ افروز وصول ہوا۔ اُس کے مشاہدے اور مطالعے سے دل اور دماغ میں کمال انبساط اور سرور نے جگہ پائی۔ مخلص نیاز مند اُن مراتب موالات و محبت کے

---

[1] یہ خط فارسی میں نواب حیدر علیخان بہادر کے میر منشی لالہ مہتاب رائے کا لکھا ہوا ہے

بعض کاغذات جن سے نواب حیدر علیخان بہادر اور ٹیپو سلطان کی اولوالعزمی کا اظہار ہوتا ہے

نواب حیدر علیخان نے ایک بڑی بادشاہی کا ڈول ڈالا تھا اور ٹیپو سلطان نے جس اولوالعزمی کا اظہار کیا وہ حیرتناک ہے۔ ٹیپو سلطان سے دو غلطیاں بہت بڑی سرزد ہوئیں۔ ایک یہ کہ اس نے اپنے پرانے رفیقوں اور امیروں کو نکال کر نئے لوگ فوج اور دربار میں داخل کیے جو اس کام کے اہل نہ تھے۔ اور آخر میں ان کی بددیانتی اور سازش نے ٹیپو سلطان اور اس کی سلطنت کو برباد کر کے چھوڑا۔ دوسرے انگریزوں کے ساتھ اس کو غیر معمولی کاوش ہو گئی تھی جو انگریزوں کے طرز عمل سے پیدا ہوئی تھی۔ کیونکہ غیر قوم ہونے اور مذہبی حیثیت سے انگریز اور فرنچ دونوں مساوی درجہ رکھتے تھے۔ اور اس وقت بھی انگریزوں کا سلسلہ انتظام فرنچ سے زیادہ با اثر نظر آتا تھا۔ ایسی حالت میں ٹیپو سلطان کا انگریزوں کی بیخ کنی پر آمادہ ہو جانا اسکا قصور عقل نہیں تو کیا تھا۔ اب چند کاغذات کی نقل کی جاتی ہے جس سے معلوم ہوگا کہ نواب حیدر علیخان اور ٹیپو سلطان کے خیالات دولت ایران اور سلطنت عثمانیہ اور سلطنت فرانس و افغانستان وغیرہ کہاں تک پھیلے ہوئے تھے۔

نامۂ نواب حیدر علیخان بہادر فرمانروائے ممالک دکن[1]

بنام

کریم خان (زند) فرمانفرمائے مملکت ایران مورخہ ۹ رمضان ۱۱۷۹ھ

جب تک آفتاب کے ظہور اور ماہتاب کے نور سے ساحت آسمان زمین نوریاب اور گلزار عالم ابر آذری سے سرسبز و شاداب رہے محفل سلطنت و دولت اور گلشن مکنت و حشمت ؎

خداوند اورنگ شاہنشہی سپہدار اقلیم فرماندہی

خدیو زماں شاہ عالی تبار شہ دادگر خسرو نامدار

فرازندۂ رایت سروری فروزندہ خورشید اوج سری

زیب و زینت چار بالش تمکین و جاہ نوازندہ خلق اللہ کی شمع اقبال تائید ایزدی اور ضیائے سرمدی سے روشن رہے۔

آپ کا الطاف نامہ جسکے مضمون سے سراسر اخلاص و محبت کا رایحہ پیدا ہوتا تھا۔ ایسے وقت میں کہ دل آرزومند کو وہاں کی خبر خیریت کے دریافت کا انتظار تھا۔ بساعت مسعود و زمان محمود سیادت پناہ شرافت دستگاہ شاہ نور اللہ اور والا جاہ رفیع الشان میرزا محمد سلیم اور زین العابدین خان کی معرفت چہرہ افروز وصول ہوا۔ اُس کے مشاہدے اور مطالعے سے دل اور دماغ میں کمال انبساط اور سرور نے جگہ پائی۔ مخلص نیاز مند اُن مراتب موالات و محبت کے

---

[1] یہ خط فارسی میں نواب حیدر علیخان بہادر کے میر منشی لالہ مہتاب رائے کا لکھا ہوا ہے

سُننے سے جو سفیران مذکور کی زبانی معلوم ہوئے۔ الطاف سامی کا شکر گزار ہوا چونکہ
اتفاق و وفاق عائد بنی آدم سے نیکیاں اور حسنات پیدا ہوتے ہیں پھر جب
دو صاحب شوکت حاکموں اور ذی اقتدار بادشاہوں کے درمیان موالفت
اور موانست کی بنیاد قائم ہو تو بیحد و بیشمار برکات و فواید کا مترتب ہونا ظاہر ہے
اِس لئے یہ وفا کیش اُس زیبندۂ تاج و دیہیم کے اوصاف ذاتی اور
کمالات فطری سُن کر حسب مضمون اس شعر کے ؎

مصاحبت چہ ضرور است آشنائی را
ہنوز یاد میں محو گہت عربی است

اُس جناب سے اتحاد و ارتباط کا خواہاں ہوا تھا الحمد للہ کہ دل نیاز منزل کو
اُس شاہ والا تبار کی فتوت اور مروت سے جو امید تھی وہ بخوبی ظہور میں آئی
یعنی اتحاد و محبت کا آفتاب دونو دلوں پر پرتو فگن اور کاشانۂ وداد و اتفاق روشن ہے
یہ بات جو از راہ الطاف و کرم قید تحریر میں آئی ہے کہ یہ اخلاص شعار
اپنی سرکاری کشتیوں اور جہازوں کی لنگر گاہ کے لئے جو بندر کہ ممالک ایران
سے متعلق بنادر ایران سے درکار ہو ضرور ہو آپ کو لکھ بھیجے۔ الحق جب یگانگی و یکجہتی
و اتحاد قایم ہوئی تو جیسا نہیں سکہ دیار و امصار ایک حکم میں داخل ہوسکے۔
نیاز مند ملک ایران کے کل علاقوں اور جزیروں کو اپنا ہی سمجھتا ہے۔ اور اب
اُس فروع اکلیل شہریاری سے بھی بحکم القلب یہدی الی القلب امید یہ
ہے کہ اس صفا کیش کے قلمرو کے سب جزیروں اور بنادر کو اپنا تصور فرما کر
جس بندر کی خواہش اُس سے اپنے خیر خواہ کو آگاہ اور دولت ایران کے شاہی

معتمدوں کو وہاں روانہ فرمائیں۔ بندر مذکور بسر و چشم اُن کے حوالہ کر دیا جائیگا
تا یہاں سے بڑے بڑے شہتیر اور کندے اور تختے وغیرہ جہازوں کی تیاری
کا سامان جو اس اطراف میں کثرت سے ہے اور نیز اس دیار کے دوسرے تحایف
اور عجایب ہمیشہ وہاں پہونچا کریں باقی مراتب سیادت دستگاہ سید نور اللہ
کے ذریعہ سے رائے جہاں کشا پر روشن ہونگے۔ شفقت شاہانہ سے امید ہے
کہ ہمیشہ بھیجنے سے مکتوبات محبت طراز کے جو ذات مجمع محاسن کی صحت و آسایش
اور تحایف کی فرمایش پر متضمن ہوں دل آرزومند کو محظوظ فرماتے رہئے۔
الٰہی خورشید سلطنت و اقبال مشرق جاہ و جلال سے طالع رہے فقط۔

خط زمان شاہ والئے افغانستان بنام ٹیپو سلطان

بعد حمد یزدان پاک اور نعت نبی صاحب لولاک اور القاب سلطان مکتوب الیہ
کے مشاطۂ قلم شاہد مدعا کے چہرہ سے یوں نقاب اٹھاتی ہے کہ
خط مسرت نمط۔ جواہر محبت و وفا کا مخزن۔ کنوز مودت و ولا کا معدن
جو آپکے اہتمام و توجہ پر شریعت محمدی کے رواج دینے اور بد دینان بدعتی
کے تباہ و تاراج کرنے پر متضمن ہے اور اُس میں آپنے لکھا ہے کہ سلطانی قلمرو
کی جامع مسجدوں میں ہر جمعہ کے روز بعد نماز کے اس نیاز مند کی وسعت مملکت
اور نصرت رایات فتح آیات کے واسطے ایزد سبحانہ کی جناب میں مناجات کی
جاتی ہے۔ اُس عالیجاہ کے ایلچی سید حبیب اللہ اور سید محمد رضا کے ہاتھ
مع سوغات مندرجہ اس مدعا سے کہ اُس سرکار کے دو شخص اس مخلص کے

دربار میں حاضر ہا کریں ساعت سعید میں پہونچا جس سے دوستی اور یکجہتی کا گلزار تروتازہ ہوا۔

چونکہ اُس سلطان والاشان کو نیست و نابود کرنا بے دینان مخذول اور جاری شرع اطہر رسول مقبول کا منظور ہے۔ ہم بعون الٰہی مع لشکر قاہرہ جلد اُس طرف کوچ کرتے ہیں تا کفار بدکردار ضلالت شعار کے ساتھ غزا و جنگ کر کے اُس ملک کو لوث و کفر و بدعت سے پاک و صاف کریں۔[۱]

آپ اس امر میں خاطر جمع رکھیں کہ شتاب باشندے وہاں کے اپنی داد کو پہونچ کر بعہد امن و آسایش میں اچین سے رہیں گے۔

اور اُس سلطنت پناہ نے جو واسطے استواری محبت اور ارتباط کے اپنی سرکار والا سے دو شخص ہمارے یہاں بھیجنے کے باب میں درخواست کی اس کو ہم بخوشی قبول کرتے ہیں۔

اس عالی منزلت کے سفیروں کی معرفت جو اپنی سفارت کے کام بخوبی بجا لائے۔ کچھ ہدیئے اور تحفے جو ہماری وفور محبت کی نشانی ہیں بھیجے جاتے ہیں مدام اپنے مرکوزات خاطر سے مع اعلام خصوصیات دیگر کے ہمارے دلِ مشتاق منزل کے مذاق کو شیریں کام رکھا کیجئے گا۔

---

[۱] اس کے بعد زمان شاہ والئے افغانستان مع فوج کے آیا بھی تھا۔ لیکن درمیان سے بے نیل مرام واپس گیا۔ اور ٹیپو سلطان کے ساتھ متفق ہونے کا موقع نہ ملا۔

سلطان سلیم فرمانروائے سلطنت عثمانیہ کا

خط مورخہ ۸- ربیع الآخر ۱۲۱۳ھ بنام ٹیپو سلطان

یہ اصل خط عربی میں تھا۔ عربی سے انگریزی ترجمہ کیا گیا۔ اور انگریزی سے اردو میں ترجمہ ہوا

اُس سلطان برادر قدر دان کو معلوم ہو کہ ان ایام میں کہ فرانسیس لوگ دیار فرنگ کی اکثر ریاستوں کے ساتھ سرگرم پیکار تھے۔ ہماری سرکار نے ان لوگوں کے تعارف اور دوستی کے سبب جو سابق سے چلی آتی ہے اُنکے دشمنوں کے طرفدار نہ ہو کر صلح کل کا طریقہ اختیار کیا۔ اِس سرکار کو چونکہ بہ نسبت ان لوگوں کی نہایت درجہ میلان و التفات اور اُن کی اگاوٹ کی باتوں کا کمال اعتماد تھا۔ اسی سبب سے دوسروں کے سوال و پیغام اُن کے خلاف مسموع نہ ہوئے۔ سرکار عالی کو خیال یہ تھا کہ وہ بھی اِن مدارات کے بدلے لوازم مروّت اور دوستی بجا لائیں گے۔ لیکن برخلاف اسکے اُن لوگوں نے ایکا ایکی دغابازی اور مکاری کا طریقہ اختیار کیا ہے چنانچہ پہلے تو انہوں نے طولوں میں جو ملک فرانسیس کے متعلق بندروں میں سے ہے جہازوں کی تیاری کی۔ اور اِن جہازوں کے روانہ کرنے کا لوازمہ و اسباب مہیا کرنیکے بعد کثیر لشکر اُن پر چڑھایا۔ اور بعض آدمیوں کو جو عربی زبان سے ماہر اور قبل اس کے ملک مصر میں گئے تھے ساتھ کیا اور سرداری اُس کی بونا پارٹی کو دی جو اُس قوم کا سپہ سالار تھا۔ چنانچہ سپہ سالار

مذکورہ نے اُن جہازوں وغیرہ سمیت جزیرہ مالطہ کی کٹ کو جو کرائس مقام کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔ پھر یہاں سے اسکندریہ کی جانب روانہ ہو کر ۱۷ محرم ۱۲۱۳ ہجری کو اس کے سامنے جا کر اکبارگی اپنا سارا لشکر شہر میں داخل کر دیا۔ کچھ دنوں بعد اُس نے وہاں عربی عبارت میں اس مضمون کے اشتہار شائع کئے۔ کہ ہم کو سرکار عثمانیہ کے ساتھ کچھ پرخاش نہیں بلکہ تادیب و تعذیب مصر کے بیگوں کی جنہوں نے قوم فرانسیس کے سوداگروں کو تکلیف پہنچائی منظور ہے۔ عرب کے جتنے آدمی فرانسیسیوں کی موافقت اختیار کریں گے اُن کے ساتھ حُسن سلوک عمل میں آئیگا۔ اور جو لوگ مخالف ہونگے وہ موت کا مزا چکھیں گے۔ تعجب تو یہ ہے کہ اُن مفتریوں نے یہ بھی مشہور کر دیا کہ مصر کی مہم ہماری مرضی اور صلاح سے واقع ہوئی ہے حالانکہ یہ بات محض جھوٹ ہے۔

زاں بعد اُس مکار نے شہر مصر میں داخل کر لیا تب تو دولت عثمانیہ کی فوجوں نے جو شہر قاہرہ سے اُن مصیبت زدوں کی مدد کو بھیجی گئی تھیں اُن کا مقابلہ کیا اور مصر کی سرزمین جو اس اعتبار سے کہ متصل قبلہ اہل اسلام مکہ معظمہ اور بھی مدینہ منورہ کے واقع ہے اُس کی نسبت قوم مذکور کے بعض خط پکڑے گئے۔ اُن کی عبارتوں سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ عرب کے ملک کو لے کر اُسکو چھوٹے چھوٹے صوبوں پر تقسیم کرنا چاہتے ہیں اور مسلمانوں کو نیست نابود کر دینے کا ارادہ رکھتے ہیں اسلیئے ہمارے دل میں یہ بات سمائی ہے کہ توفیق الٰہی اور تائید رسالت پناہی سے اِن دشمنوں اور دین کے بدخواہوں کے دفع کرنے میں ہر طرح کی کوشش عمل میں لائی جائے۔

چونکہ اُس برادر قدردان سے ساتھ جو دین و اسلام کی حمایت میں شہرۂ آفاق ہیں۔ مدت سے مراسم یک جہتی ثابت و مستحکم اور طرفین سے ارتباط و یگانگت کی رسمیں جاری ہیں امید قوی ہے کہ وہ برادر مہربان اس خرخشے کی صفائی کے لیئے اس سرکار عالی کے ساتھ درمیان عزم و رزم کے متفق اور معاون ہونے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کریں گے۔ اور ہم نے سنا ہے کہ اندنوں قوم فرانسیس نے سرکار انگریزی کے علاقۂ ہندوستان میں طرح طرح کی سازش کی ہے اور اس تقریب سے درمیان قوم فرانسیس اور اُس برادر کے نہایت موافقت اور میل پیدا ہوا ہے چنانچہ اُن کے سرداروں نے مصر کے راستہ سے فوجوں کے بھیجنے کا اقرار کیا ہے۔ لیکن ہم جانتے ہیں کہ اُن کا مکر و فریب جلد کھل جائے گا۔

چونکہ اس قوم کے مقابلہ کو اُدھر سے تو ناظمان سرکار انگریز مستعد ہیں۔ اور ادھر ہم بھی اُن کے فتنہ و شورش کا دفعہ کرنا ضرور جانتے ہیں اس صورت میں دونوں سرکار کے سرداروں کو لازم ہے کہ ایک دوسرے کی تائید و تقویت کے شریک رہیں۔ اور یہ بات ایک جہان کے گوش زد ہو گئی ہے کہ فرانسیسوں کے سرداروں نے ہر دین و مذہب کے نیست نابود کرنے پر کمر باندھی ہے یہاں تک کہ پاپائے روم کے ملکوں پر جو یہاں کے قدیم رئیسوں میں سے ہے۔ اور دیار فرنگ کی سب قومیں اُس کی عزت اور توقیر کرتی ہیں ظلم و تعدی کا ہاتھ دراز کیا ہے اور ریاست بینگراں بھی جو بطور ریاست اجماعی کے تھی لے لی ہے اور اب سرکار عثمانی کے ملکوں پر تاخت کی ہے۔ اور آیندہ اُن کو ہندوستان لینے

اور انگریزوں کو وہاں سے نکال دینے کی دھن ہے الحاصل فرانسیسیوں کی قوم ایسی بے مروت ہے کہ ان کے مکر و دغا کا کچھ ٹھکانا نہیں اس لئے امید ہے کہ وہ برادر طریقۂ دین و اسلام کے اقتضا سے اپنے ہم مذہبوں کی کمک اور مدد میں بکہ قوم فرانسیس کے شر و تزویر سے خطرہ ہونے کے بچانے میں دریغ نہ فرمائیں گے۔ اور اگر درمیان اُس برادر اور قوم مذکور کے کچھ ارتباط اور میل ملاپ ہوا ہے۔ تو امید ہے کہ وہ برادر والا قدر حال و استقبال کے آغاز و انجام دیکھ کر متوجہ ہوں اور اُس نشیب و فراز کو جو اس مذہب کی ملاوٹ میں متصور اور ممکن ہے ترازوئے دانش میں تول کر اُس سے احتراز لازم جانیں گے اور انگریزوں سے لڑنے کے قصد کو دل سے محو کر ڈالیں گے۔ اور جس صورت میں اُس برادر کو انگریزوں سے کچھ شکایت ہو تو ہمیں مفصلاً اُس کا حال لکھیں گے۔ تاکہ اُس کی صفائی کیلئے ہر طرح کی دوستانہ کوشش عمل میں لائی جائے۔ امید کہ وہ برادر ان امور میں غور و فکر کر کے قدیم دوستی اور ارتباط کی بنیاد کو جو جانبین سے بطور شائستہ ثابت و قایم ہے۔ اور زیادہ مضبوط و استوار کرینگے فقط۔

ٹیپو سلطان کی طرف سے سلطان سلیم کے خط کا جواب جو عربی عبارت میں مرقوم تھا

سب ستائش اور حمد اُس خدا کو سزاوار ہے جس نے ملوک صاحب احتشام اور سلاطین عالی مقام کے نظم و نسق سے دین و اسلام کو ایسا نور و ظہور بخشا۔

اور درود و سلام اُس کے رسول مجتبےٰ محمد مصطفےٰ اور اُن کی آل و اصحاب امجاد پر جنہوں نے شریعت خیر الانام کے طریقے کو اوج کمال پر پہونچایا۔

بعد اس کے شہنشاہ جمجاہ حکومت و ابہت پناہ ظل ملک صمد مورد الطاف ربانی منبع دانش و عرفان مجمع بر و امتنان بمقدمۃ الجیش فیروزی و اقبال برگزیدۂ حضرت ذوالجلال۔ بادشاہ بر و بحر نایب ایزد دادر یعنی سلطان روم کی بارگاہ والا میں (خدا اُن کے ملک و سلطنت کو ہمیشہ قایم رکھے) پوشیدہ نہ رہے کہ

آپ کا مکتوب گرامی جو قوم فرانسیس کی توہین و تذلیل اور جمیع سلمین کے ساتھ اُن کے عناد رکھنے اور مکمل مذہب کے طریقوں کو صفحۂ جہاں سے محو کر ڈالنے پر مشتمل۔ اور انگریزوں کی تعریف و تحسین اور درمیان اُن کے اور ہمارے صفائی کر دینے کے لئے اُس عنایت دستگاہ کے کفیل و عازم ہونے اور ہم میں اُن میں جو خصومت اور دشمنی واقع ہے۔ اُس کا سبب بیان کرنے پر محتوی تھا نیکترین ساعت میں پہونچا۔

خاطر عاطر پر روشن اور مبرہن ہو کہ ہم نے فی سبیل اللہ جہاد اور دین محمد کی بنیاد قایم رکھنے کے واسطے کمر باندھی ہے اور فی الواقع فرانسیسوں کی ذات جیسا آپ نے لکھا ہے بڑی بیوفا اور سنگدل ہے۔ ہم اُن کی برائیوں سے خوب آگاہ ہیں۔ اور چونکہ انگریزوں کی قوم نے ان دنوں ہمارے ملک پر تاخت کرنے میں ساہتید ستی اور حرب و نبرد کی تیاری کی ہے اسلئے ہم پر بلکہ سب مسلمانوں پر جہاد واجب ہوا ہے۔ توقع کہ جناب عالی اوقات خاص میں مناجات کرکے ہمت اور دعا سے ہماری معاونت فرمایئں گے۔ بعد اسکے ہم سب کو فضل الٰہی

اور توفیق ایزدی کی اعانت بس ہے۔ قبل اس کے ہم نے ایک نامہ سید علی محمد اور مدار الدین کی معرفت بھیجا ہے۔ جس میں بخوبی مفصل حالات مندرج ہیں۔ علاوہ مدینے کے راستے سے یوسف وزیر بھی ایک دوسرا مکتوب لیکر گیا ہے وہ عنقریب بارگاہ والا میں حاضر ہو کر ہمارے مقاصد و مطالب شرح وار عرض کرے گا۔ صلوٰۃ وسلام خدا کا نبی برحق اور اُس کی آل امجاد اور اصحاب پر ہو فقط۔

مخترعات ٹیپو سلطان

(۱) اپنی تمام سپاہ اور رعایائے سرینگ پٹن۔ کولار۔ ہکوٹہ۔ دیون ہلی صوبہ سرا۔ بالاپور کلاں۔ تجاور وغیرہ سے دس ہزار شیوخ و سادات اور شرفائے قوم منتخب کر کے اُن کا ایک زُمرہ بنایا۔ اور اس زُمرہ کو "غم مباشد" کے حرفوں پر تقسیم کیا جس کی تشریح یہ ہے۔ غ سے غیر ملک والوں کی مراد سمجھی گئی۔ م سے مغل اور مرہٹہ ن سے نایطہ ب سے برہمن آ سے افغان۔ ش سے شیعہ اور د سے اہل دایرہ یعنی مہدوی۔ اس تقسیم میں داخل تھے۔ اور یہ ناواقف۔ ناتجربہ کار۔ نااہل۔ ناکردہ کار زمرہ یہاں تک دخیل کار رہا کہ اُس نے تمام نظام سلطنت کو درہم و برہم کر ڈالا۔ اور اس میں ایسے ایسے سفیہہ مکفرف۔ زمانہ ساز۔ بے ایمان فتنہ پرداز۔ قابوچی۔ خوشامدی عیار مکار۔ اور مہام سلطنت سے ناواقف اور امور جنگ سے ناخبردار لوگ سلطان کے منہ لگ گئے۔ کہ قدیم خیر خواہوں اور جاں نثار نمک خواروں کا دربار میں نام نہ رہا۔ اور جو بچ گیا وہ اِدھر اُدھر متعین کر دیا گیا تاکہ سلطان سے عرض معروض کا قابو نہ پا سکے۔ آخر کو جب وقت پڑا تو ان میں سے کوئی انگریزی

حکام کے ساتھ مل گیا کسی نے مرہٹوں سے سازش کر لی کوئی حیدر آباد کی معرفت (برائے نظام) نظام کی خیر خواہی کرنے لگا کوئی ہمّامُنہ تکتا رہ گیا۔ اُس سے سوائے خوشامد کی تاویل کے کچھ بن نہ پڑا۔

(۲) چند سپہداروں کے افسر اعلےٰ سپہ سالار کو خطاب "میر میراں" سے مخاطب فرمایا۔ اور فوج میں بہت سے ناتجربہ کار میر میراں مامور ہو گئے۔ ہر میر میراں کو نوبت و نقارہ اور فیل و علم عنایت کیا گیا۔ اور سب کو طرہ ہائے طلائی مرصّع نگار . . . . اور پدک ہائے مرصّع مرحمت ہوئے۔ اس طرح اور سب عہدوں کے جدید نام تصنیف ہوئے۔

(۳) پہلے لشکر کو جیش کہتے تھے۔ سلطان نے جیش کے بدلے عسکر نام رکھا۔

(۴) تمام کچہریاں اسماء حسنےٰ کی تعداد ننانوے ناموں کے حساب سے ننانوے مقرر کی گئیں اور ہر کچہری کو ایک خاص نام سے موسوم کیا گیا۔ جیسے اللٰہی کچہری رحمان کچہری۔ غفار کچہری۔ غفور کچہری۔ عزیز کچہری وغیرہ وغیرہ۔

(۵) پہلے بندوق کو بندوق کہتے تھے۔ سلطان نے بندوق کو تُفنگ کے نام سے بدل دیا۔

(۶) توپ کا نام درخش رکھا گیا۔

(۷) بان کو شہاب سے موسوم کیا۔

(۸) شیر کی صورت پر تخت بنوایا۔ اور کاریگروں سے اپنی اختراع کے موافق کام لیا۔

(۹) شمسی مہینوں کے نام شروع حرف ابجد ہوز حطی سے مقرر کئے اُن کی تفصیل یہ ہے۔

احمدی - بہاری - جلوی - دارائی - ہاشمی - واسعی - زبرجدی
حیدری - طلوعی - یزدانی - ایزدی - بنائی -

پھر آخر سلطنت میں اُن ناموں کی جگہ یہ نام بدل دیئے۔

احمدی - بہاری - تقی - ثمری - جعفری - حیدری - خسروی
دینی - ذاکری - رحمانی - ربانی - زکی -

(۱۰) چونکہ عربستان اور ترکستان میں ساٹھ سال کے نام علیحدہ علیحدہ مقرر ہیں جیسے سال اول قصوراط - سال دوم عالماط - سال سوم صراط - سال چہارم غیراط سال پنجم ستقیماط وغیرہ اُن کی جگہ سلطان نے بتعداد ابجد یہ الفاظ مقرر کئے۔

سال اول احد - سال دوم احمد - سال سوم آب - سال چہام جا - سال پنجم باب - سال ششم بجا - سال ہفتم ابد - سال ہشتم جاد - سال نہم جاہ - سال دہم اوج وغیرہ وغیرہ -

(۱۱) ہون اور روپیہ اپنی اختراع کے موافق مسکوک کرائے۔

(۱۲) سولہ روپئے قیمت کی ایک اشرفی مسکوک کرائی - اُس کا نام صدیقی رکھا۔

(۱۳) ہون کو فاروقی لقب دیا - فاروقی ہون کے ایک طرف اُس کا نام اور دوسری طرف حرف (ح) مسکوک کرایا۔

(۱۴) امامی روپیہ جاری کیا جکی چاندی دو روپئے حال کے برابر تھی -

(۱۵) اکھتی کا نام باقری رکھا۔

(۱۶) ددتی کو کاظمی کے نام سے موسوم کیا۔

(۱۷) آنہ کو آیہ کا نام مرحمت ہوا۔

(۱۸) غلہ وغیرہ تولنے کے اوزان میں سیر کا نام دک رکھا گیا۔ اور من کو جو چالیس سیر کا ہوتا ہے بتید کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اور کھنڈی کو جو دکن میں غلہ ناپنے کا ایک پیمانہ ہے آحیا کا لقب بخشا گیا۔

(۱۹) خاص خاص توپوں کے نام علیحدہ علیحدہ رکھے گئے۔

(۲۰) چاندی۔ سونے۔ لوہے۔ لکڑی کے کارخانوں کو ملاحظہ فرمانیکے لئے جب نزول اجلال فرماتے تو توپ بندوق تپنچہ۔ کٹار چھری۔ چاقو تلوار قینچی وغیرہ میں کوئی نہ کوئی نئی اختراع ظاہر فرماتے۔

(۲۱) شال۔ مخمل۔ کمخواب۔ باتات۔ زربفت وغیرہ کے عالیشان کارخانے جاری فرمائے تھے۔ اور ان میں نئی نئی اختراعوں کی تعلیم وہدایت فرماتے تھے۔

(۲۲) خنجر کا نام صفدرہ رکھا تھا۔

(۲۳) ایک نہایت اعلے درجہ کا کپڑا جو مثل مخمل کے لطیف و دبیز ہوتا تھا۔ شیر کی کھال کے نمونہ پر ایجاد فرمایا۔ اس کا نام ببری رکھا۔ اکثر خود بدولت اسکی قبا زیب جسم فرماتے تھے۔

ٹیپو سلطان کا ارغنون

ٹیپو سلطان کے مخترعات تفریحی میں سب سے زیادہ دلچسپ ایک ارغنون تھا۔ چونکہ سلطان شیر کی صورت سے خاص دلچسپی رکھتا تھا اور شیر کے بہادرانہ اوصاف سے

اُس کو خاص مناسبت تھی اس لئے وہ اپنے مخترعات میں بھی اکثر شیر کی صورت اور مشابہت کا خیال رکھتا تھا اس لئے سلطان نے اس "ارغنون" کو بھی شیر کی صورت پر بنوایا تھا۔ اور وہ شیر ایک فرنگی کو دبوچے ہوئے معلوم ہوتا تھا۔ اس شیر کے پیٹ میں موسیقی کے ساز اور سُروں کی کوک کے کل پُرزے نہایت اُستادانہ حکمت سے لگائے گئے تھے۔ ممکن کہ کسی فرانسیسی اُستاد نے یہ لطیف کاریگری ظاہر کی ہو۔ اس ارغنون سے جو آواز نکلتی تھی وہ چیتے کے غرّانے اور ایک آدمی کی خوفزدہ آواز سے مشابہ ہوتی تھی۔ گویا ایک چیتا آدمی کو پھاڑ کھانا چاہتا ہے جس سے وہ آدمی سہمے ہوئے لہجے میں اظہارِ عجز کر رہا ہے۔ یا یوں کہو کہ اُس کی گھگی بندھ گئی ہے۔

یہ ساز جب باقاعدہ کوسنے سے بجتا تھا تو وہ فرنگی بار بار ہاتھ اٹھاتا تھا۔ گویا اپنی بے چارگی کو ظاہر کر رہا اور کہہ رہا ہے کہ آئندہ ایسا نہ کروں گا۔

یہ ارغنون ایک پورے قد کے شیر اور ایک پورے قد کے فرنگی سے مرکب تھا۔

یہ ارغنون بعد فتح سرنگ پٹن کے راگ محل میں پایا گیا۔ جہاں اور بہت سے آلات موسیقی رکھے ہوئے تھے۔ اور ولایت کو بھیج دیا گیا۔

اس ارغنون کی آواز ایک بہت بڑے شاہی کمرہ میں گونج جاتی تھی۔ اور اُس کے سروں سے ایک خاص ہیبت اور جلالت کا اظہار ہوتا تھا۔

نظام حیدرآباد سے قربت کی درخواست

ٹیپو سلطان نے ۱۲۰۰ھ ہجری میں اس باب میں غور کیا کہ میں مسلمانوں کی سلطنت کو تقویت دینا اور اپنی جان اور اپنا مال خدا کے سچے مذہب اسلام پر نثار کرنا چاہتا ہوں۔ ایسی حالت میں تمام مسلمانوں کو میرے ساتھ ہونا چاہیئے نہ یہ کہ میرے خلاف بت پرستوں کا ساتھ دیں اور اُن کے ساتھ ہو کر اسلامی ممالک کا تاخت تاراج کرنا ذریعۂ حصول جاہ خیال کریں جیسے نواب نظام علیخان بہادر (نظام حیدرآباد) بار بار پیشوائے پونہ کا ساتھ دیتے اور دونوں فوجیں ملکر میرے ملک کو پامال اور میری رعایا کو شکستہ حال کرتی رہتی ہیں۔ اور افسوس کہ میں نے مخفی طور پر نظام علیخان بہادر کو سب کچھ سمجھایا لیکن وہ مرہٹوں کے یلغار کو اپنے ملک سے دور رکھنے کے لئے اُن کی دوستی کو مقتضائے مصلحت جانتے ہیں۔ حالانکہ مرہٹوں نے اُنکو جیسا نقصان پہونچایا۔ اور اُنکے ممالک کو تاخت تاراج کیا۔ اور مسجدوں کو ڈھایا۔ اور خانقاہوں کو گرایا۔ اُسکا اقتضاء یہ تھا کہ وہ میری طاقت کو اپنی طاقت سمجھ کر رہتے۔ اور جب میری اور اُن کی دو طاقتیں ایک جگہ مل جاتیں تو مرہٹوں کی کیا طاقت تھی جو وہ اپنے ملک سے ایک قدم باہر نکالنے کا حوصلہ کرتے۔ لیکن اس کا بڑا سبب انگریزوں کی عقلمندی ہے۔ جو نظام حیدرآباد کو مجھ سے ملنے نہیں دیتے۔ اور نظام کو مرہٹوں سے متفق ہو کر میرے خلاف میں فوج کشی پر ابھارتے رہتے ہیں۔ اب اگر کوئی تدبیر میرے اور نظام کے اتفاق و یکجہتی کی ہو سکتی ہے تو یہ کہ میرے

خاندان کی لڑکیاں نظام کے بیٹوں بھتیجوں اور نظام کے خاندان کی لڑکیاں میرے بیٹوں بھتیجوں کو بیاہی جائیں تاکہ طرفین سے ابواب یگانگت کشادہ ہو کر سب کو ان دونوں اسلامی طاقتوں کے متحد ہوجانیکا علم و یقین ہوجائے۔ سلطان یہ خیال بےشک بہت ہی مناسب وقت اور زبردست و با اثر خیال تھا لیکن سلطان کے دوسرے حریف اور اس پولیٹکل بساط کے شاطر کب یہ بازی کھیلنے دیتے تھے چنانچہ سلطان نے محمد غیاث کو جو ایلچی گری کی خاص قابلیت رکھتا تھا مع ایک خط خاص کے حیدرآباد روانہ کیا۔ اور نظام کے لئے نہایت اعلے درجہ کے قیمتی تحائف اور جواہر اور چند امراء حیدرآباد کے لئے نہایت قیمتی خلعت اُسکے ساتھ کر دیئے جب ایلچی مذکور نظام کے حضور میں پیش ہوا تو اُس نے وہ خط اور وہ تحفے اور خلعت نظام کے پیش کر کے نہایت شیریں گفتاری سے یہ تقریر کی کہ اعلے حضرت پر یہ بات روشن ہے کہ نواب حیدر علیخان اور ٹیپو سلطان نے محض خدا کی تائید اور اپنے زور شجاعت سے سلطنت خداداد حاصل کی اور تمام ملک دکن اور تلنگانہ سے بت پرستی کو میٹ کر کلمۂ توحید جاری کیا۔ ایسی حالت میں اعلے حضرت کیجانب سے اُس سلطان دین پناہ کی حمایت لازم ہے نہ یہ کہ بت پرست کافروں کی اعانت ہو کر اسلامی ممالک کو تاخت تاراج کیا جائے۔ اور حمایت اسلام کا کچھ پاس نہ ہو۔ حالانکہ اگر یہ دونوں اسلامی سلطنتیں ایک دوسری کی مدد میں متحد ہوں تو کافروں کی مجال نہیں جو ایک قدم آگے بڑھنے کا حوصلہ کر سکیں۔ نظام کے دل میں بھی اس سچی اور مناسب تقریر کا اثر ہو رہا تھا۔ لیکن جب نظام حرمسرا میں تشریف لیگئے اُسوقت دوسرے شاطروں نے مزاج کا دوسرا ہی رنگ بدلدیا۔ اور کئی طرف سے نظام علیخان کے

دل میں یہ بات ڈال دی کہ حضرت کا درجہ ایک نایک کے فرزند سے قرابت کا نہیں ہو سکتا حالانکہ نایک کوئی قوم نہیں سپہ سالار کے معنی میں ایک معزز خطاب تھا جو ابتدائے امارت میسور میں نواب حیدر علیخاں نے حاصل کیا تھا اس سے حیدر علیخاں یا ٹیپو سلطان کے حسب و نسب پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا لیکن حرم سرائے نظام سے برانگیختہ کرنے کو اتنا شوشہ کافی تھا۔ اُس پر طرہ یہ کہ یہاں کی لڑکی وہاں جانے سے اُس کا یہ درجہ باقی نہ رہے گا جو یہاں دیکھا جاتا ہے۔

قصہ مختصر اس قسم کی باتوں سے متاثر ہو کر نظام نے ٹیپو سلطان کی نسبت عدم التفات ظاہر کر کے ایلچی کو بے مقصود واپس کیا۔ صاحب نشان حیدری جو ٹیپو سلطان کی سرکار میں نوکر بھی رہے اپنے آقائے نعمت کی نسبت یہ جواب ناپسند کر کے نظام علیخان بہادر کی نسبت لکھتے ہیں:-

این زعم باطلش بود کہ سوائے ذات خود احدی را در دولتمندان دکن شریف تر قوم نمی دانست و بر حشمت و شوکت خود می نازید۔ الحق سلطان ذیشان باعتبار نسب خود از دیگراں کم نبود و از بطن زن ارزل تولد نہ شدہ۔ و در حسب از روئے اقتدار اسباب دنیاداری و جاہ و حکمت ید طولے و در شجاعت و تہور یکتائی داشتند۔ و بعضے کساں کہ بر لقب (نایک) انگشت ایراد می نہند صریح مغالطہ عظیم خوردہ اند چہ او یک عہدۂ سپہ سالاری است قوم نیست۔ ایں کساں نمیدانند۔ قدرت نامتناہی قادر برحق عظیم است ہر کسے را کہ او میخواہد سعادتمند دارین میکند۔ و بجاہ و حشم دنیا سرافراز میدارد۔ اغلب کہ ایشان از احوال بعضے سلاطین ہند و دکن کہ مرجع طوائف انام و برگزیدۂ درگاہ ملک العلام اند واقف نیستند

دراصل کہ بودند و آخر چہ شدند۔ و از کیفیت و سلطان حسن کانگو کہ دیباچۂ نسل نامۂ بہمنیہ میشود و بحسن شاہ بہمنی معروف گشتہ۔ چنانکہ بعد وفاتش برق آتشبار گرد مرقدش طواف نمودہ گذشت کدام کس بود خبرے ندارند۔ اللہ اللہ دریں زماں باعتبار جاہ و نکبت دنیا ارزال قوم دم صحیح النسبی میزنند و کم فطرتان و کم ظرفان نخوت پوچ دعوئے سیادت و مشیخت میکنند و برابر خود کسے را اشراف نمی دانند۔ ؎

زشتی ظرف و اصالت ہست در دولت نہان
عیب چوبش تحتبہ بدشکل زرین چادر است

ٹیپو سلطان نے اپنے تخت پر جلوس کا موقع نہیں پایا

ناظرین نے ٹیپو سلطان کی ہر تاریخ میں اُس کے نہایت قیمتی تخت شیر کا حال پڑھا ہوگا۔ اور ہم نے بھی اردو۔ فارسی۔ انگریزی تاریخوں سے اس کتاب میں اُس کا ذکر کیا ہے جس کی قیمت دو کروڑ روپیہ بیان کی جاتی ہے۔ لیکن یہ بات معلوم ہونا چاہیئے کہ ٹیپو سلطان کو اُس تخت پر جلوس فرمانے اور اُس جلوس کے جشن شاہانہ مرتب کرنے کا موقع نہیں ملا جسکی بڑی وجہ سلطنت مغلیہ کے رسم تخت نشینی کی پاسداری تھی۔ یعنی جلال الدین اکبر کے دستور کے موافق اُس تخت پر جلوس کرنے کے لیئے ٹیکہ کا سامان نہ ہوسکا۔ چنانچہ صاحب نشان حیدری نے اِس باب میں یہ عبارت لکھی ہے کہ

تخت سلطنت و سریر معدلت و فرمانروائی کہ بصرف جواہر گراں بہا

بصورت شیر مرصع کردہ اگرچہ برحسب آرزو در ساعت ہمایوں ترتیب یافتہ بود اما برائے جلوس میمنت مانوس انتظار ٹیکہ برحسب قاعدہ سلاطین دہلی کہ از خاندان جسونت راجہ اودیپور مے گرفتند و بانی ایں دستور سلطان جلال الدین اکبر بود۔ آنحضرت نیز والئے نواح کچھ[1] را بصرف لکھو کہا زر و تحایف و تشریفات و عنایات شاہانہ مطیع و منقاد ساختہ بر فرستادن دخترش راضی کردہ بودند سے کشیدند۔ بائے حال زمانہ کہ در شکست ارباب ہدایت و حامی خلق اللہ میکوشد مساعدت ننمود۔

اب یہ تخت حسب صراحت بالا ایڈورڈ ہفتم شاہ انگلستان و شہنشاہ ہندوستان کے دار الامارۃ وینڈسر کیسل میں رکھا ہوا ہے۔ اور ملکہ وکٹوریہ کے عہد سلطنت میں سلطان عبد العزیز خان فرمانروائے دولت عثمانیہ کے جلوس فرمانے کو نکالا گیا تھا۔ اس سے عقلائے انگلستان نے تو یہ بات دکھائی کہ یہ تخت اس سلطان سے چھینا ہوا ہے جو سلطان ٹرکی کی حمایت پر فخر کرتا تھا۔ اور ٹیپو سلطان کی روح نے یہ اثر ظاہر کیا کہ اگر اس تخت پر اسکو جلوس کرنے کا

[1] شاید شہنشاہ اکبر نے کوئی دستور مقرر کیا ہو کہ تخت پر جلوس کے وقت ایک بڑے سورماں راجہ کی لڑکی کوئی رسم خاص ادا کرے اوسی کے موافق ٹیپو سلطان نے بھی اس رسم کیلئے کچھ کے راجہ کو ادائے رسم مذکور کے لئے لڑکی بھیجنے کے لئے راضی کیا ہو تعجب کہ ٹیپو سلطان جیسا شخص ایسی رسم کی پابندی سے تخت پر جلوس کر سکتا

موقع نہ ملا۔ تو ایک ایسے سلطان نے اُس پر جلوس فرمایا جو تمام دنیا کے مسلمانوں کا سرتاج تھا۔ اور میں اُس سلطنت کی مطابعت کو اپنی سعادت جانتا رہا ہوں۔ اور آج اس مصرعہ کا مصداق ہوں۔ ؎

بجنازہ گر نہ آئی بمزار خواہی آمد

ہندوؤں کی نسبت ٹیپو سلطان کی رائے

خدا نے فصلی حیثیتوں سے جیسے اس ملک میں تمام دنیا کے مجموعی اوصاف جمع کر دیئے ہیں یعنی سردی گرمی۔ بارش۔ برف وغیرہ آثار قدرت جو دوسرے ملکوں میں پائے جاتے ہیں وہ سب قدرت نے اس ملک کے مختلف حصوں کو عنایت کئے ہیں۔ باشندگان ملک کے لئے تمام زمین کو ہر قسم کے غلوں سے ذخیرہ گاہ قدرت بنایا ہے۔ سیکڑوں ندیوں اور عالیشان دریاؤں سے ملک کی سیرابی کا سامان موجود۔ ہر طرح کے پھل پھول سے جنگل گلزار ہو رہے ہیں۔ یہاں کے دریا موتی مونگوں کی کان پائے جاتے ہیں۔ یہاں کے پہاڑ یاقوت و الماس کی جھولیاں بھرے کھڑے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔

ویسے ہی قدرت نے یہ نعمت عظمےٰ اُس قوم کو عنایت فرمائی تھی جو اپنے وقت میں تمام دنیا کی قوموں سے بہتر اوصاف رکھتی تھی۔ یہاں کی قوم ہنود کی تعریف دور دور کے ملکوں میں بطور ایک نادیدہ مثال کے بیان کی جاتی تھی۔ اُن کی نفس کشی اور ریاضت کی کوئی حد نہ تھی۔ نرم دل ایسی تھی کہ کسی ذی روح کو اگرچہ وہ کھٹمل اور چیونٹی کیوں نہ ہو تکلیف نہ دیتی تھی۔ محبت اور ملنساری میں دوسرے ملک

والونکو ایسا موقع ملتی تھی کہ وہ اُس کے اطوار سنجیدہ اور اخلاق برگزیدہ کے رہین منت ہو کر اُس کی تعریف کا افسانہ ساتھ لیجاتے تھے۔ کسی جاندار کا آزار دینا حرام مطلق تھا اور اس حکم کی پابندی اس دلی رحم و لینت سے کی جاتی تھی کہ وہ ہر شخص کی طبیعت ثانی بن گئی تھی۔ خیرات اور صدقات کی کچھ حد نہ تھی حتیٰ کہ خیرات اور صدقات لینے والے بمشکل دستیاب ہوتے تھے۔ بعض راجے مہاراجے اپنا راج تک خیرات کر دیتے تھے ایفاء عہد اور قول پروری اُس وقت کا خاصہ تھی۔ ذرا ذرا سی قدرتی جھلک میں مظاہر یزدانی کی پرستش پر آمادہ رہتے تھے۔

زاں بعد وہی قوم دوسری قوموں کی آمیزش اور اختلاط اور اپنے قانون عملی کو چھوڑ کر ایسی گمراہ اور خراب ہوئی کہ اُن کی ہر نیکی سے اَن گنتی برائیاں پھوٹ نکلیں۔ بُت پرستی نے سرتاپا کفر و ضلالت میں مبتلا کر دیا۔ ان کی خیرات و مبرات کے بیجا مصرف نے ان گنتی فقیر و سایل پیدا کر دیئے جن کے افعال و اطوار اس لائق تھے کہ اُن کو حرام خوری کا موقع دیا جاتا۔ اُن کے دلوں سے رحم اور خدا ترسی کا مادہ گھٹنے اور تعصب اور نفسانیت کا مادہ بڑھنے لگا۔ اور اُن کا رحم قدیم بجائے عام بنی نوع انسان کے اپنے اغراض و خصوصیات سے متعلق ہو گیا جس نے اُن سے وہ عام برگزیدگی کے اوصاف واپس لے لئے۔ اور یہ بتدریج روحانیت کی تابناک روشنی سے کفر و مادہ پرستی کی تاریکی میں پڑ گئے۔ مسلمانوں کے وقت میں اُن کے تعصب اور نفسانیت اور ریاء و خوشامد وغیرہ نے ترقی کی اور وہ دنیا ل... جو تونگری اور تمول کو لازم ہیں اون میں گھر گئے۔ اولاد کی کثرت۔ تعلیم کی قلت علاوہ تنگ کے اسباب ... [illegible] ... فقدان نے انکو شاہراہ ترقی سے دور رکھا

دونی۔ فرومایگی۔ رزیل شیوؤں کا اختیار کرنا۔ خوشامد۔ چاپلوسی۔ مکروفریب سے دوسرے کے ساتھ ملنا۔ دغا وزور کو اپنا ذریعہ کامیابی جاننا اُن کا شیوہ ہوگیا۔ غیرت اور حمیت سے سروکار نہ رہا۔ بیکار پڑے رہنے کو ذریعہ تنعم خیال کیا۔ دولت جمع کرنیکے لئے ان میں لالچ اور طمع کی حد نہ رہی فی الحقیقت اس سے زیادہ ذلت کیا ہوگی کہ ایک ملک کے لوگ آپس میں تو لڑیں لیکن دوسروں کو اپنا خداوند نعمت بنائیں اُن کے سامنے ذلت اور عاجزی سے سر جھکائیں اور انواع مکر و خوشامد سے پیش آئیں اور خود اُن کے بار حکومت کے نیچے دب جائیں۔ ہندوؤں کے مذہبی تنوع نے اُن میں سخت تفرقہ پیدا کر دیا ہے انہیں وجوہ سے بعض غیر ملک کے بہادر اور اولوالعزم اور محنت کوشش بادشاہوں نے اپنی قوم کا اس ملک کی بود و باش سے علیحدہ رہنا پسند کیا ہے۔ چنانچہ گرشاسپ نامہ اسدی میں لکھا ہے کہ جب ضحاک نے اپنے سپہ سالار گرشاسپ کو ہندوستان کی تسخیر کے لیے بھیجا تو اُس کو یہ نصیحت کی

مثنوی

وصیت چنیں کرد گرشاسپ را	کہ در ہند بپرود کن خواب را
نداری ز خون سیاہان دریغ	ہمیں کار فرما درخشندہ تیغ
بجستی دہ انجام کار بزرگ	برایشاں چناں زن کہ بر گلہ گرگ
نمانی دراں بوم سالے تمام	کہ لشکر گراں گیرد از ننگ و نام
گر ایدت بگزرد چار موسم دراں	ز فرہنگ و مردی نیابی نشاں

یعنی اے گرشاسپ تو بعد حصول فتح ہندوستان کے وہاں رہنے کا ہر گز قصد

نہ کرنا کیونکہ اگر تجھ پر اور تیرے لشکر پر ایک سال وہاں گزر گیا تو یقین کر کہ پھر مردمی اور فرزانگی کا نام و نشان بھی تیرے لشکر میں باقی نہ رہیگا۔

اس کے بعد مسلمانوں کی حالت میں غور کیجیے کہ ایران۔ توران۔ بلخ ہرات۔ غزنین۔ قندھار وغیرہ سے کیسے کیسے توانا و اولوالعزم مغل و پٹھان یہاں آئے لیکن یہاں کی رہایش سے وہ کیسے خانہ نشین و عشرت پسند ہوگئے۔ اور اُن شیردل بہادروں کی اولاد کیسی کمزور اور زنخی ہوگئی اور انہوں نے کیسی ضعیف اور رذیل عادتیں اختیار کیں کہ اُن میں اُن کی اصلیت کا کوئی امتیاز ہی باقی نہ رہا۔ اور وہ بھی ہندوؤں کے ساتھ بلکہ اپنے اوصاف شجاعت و مردانگی و غیرت و حمیت کھو بیٹھے۔ اور اولوالعزمی ان کی سرشت سے نکل گئی۔ اسی وجہ سے عقلائے فرنگ نے منجملہ اور تدابیر حکمت کے ایک خاص دانشمندی کا یہ عمل اختیار کیا ہے کہ وہ اپنی قوم کے بیٹیوں اور بڑے خاندان کے لوگوں کو اس ملک کی بود و باش سے منع کرتے ہیں اور کسی طور پر اس ملک کا توطن اور یہاں کے لوگوں سے خلاملا پسند نہیں کرتے

ٹیپو سلطان کا ملک لینے کے بعد سنہ ۱۸۲۱ء تک انگریزوں کے مفتوحہ اور مقبوضہ ممالک بقید سال تصرف مقابلہ

عہد سلطنت اورنگ زیب

شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے ممالک محروسہ سلطنت میں اکیس صوبجات

ذیل باقی چھوڑے تھے۔

(۱) صوبہ لاہور (۲) صوبہ ملتان (۳) صوبہ اجمیر (۴) صوبہ دہلی (۵) صوبہ آگرہ
(۶) صوبہ الہ آباد (۷) صوبہ اودھ (۸) صوبہ بہار (۹) صوبہ بنگالہ (۱۰) صوبہ مالوہ
(۱۱) صوبہ گجرات (۱۲) صوبہ کابل (۱۳) صوبہ کشمیر (۱۴) صوبہ سندھ (۱۵) صوبہ برار (۱۶) صوبہ خاندیس (۱۷) صوبہ اورنگ آباد یا احمد نگر (۱۸) صوبہ بیدر۔
(۱۹) صوبہ حیدرآباد (۲۰) صوبہ بیجاپور (۲۱) صوبہ اڑیسہ۔

ان اکیس صوبوں کا محاصل اکتیس کروڑ بیالیس لاکھ چھیانوے ہزار نو سو اکیس روپیہ خزانہ شاہی میں داخل ہوتا تھا اور حاصل زمین سے فی دس روپیہ ایک روپیہ لیا جاتا تھا۔

عالمگیر کے بعد آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی بہادر کی فرزانگی اور اقبال اور سلاطین کی عیش پرستی وادبار اور ملکی اور قومی تفرقوں نے انگریزوں کو زمانہ انتزاع سلطنت ٹیپو سلطان یا اس کے چند سال بعد تک ممالک مندرجہ ذیل کا حکمران بنا دیا۔

تفصیل شہر یا ملک مفتوحہ و مقبوضۂ انگریزی	سال دخل و تصرف
شہر مدراس بالضمیمہ قطعۂ زمین جو دریا کے کنارے طول میں پانچ میل اور خشکی کی جانب ایک میل بارگاہ شاہی سے حاصل ہوا......	سنہ ۱۶۳۹ء
جزیرہ بمبئی	سنہ ۱۶۶۴ء
قلعۂ سینٹ ڈیوڈ کرناٹک میں سمندر کے کنارے پر	سنہ ۱۶۹۱ء
کلکتہ	سنہ ۱۶۹۶ء
بانگیر کرناٹک میں	سنہ ۱۶۵۳ء سنہ ۱۶۹۳ء

تفصیل شہر یا ملک مفتوحہ و مقبوضہ انگریزی	سال دخل و تصرف
چوبیس پرگنہ	سنہ ۱۷۵۷ء
چاٹ گانوں۔ بردوان۔ میدنی پور	سنہ ۱۷۶۱ء
بنگالہ۔ بہار اور اُتر کی چار سرکاریں	سنہ ۱۷۶۵ء
سالسٹی کے علاقہ جات اور جنگل	سنہ ۱۷۷۶ء
بنارس کی زمینداری	سنہ ۱۷۸۱ء
سرکار گنٹور	سنہ ۱۷۸۸ء
ملیبار۔ کنٹرا۔ کوئمباتور۔ ڈنڈیگل۔ بارہ محال سالم وغیرہ وغیرہ (جو ٹیپو سلطان کے ملکوں سے علیحدہ کرکے لیئے)	سنہ ۱۷۹۲ء
سرینگ پٹن کی حکومت جو ٹیپو سلطان سے لی گئی	سنہ ۱۷۹۹ء
بالاگھاٹ۔ بلاری۔ کڑپہ	سنہ ۱۸۰۰ء
اعانت دایمی کے اقرار پر نواب اودھ کے دیئے ہوئے ملک روہیلکھنڈ مع بریلی۔ مراد آباد۔ شاہجہانپور وغیرہ اور ملک پائین دوآب وخطہ فرخ آباد و الہ آباد و کانپور و گورکھپور و اعظم گڑھ وغیرہ صوبہ کرناٹک مع ان خطوں کے جو نواب کرناٹک کے تحت میں تھے۔	سنہ ۱۸۰۱ء
دہلی۔ آگرہ۔ دوآب بالا۔ ہریانہ۔ سہارنپور میرٹھ علیگڈھ۔ اٹاوہ۔ بندھیلکھنڈ۔ کٹک۔ بالاسور۔ جگناتھ وغیرہ	سنہ ۱۸۰۳ء
حصہ ملک قوم ڈچ متعلق جزیرہ سیلان	سنہ ۱۸۰۳ء
پیشوائی پونا اور گائیکواڑ بڑودہ کے دیئے ہوئے خطہ جات صوبہ گجرات میں	سنہ ۱۸۰۳ء

نیپال سے فتح کئے ہوئے اضلاع درمیان ستلج اور جمنا اور گڑھوال اور کماؤں ... سنہ ۱۸۱۵ء

انجار اور سنداوی مع متعلقات نول کچھ میں .... سنہ ۱۸۱۶ء

پونا اور تمام ممالک پیشوا کے خاندیس و ساگر مع صوبۂ مالوہ و اجمیر و .....

سنبھل پور و سرگوجہ و گڑھا منڈلا مع اُن علاقوں کے جو راجۂ ناگپور سے حاصل کیئے سنہ ۱۸۱۸ء

خطہ جات متعلقہ برہما۔ آسام۔ کاچار۔ منی پور۔ رخنگ۔ مارتبان کو ٹیناسیرام

کے دیئے ہوئے۔ اور جزائر مرکاٹی .... سنہ ۱۸۲۵ء

یہ تو سرکار انگریزی کا خاصہ ہے باقی تمام دیسی ریاستیں سرکار انگریزی کی مطیع و منقاد اُس کو خراج دیتی ہیں۔ اور سلطنت برطانیہ روز بروز ترقی کر رہی ہے سنہ ۱۸۲۱ء اور سنہ ۱۸۲۲ء میں اُس کے خراج و محاصل کی تفصیل یہ ہے۔

بابت خراج زمین بنگالہ	بابت خراج ممالک مدراس	بابت خراج علاقجات بمبئی
۵۰۲۰۰۴۳۳۱ روپیہ	۵۵۵۸۱۲۹۰ روپیہ	۸۵۵۷۴۱۰ روپیہ

جملہ اکیس کروڑ بہتر لاکھ تینتیس ہزار سات سو بیس روپیہ

محاصل نمک	محاصل افیون	حاصل کاغذ اسٹامپ	بلحاظ ممالک مفتوحہ یعنی ممالک جدیدہ	
۶۰۶۰۷۶۸۰	۱۱۲۵۷۲۸۰	۲۱۵۷۶۰۰	۴۷۹۰۰۱۴	۴۴۴۴۹۰

سب چار کروڑ ستر لاکھ ستاسی ہزار اُنسٹھ روپے ہوتے ہیں۔

جمع خراجی ۲۱۷۵۳۳۷۲۰ جمع سالانہ ۴۷۲۸۷۰۵۹ کل ۲۶۴۸۲۰۷۷۹

سب کا مجموعہ چھبیس کروڑ اڑتالیس لاکھ بیس ہزار سات سو اُناسی روپے حساب میں آتے ہیں جو سنہ ۱۸۲۱ء کے حساب سرکاری کے موافق ہیں۔ اورنگ زیب کے وقت میں فی ترقی دو روپیہ ایک روپیہ سرکار میں لیا جاتا تھا اب سرکار انگریزی میں نصف سرکار کا اور نصف زمیندار کا حق سمجھا گیا ہے

ٹیپو سلطان کی اولاد کا مجمل حال

جب سرینگ پٹن کا قلعہ فتح ہوگیا اور سلطان کی سلطنت انگریزوں کے قبضہ میں آگئی تو لارڈ مارنگٹن صاحب بہادر گورنر جنرل کی رائے نے دو امور ضروری کی جانب توجہ کی۔ ایک نامی عہدہ داروں اور سپہ سالاروں کی دلجوئی۔ دوسرے نواب حیدر علیخان بہادر خلد مکان کے لواحق اور سلطان فردوس آشیان کے زن و فرزند کا سرینگ پٹن سے علیحدہ کہیں بھیجنا چنانچہ امراؤں کی نسبت نہایت نرمی اور فیاضی کا برتاؤ کرکے ہر ایک کے مناسب حال تنخواہیں مقرر ہوگئیں بعض نے جاگیریں حاصل کرلیں۔ اور امر دوم کی نسبت کہ نواب مرحوم اور سلطان مغفور کا تمام کنبہ رائے ویلور کے قلعہ میں جو مدراس کے ماتحت ہے بود و باش اختیار کرے۔ اور ہر ایک کے لیے پچاس ہزار روپیہ سالانہ مقرر کیا گیا۔ اور شاہزادوں کی نگہداشت اور پیغام سلام کے لیے ایک سپرنٹنڈنٹ ساتھ کیا گیا۔ مطابق اس کے یہ سب کے سب عزت و احترام سے اس قلعہ میں رہنے لگے۔ قریب آٹھ سال تک وہاں قیام کیا۔ پھر اتفاق سے قلعہ کے سپاہیوں میں بلوہ ہوگیا۔ ہر چند یہ لوگ اس میں شریک نہ پائے گئے لیکن بعد تحقیق بمقتضائے احتیاط کلکتہ کو بھیجنا مناسب سمجھا گیا۔ اور وہ سب کے سب کلکتہ کو روانہ کیے گئے۔

اس محترم گروہ میں سلطان کے چھوٹے بھائی نواب کریم شاہ بھی تھے نواب کریم شاہ مع اپنے دو فرزند ارجمند نواب صفدر شکوہ عرف غلام علی

اور نواب حیدر شکوہ عرف امام بخش اور بارہ شہزادگان سلطان کے جن کی تفصیل یہ ہے

(۱) شہزادہ فتح حیدر سلطان (۲) شہزادہ عبدالخالق سلطان (۳) شہزادہ محی الدین سلطان (۴) شہزادہ معز الدین سلطان (۵) شہزادہ محمد یٰسین سلطان (۶) شہزادہ محمد سبحان سلطان (۷) شہزادہ محمد شکر اللہ سلطان (۸) شہزادہ سرورالدین سلطان (۹) شہزادہ جامع الدین سلطان (۱۰) شہزادہ منیر الدین سلطان (۱۱) شہزادہ غلام محمد سلطان (۱۲) شہزادہ احمد سلطان۔ اور تیرھویں اُن میں نواب حیدر حسین خاں داماد سلطان فردوس مکان تھے۔ سنہ ۱۸۰۶ء میں کلکتہ پہونچ کر مقام رسا میں بسیرا لئے گئے۔ پھر کتنی مدت کے بعد سید شہباز مرحوم کے فرزند یعنی سلطان فردوس مکان کے نواسے بھی ان سب سے جا ملے۔

وہاں یہ سب شہزادے نہایت عزت و احترام سے رکھے گئے۔ اور شاہزادوں کی تعلیم و تربیت کا بجائے خود علیحدہ انتظام کیا گیا۔ اب بھی کلکتہ میں اُن کی اولاد عزت و احترام سے گورنمنٹ کے زیر سایہ بسر کرتی ہے۔ اور شہزادگان میسور کے نام سے یاد کی جاتی ہے۔

ٹیپو سلطان کے صاحبزادوں میں شاہزادہ غلام محمد سلطان نے کلکتہ میں دو مسجدیں نہایت عالیشان بنوائی ہیں۔ اُن میں ایک مسجد مقام رسا میں واقع ہے۔ یہ مسجد سنہ ۱۲۵۱ ہجری میں بن کر تمام ہوئی۔ اس مسجد کی تاریخ یہ ہے۔

تاریخ بنائے مسجد

نام خدا مسجدے پُر زبہا و صفا	قبلۂ اہل سجود کعبۂ اہل قیام
چیست بگو بہر درش طالب حق خوار دار	اینک سرودہ صفا زمزم و رکن و مقام

پرنس غلام محمدؐ خلف ٹیپو سلطان



سالِ بنایش ازاں گفت سروشِ بخنین گرنہ دوئی خانۂ ثانی بیت الحرام
۱۲۵۳
۱۲۵۱ھ

اور دوسری مسجد نافِ شہر دارالامارۃ کلکتہ میں ایسے پُر فضا مقام پر واقع ہے۔ جو اس عالیشان شہر کے امراء و متمولین سے گھری ہوئی ہے اس کی تاریخ یہ ہے:۔

قطعہ تاریخ بنا مسجد واقع دھرم تلا کلکتہ

تعمیر ۱۲۵۸ھ

ابن سلطان ٹیپوئے مغفور ہم محمد بنام و ہم بہ ثنا
نہ محمد کہ بندہ اش از دِل پیروِ دینِ او بصدق و صفا
کردہ تعمیر این نشیمن پاک بہر ذکر و نماز و ورد و دعا
دست تمتع چو کعبۂ اسلام در ترفع چو مسجد اقصیٰ
گفت روح الامین ازاں تاریخ بہر اتمام او بطرز دعا

عمرک اللہ مسجد الاقصےٰ
برسولِ حق و باہل عبا
۱۲۵۸ھ

اور ایک باغ وسیع مع تالاب و گھاٹ سنگین گورِ غریباں اور عاشور کو تدفین تعزیوں کے لئے وقف کیا ہے۔ عملات حیدری اسی شاہزادہ کے نام پر لکھی گئی ہے +

شاہزادگانِ ٹیپو سلطان مقیم کلکتہ کی بقا و رحلت تا سنہ ۱۸۴۷ء

مصنف تاریخ حملات حیدری نے سنہ ۱۲۶۳ ہجری مطابق سنہ ۱۸۴۷ء تک ٹیپو سلطان کے شاہزادوں اور اُن کی اولاد وغیرہ کا حال یوں لکھا ہے کہ نواب کریم شاہ بہادر برادر خورد سلطان مع اپنے دو فرزندوں نواب صفدر شکوہ عرف غلام علی اور نواب جلیل شکوہ عرف امام بخش اور بارہ شاہزادگان ٹیپو سلطان کے سنہ ۱۸۰۶ء میں کلکتہ پہونچے۔ اُن شاہزادوں کے نام یہ ہیں۔

(۱) فتح حیدر سلطان (۲) عبدالخالق سلطان (۳) محی الدین سلطان۔ (۴) معزالدین سلطان (۵) محمد یٰسین سلطان (۶) محمد سبحان سلطان (۷) شکر اللہ سلطان (۸) سرور الدین سلطان (۹) جامع الدین سلطان (۱۰) منیر الدین سلطان (۱۱) محمد سلطان (۱۲) احمد سلطان۔

اور تیرھویں اُن میں نواب حیدر حسین خان داماد سلطان فردوس مکان تھے۔ زاں بعد نواب سید شہباز مرحوم کے لڑکے یعنی سلطان مغفرت نشان کے نواسے بھی اُن سے جا ملے۔ سلطان کے چار شاہزادوں کا ڈھائی ڈھائی ہزار اور باقی کا دو دو ہزار روپیہ ماہوار مشاہرہ مقرر ہوا۔ ان کے علاوہ دوسروں کی مناسب تنخواہیں مقرر کر دی گئیں۔ اور کلکتہ میں یہ گروہ نہایت عزت اور احترام سے دیکھا جانے لگا۔ اکثر اُن میں سے غریق رحمت ہوئے۔ جن کی تفصیل یہ ہے۔

شاہزادہ عبدالخالق سلطان نے غرہ شوال سنہ ۱۲۲۲ھ کو بعارضہ بواسیر رحلت فرمائی دو لڑکے شاہزادہ منعم الدین اور شاہزادہ مقیم الدین یادگار چھوڑے۔

(۲) نواب حیدر حسین خان داماد سلطان شہید نے بعارضہ سپرز ماہ رجب ۱۲۲۵ھ میں انتقال کیا اور ایک فرزند نواب خیر اللہ خان اور ایک لڑکی یادگار چھوڑی۔

(۳) محی الدین سلطان چوتھی ربیع الآخر ۱۲۲۶ھ ہجری کو گولی کی بندوق سے خود کو ہلاک کیا۔ اور پانچ شہزادے اور کئی بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔ شاہزادوں کے نام یہ ہیں:۔

شاہزادہ سعید الدین۔ شاہزادہ برہان الدین۔ شاہزادہ قطب الدین شاہزادہ محمد ٹیپو۔ شاہزادہ غلام دستگیر۔

(۴) فتح حیدر سلطان نے ۱۲۔ شعبان ۱۲۳۰ھ ہجری کو مرض سرسام میں رحلت کی سات بیٹے حسب ذیل یادگار چھوڑے۔

شاہزادہ جعفر الدین۔ شاہزادہ محمد باقر۔ شاہزادہ غلام محی الدین۔ شاہزادہ شہاب الدین۔ شاہزادہ محمد سلطان۔ شاہزادہ سلطان حسین۔ شاہزادہ محمد علی۔ اور کئی بیٹیاں اُن سے علاوہ ہیں۔

(۵) معز الدین سلطان نے ۲۲۔ جمادی الاول ۱۲۳۳ھ ہجری کو رحلت کی۔ ایک فرزند شاہزادہ نظام الدین اور تین بیٹیاں یادگار رہیں۔

(۶) احمد سلطان دسویں شعبان ۱۲۳۹ھ ہجری رہگرائے عالم بقا ہوا تین بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔

(۷) نواب کریم شاہ بہادر برادر خورد ٹیپو سلطان خلف ثانی نواب حیدر علیخان بہادر مغفور نے اسی برس کی عمر میں بماہ جمادی الثانی ۱۲۶۶ھ کو رحلت فرمائی نواب غلام علی اور نواب امام بخش دو بیٹے اور دو بیٹیاں یادگار رہیں۔

(۸) نواب امام بخش خلف نواب کریم شاہ نے ۱۸۳۲ء عیسوی میں انتقال کیا۔ ایک فرزند نواب نورالحق یادگار چھوڑا۔

(۹) سرور الدین سلطان نے ۶۔ جمادی الثانی ۱۲۴۹ھ کو رحلت کی۔ دو بیٹیاں یادگار رہیں۔

(۱۰) شکر اللہ سلطان نے ۲۴۔ جمادی الآخر ۱۲۵۳ھ کو انتقال کیا اور حسب چھ فرزند یادگار چھوڑے۔

شاہزادہ بشیر الدین۔ شاہزادہ جلال الدین۔ شاہزادہ اعظم الدین۔ شاہزادہ محمد مہدی شاہزادہ وارث الدین۔ شاہزادہ محمود شاہ۔ دو بیٹیاں ان کے علاوہ ہیں۔

(۱۱) منیر الدین سلطان ۲۔ رمضان ۱۲۵۳ھ کو بعارضہ سپرز ہنگرامے عالم بقا ہوا۔ شاہزادہ انور شاہ اور دو بیٹیاں یادگار رہیں۔

(۱۲) جامع الدین سلطان نے ۱۷۔ شوال ۱۲۵۵ ہجری کو بیرون دارالسلطنت فرانس میں رحلت کی۔ شاہزادہ بدر الدین یادگار رہا۔

(۱۳) سلطان محمد سبحان نے ۲۴۔ رمضان ۱۲۶۱ھ کو بعارضہ ہیضہ انتقال فرمایا۔ چار بیٹے شاہزادہ شوکت الدین۔ شاہزادہ پاک اختر۔ شاہزادہ اللہ نواز۔ شاہزادہ غلام محمود اور کئی بیٹیاں یادگار چھوڑیں۔

(۱۴) نواب سید شہباز مرحوم کے لڑکوں میں سے جو سلطان شہید کے نواسے ہوتے ہیں۔ اب صرف تین شاہزادے محمد رفیع الدین۔ محمد رحیم الدین محمد عظیم الدین باقی ہیں۔

(۱۵) اب سلطان جنت مکان کے یہ دو شاہزادے یٰسین سلطان اور

شہزادہ محمد فیروز شاہ خلف پرنس غلام محمد



محمد سلطان باقی ہیں۔ اور شاہزادہ یٰسین سلطان کے یہ پانچ فرزند۔ شاہزادہ کیقباد شاہزادہ عالی گوہر۔ شاہزادہ فیروز شاہ۔ شاہزادہ مظفر شاہ۔ شاہزادہ بہرام شاہ۔ اور کئی بیٹیاں زندہ موجود ہیں۔

(۱۶) شاہزادہ محمد سلطان[1] کے یہ دو بیٹے شاہزادہ فیروز شاہ اور شاہزادہ حلیم الزمان اور تین بیٹیاں زیب افزائے کاشانۂ محمد سلطان ہیں۔

ٹیپو سلطان فردوس مکان کی نسبت مؤلف کتاب ہذا کی رائے

سنہ ۱۹۰۸ء

اس وقت تین مستقل تاریخیں میرے سامنے ہیں۔ ایک نشان حیدری فارسی جس کے مؤلف میر حسین علی کرمانی نے حیدر علی خان کا زمانہ دیکھا۔ اور ٹیپو سلطان کی سرکار میں نوکر رہے۔ محاصرۂ قلعہ اور روئداد تاراجی کا معاینہ کیا۔ اور قریب قریب اُسی زمانہ میں تاریخ لکھنے پر قلم اٹھایا۔ اور قابلانہ جامعیت سے سنہ ۱۲۱۷ ہجری میں اُس کو پورا کیا۔ ان صاحب کی تالیف سے تذکرۃ البلاد نام ایک کتاب اور بھی ہے۔ جس میں ٹیپو سلطان کے ماتحت شہروں اور قلعوں

---

[1] اسی شاہزادہ محمد سلطان کے نام پر کتاب حملات حیدری لکھی گئی۔ اور اسی شاہزادہ نے کلکتہ میں دو مسجدیں عالیشان تعمیر کیں اور مسلمانوں کے لئے ایک قبرستان وقف کیا۔

اور قابل ذکر راجاؤں اور اعلیٰ عہدہ داروں کا ذکر ہے جس کا حوالہ جا بجا اس کتاب میں دیا گیا ہے۔ لیکن وہ تذکرہ میری نظر سے نہیں گذرا۔

دوسری تاریخ حملات حیدری ہے۔ جو شیخ احمد علی گوپاموی نے ۱۲۶۳ھ مطابق ۱۸۴۸ء میں بمقام کلکتہ مولوی عبدالرحیم کی تاریخ فارسی موسوم بہ کارنامۂ حیدری اور میر حسین علی کرمانی کی نشانِ حیدری سے اُس وقت کی زبان اُردو میں ترجمہ کے طور پر مدون کر کے حملات حیدری نام رکھا اور شاہزادہ محمد سلطان عرف غلام محمد ابن ٹیپو سلطان نزیل کلکتہ کے نام نامی سے معنون کیا۔ ہرچند اس کتاب کی ترتیب میں طوالت زیادہ ہو گئی ہے اور اُس زمانہ کی اُردو آج کل پسند نہیں کی جاتی۔ پھر بھی اس خیال سے کہ مولف نے خاندان ٹیپو سلطان کے شاہزادوں سے ملنے اور تحقیق مزید کرنے کا موقع پایا۔ اس میں کئی واقعات نشان حیدری سے زیادہ آ گئے ہیں۔

تیسری تاریخ انگریزی لیوان۔ بی۔ بورنگ صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی۔ چیف کمشنر ریاست میسور کی ہے۔ جو صاحب موصوف نے چھوٹی چھوٹی دو جلدوں میں لکھی ہے۔ اور انگریزی تحقیق و تدقیق اور قوم انگریزی کی برتری اور سرکاری مصلحتوں کے لحاظ سے اس تاریخ کو ایک سرکاری تاریخ قرار دے سکتے ہیں۔ اور الحق بورنگ صاحب نے اگر بعض جگہ اپنی قوم اور سرکاری مصلحتوں کے لحاظ سے کسی بات کو بنانے یا کسی بات پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ہے تو بعض مقامات پر نواب حیدر علی خان بہادر خلد مکان ٹیپو سلطان فردوس مکان کی نسبت مورخانہ رائے دینے میں اپنے غضبناک ولیر قالو بھی رکھا ہے۔ اور ان کی سچی تعریف کو

تفصیل سے بیان نہیں کیا لیکن اجمالاً ان تعریفوں کا اقرار فرمایا ہے اور اس تاریخ
میں زیادہ تر ان واقعات کا ذکر کیا گیا ہے جن کو سرکار انگریزی کی ذات یا اسکی
پالیسی سے تعلق تھا۔ ٹیپو سلطان کی اولوالعزمیوں میں سب سے زیادہ جس خیال نے
گورنمنٹ انگریزی کو بیدار اور نعل در آتش بنایا وہ ٹیپو سلطان کا فرانسیسیوں کے
ساتھ ملکر انگریزوں کو ہندوستان سے نکال دینے کا خیال تھا۔ اس کے ساتھ
سلطان کی وہ پولیٹیکل کارروائیاں جو سفیروں کے ذریعے سے امیر افغانستان اور شاہ
ایران اور سلطان روم (فرمانروائے سلطنت عثمانیہ) اور دوسرے والیان
ملک کے ساتھ جاری تھیں۔ وہ بمبئی اور مدراس کی گورنمنٹوں سے لیکر حضور ولسیرا
وگورنر جنرل تک کو آرام کی نیند سونے نہ دیتی تھیں۔

اور اس میں کچھ شک نہیں کہ اگر اس وقت میں فرانس کی گورنمنٹ بیدار ہوتی
اور اسکو یورپ میں انگریزوں کے ساتھ جنگ کرنے میں ہندوستان کی طرف سے
تساہل کا وقت نہ آیا ہوتا تو انگریزوں کی شکست میں شک نہ تھا۔ چنانچہ خود
بونگ صاحب بہادر نے ٹیپو سلطان کی سلطنت سے بھی پہلے (جس کی
طاقت بعد کو اور زیادہ بڑھ گئی تھی) نواب حیدر علیخان کی نسبت آخر کتاب
میں یہ ریویو کرتے ہوئے یہ فقرے لکھے ہیں "نواب حیدر علیخاں کے بہت
بڑے ارادہ میں ناکام رہنے کی ایک وجہ یہ تھی کہ اُس کے ہندوستانی سرداروں
نے آخر وقت میں اُس سے دغا کی۔

دوسری وجہ فرانسیسی گورنمنٹ کی کاہلی تھی۔ جس نے اپنی کل طاقت کو
اسلئے بیکار رکھا تھا کہ شمالی امریکہ میں انگریزوں کا مقابلہ کرے اور اُس نے کچھ پروا

نہ کی۔ کہ اپنی گئی ہوئی ہندوستان کی فضیلت کو پھر سے قایم کرے۔ اگر فرانسیسی گورنمنٹ کافی فوج کارومنڈل ساحل پر بھیجدیتی جبکہ حیدرعلی مدراس گورنمنٹ سے جنگ کررہا تھا۔ (حیدرعلی کی طرف سے ٹیپو سلطان ہی لڑ رہا تھا) تو کوئی شک نہیں ہوسکتا۔ کہ فورٹ سینٹ جارج فتح ہوجاتا۔ اور انگریزی حکومت کی بجائے فرانسیسی جھنڈا لہرانے لگتا۔ ڈی لبی بہت دیر میں آیا اور حیدرعلی کی وفات کے بعد وارن ہسٹنگز کے توڑ جوڑ نے فرانسیسیوں کے زوال کو ہندوستان میں پورا کردیا۔"

یہ توڑ جوڑ کیا تھے۔ فرانسیسیوں کی کوٹھیاں توڑ دیں۔ فرانسیس جہاں جہاں ملازم تھے یا سوداگرانہ تعلق رکھتے تھے وہاں سے اُن کو برخاست کرادیا۔ نظام حیدرآباد کے پاس چودہ ہزار فرانسیسیوں کی فوج تھی۔ اُن سے عہد کرالیا کہ وہ فرانسیسیوں کو موقوف کردیں گے۔ اور آیندہ نوکر نہ رکھیں گے۔ صرف ٹیپو سلطان پر قابو نہ تھا۔ اُسکے لئے بنگال۔ مدراس۔ بمبئی کی انگریزی فوجوں سے زور ڈالا۔ اور مرہٹوں کے پونہ اور نظام حیدرآباد کو ورغلا کر ٹیپو سلطان کے ممالک محروسہ میں آئے دن آفت برپا رکھی۔ اور پھر ٹیپو سلطان کو سر اٹھانے کا موقع نہ دیا۔

دوسرا نہایت غور طلب معاملہ یہ ہے۔ کہ ٹیپو سلطان کو انگریزوں کے ساتھ کیوں اتنی خصومت اور ایسی پرخاش تھی۔ برخلاف اسکے فرانسیسیوں پر کیوں اتنا مہربان تھا۔ حالانکہ یہ دونوں سوداگری پیشہ اور عیسائی مذہب رکھتے تھے۔ اس بات کو ہم سلطان کی فطرت اور بدنیتی اور بغض بے واسطہ پر محمول

نہیں کر سکتے بلکہ اُس کے اور اُس کے باپ کے عہد حکمرانی کی متعدد مثالوں سے ایسا پتہ ملتا ہے کہ انگریزی قوم میں اُس وقت تک سلطنت کے اخلاق کی خوبو نہ آئی تھی اور فرنچ قوم کا اخلاق انگریزوں سے زیادہ یگانگت پیدا کرنے کی تاثیر رکھتا تھا۔ سوائے اِس کے انگریز صرف اپنے مطلب کے غرضی تھے اُن کو اپنی قول پروری یا گوفتہ عہد و پیمان کی پروا نہ ہوتی تھی۔ بلکہ وہ جس وقت جیسا موقع پاتے تھے اُس موقع سے اپنا فایدہ اٹھانا مقصود سمجھتے تھے کبھی مرہٹوں سے ملکر حیدرآباد پر زور ڈالا۔ کبھی نظام سے ملکر مرہٹوں سے کام نکالا کبھی نواب حیدر علیخان اور ٹیپو سلطان سے دب کر غوضمندانہ باتیں بنانے لگے کبھی نظام حیدرآباد اور مرہٹوں کو حیدر علیخاں اور ٹیپو سلطان کے خلاف بھڑکا دیا کبھی خود ان دونوں سے ملکر حیدر علیخاں اور ٹیپو سلطان کے پیچھے پڑ گئے۔ غرض اُس وقت میں اُن کے قول و قرار کا کچھ اعتبار نہ تھا اپنے وقت اُن سے مدد چاہتے اور ان کے وقت پر علیحدہ ہو کر دور سے تماشا دیکھتے۔ برخلاف اس کے فرانسیس لوگ بات کے پکے قول کے سچے اور شریفانہ برتاؤ میں انگریزوں سے فایق تھے۔ وقت پڑنے پر خیر خواہی و وفاداری اور جان نثاری کو حاضر رہتے تھے اسلئے طبعی طور پر انکی محبت نے سلطان کے شریف دل میں گھر بنا لیا تھا۔ اور انگریزوں سے وہ اتنا بیزار ہو گیا تھا کہ علانیہ طور پر اُن کے خلاف اپنی نیت کو تحریر و تقریر میں ظاہر کر دیا کرتا تھا۔ اور بے شک یہ ایک اخلاقی غلطی تھی جس نے اِس حد تک خرابیاں پیدا کیں ورنہ قوم فرنچ کو انگریزوں پر فوقیت کی کوئی وجہ قرار نہیں دیجا سکتی۔ یا یوں کہا جاسکتا ہے کہ انگریزوں نے اُسکے ملک اور خزانہ کے لئے لالچ کے سامنے تمام اخلاقی معایب کی کچھ پروا نہیں کی۔ انگریزوں کی مخالفت کو صرف مذہب سے لگاؤ نہ تھا اگرچہ سلطان

مذہبی پیرایہ میں اس کا ذکر کرتا تھا۔ تاکہ عام مسلمانوں کو گرویدگی ہو لیکن فی الحقیقت وہ ایک ملکی خیال تھا اگر انگریزوں کی قوم مسلمان ہوتی اور سلطان کی نسبت ایسی کارروائیاں کرتی تو سلطان اُس کا بھی ایسا ہی دشمن ہو جاتا۔ تیسری بات جس نے انگریزوں کو بوکھلا دیا تھا ٹیپو سلطان کا عزم تجارت اور بحری فوج میں لگا ہوا تھا ٹیپو سلطان کا ارادہ ایک بہت بڑا جہازی بیڑا تیار کر کے بڑے پیمانہ پر ہر قسم کی تجارت کرنے کا تھا جس سے انگریزوں نے یہ رتبہ حاصل کیا۔ انگریزوں نے دیکھا کہ ہم کو ڈچ اور فرانسیسیوں کے شکست دینے میں اتنی دقتیں برداشت کرنا پڑیں اب اگر ٹیپو سلطان نے اس میدان میں قدم رکھا تو فرانسیسیوں کی شرکت سے ہم کو سخت نقصان پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ ٹیپو سلطان نے اِس عزم کو بڑے پیمانہ پر شروع کیا تھا چنانچہ مسٹر بورنگ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

سلطان کی تیز دوربین نظر سے جہازوں کی ضرورت بھی نہ بچی اُس نے ۱۷۹۶ء میں امیرالبحروں کی ایک جماعت قایم کی جس میں گیارہ اراکین تھے اِن اراکین کا لقب "میریم" رکھا گیا۔ ان اراکین کے ماتحت تیس امیرالبحر تھے۔ بحری فوج کے متعلق بیس جنگی جہاز کلاں اور بیس چھوٹے جہاز تھے اور ان دونوں قسموں میں سے چھ چھ جہاز منگلور اور سات سات جہاز واجد آباد میں میرجان کی کھاڑی کے قریب اور سات سات ماجد آباد یعنی سدا شیو گڑھ میں متعین رہنے کو تھے۔ جنگی جہاز دو درجوں میں تقسیم کئے گئے تھے یعنے درجہ اول اور درجۂ دوم۔ درجۂ اول کے ہر جہاز پر بہتر توپیں چڑھنے کا حکم تھا۔ اور درجۂ دوم کے جہاز پر ۶۲ توپیں چڑھنے کی تجویز ہوئی تھی۔ یہ توپیں

تین مختلف اقسام کی تھیں۔ زیادہ چھوٹے جہازوں پر چھیالیس توپوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ سلطان نے ان امیران یم کی جماعت میں جہازوں کے نمونے تک بھیج دیئے تھے۔ کہ ان نمونوں کے موافق جہاز تیار کیے جائیں اور جہازوں کے پیندے کے واسطے ہدایت ہوئی تھی کہ تانبے کے بنائے جائیں۔ اور جہازوں کی لکڑی کے لئے جنگل بھی نامزد کر دیا گیا تھا۔ لیکن یہ زبردست تجویز قوہ سے فعل میں نہ آنے پائی تھی کہ جہازوں کی تعمیر سے پہلے سلطان کے دور کا خاتمہ ہو گیا۔

یہ بات سچ ہے کہ جہازی بیڑہ کے تیار ہونے سے پہلے سلطان کے دور کا خاتمہ ہو گیا لیکن سلطان کی اولوالعزمی کا خاتمہ نہیں ہوا وہ اب تک صفحات تاریخ پر اُس کے بلند خیالات کا اظہار کر رہی ہے۔

اور اگر ٹیپو سلطان انگریزوں اور مرہٹوں اور نظام حیدر آباد اور اندرونی راجاؤں کی چوطرفہ یلغار و یورش اور اپنے نمک حرام افسروں اور عہدہ داروں کی سازشں سے بچ جاتا اور اس تجویز کا میاب ہو جاتا تو ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ اُسکی طاقت خشکی اور دریا میں کیا اثر پیدا کر سکتی تھی اور وہ دولت عثمانیہ اور ایران اور فرانسیسیوں سے ملکر کس حد تک اپنی بلند خیالی کا ثبوت دے سکتا تھا۔ جسکی دوسری مثال ہندوستان کے راجاؤں اور بادشاہوں کے خیالات سے دستیاب نہیں ہوتی۔ اور کون کہہ سکتا ہے کہ اس کا عزم نادر اور نپولین کے عزم سے کم تھا۔

چوتھی بات غور طلب یہ ہے کہ ٹیپو سلطان نے اپنے باپ کے وقت سے

مختلف معرکوں میں باہر نکلکر جنگ کی۔ اور ہر معرکہ میں فنون جنگ و پیکار کے موافق اعلے درجہ کا بہادر جنرل ثابت ہوا اور لاکھ لاکھ دو دو لاکھ فوج کو اس کی فوجوں نے پریشان کر کے ناکام واپس بھیجا لیکن خاص سرنگ پٹن کے محاصرۂ آخری میں کیا ہوا کہ اُس سے باوصف موجودی اپنی دارالسلطنت کے قلعہ سنگین و افواج قہار و توپخانۂ آتشبار کے کامیابی کی کوئی صورت بن نہ پڑی۔ اس کی صورت یہ ہے۔ کہ ٹیپو سلطان نے بحیثیت ایک اولوالعزم اور جنگ آور بادشاہ ہونے کے اقتضائے طبیعت لوکان سے جو بات خلاف مصلحت ملکی کے جایز رکھی وہ یہ تھی کہ اُس نے اپنے باپ کے وقت کے تمام کار آزمودہ اور جاں نثار اور وفادار اور فن حرب و ضرب اور تاخت و شبخون سے واقف اور ماہر افسر اور سرداروں کو معزول و مخذول کر دیا۔ اسی طرح انتظامی صیغوں سے پُرانے تجربہ کار افسر نکل گئے۔ اور ان کی جگہوں پر جو نئے لوگ مامور ہوئے یہ قریب قریب سب کے سب نا اہل۔ نا تجربہ کار۔ فنون جنگ سے ناواقف انتظام سلطنت سے ناآشنا۔ عیاش۔ بوالہوس۔ گندم نما و جو فروش۔ عیّار۔ مکار۔ دغا باز۔ کم حوصلہ۔ خوشامدی۔ خود غرض۔ سازشی۔ شریر۔ چالاک۔ مفتری کذاب تھے۔ اِن میں سے اکثر ہنود مرہٹوں سے مل گئے۔ اکثر مسلمان نو دولتوں کو حیدر آباد کے میر عالم نے گانٹھ لیا۔ چند بڑے بڑے ذی اثر اور سیاہ و سپید کا اختیار اور ہست و نیست کا اقتدار رکھنے والے وزیروں ندیموں اور افسران فوج کو انگریزی افسروں نے ملا لیا۔ جس سے سلطان کا محکمہ جاسوسی بالکل بیکار ہو گیا۔ سلطان کو انگریزوں کے نقل و حرکت کی کوئی بھی خبر نہ پہونچتی تھی۔ اور سلطان کے نقل و حرکت کی ذرا ذرا سی بات انگریزی

افسروں تک پہونچا دی جاتی تھی۔ سلطانی فوجوں کے سردار و افسر سوائے ادھر ادھر گھوڑا دوڑانے کے کوئی مناسب وقت کام نہ کرتے تھے۔ بہادر اور جاں نثار سپاہی دانت پیستے تھے کہ ہمارے افسروں کو کیا ہو گیا ہے جو اپنے ایسے نامور سلطان کی عزت خاک میں ملا رہے ہیں لیکن وہ بغیر افسروں کے حکم کے کیا کر سکتے تھے۔ اسی طرح سلطان کی طرف سے عام دکھاوے کو جو بندوقوں کی باڑھیں ماری جاتیں وہ ایسے موقع سے ماری جاتیں کہ ان سے غنیم کا کچھ نقصان نہ ہوتا اور سلطانی توپوں میں سن اور مٹی کے گولے بھر کر چلائے جاتے۔ جس سے صرف آواز ہی آواز ہو جاتی۔ باقی ہیچ۔

سلطان کی طرف دو چار افسر جو اپنے آقا کے حق نمک پر جان دینے والے اور اپنے آقا کی بات رکھنے والے تھے وہ دو چار مقام پر لڑتے بھڑتے مارے گئے۔ پھر بالکل میدان خالی ہو گیا اور نہ صرف میدان جنگ بلکہ تمام قلعہ میں فولاد کا سازشی جال پھیل گیا جس سے خود سلطان کو ایک کھڑکی سے نکلکر پھر اس کھڑکی کے راستہ سے آنا نہ ملا۔ کیونکہ اندر سے قفل ڈالدیا گیا تھا جس سے مایوس سلطان نے سوائے شہادت کے کوئی چارہ نہ دیکھا۔ اور نہایت بہادری سے لڑتے ہوئے قریب دروازہ قلعہ کے شہید ہو گیا۔

مذہب کی حیثیت سے سلطان کو اسلام کی پاسداری بدرجہ کمال ملحوظ رہتی تھی۔ وہ اورنگ زیب عالمگیر کی طرح اعلے درجہ کا متقی۔ پرہیزگار۔ اور ہر باب میں پابند شریعت مذہب پایا جاتا۔ لیکن وہ دکن کا دوسرا اورنگ زیب بننا چاہتا تھا اور اس کی اولوالعزمی اور شجاعت نے اوسکے سامنے

ہر طرح کے سامان فتوح جمع کر دیئے تھے وہ ایک بہت بڑے ملک اور بہت بڑی فوج اور بہت بڑے خزانہ کا مالک تھا۔ اور اس کی فوج آخر وقت تک اس کی خیر خواہ اور وفادار رہی۔ اگر چند نمک حرام سازش میں حصہ نہ لیتے تو اس کو یہ روز بد دیکھنا نصیب نہ ہوتا۔ مگر یہ تو اس ملک کی فطرت کے خلاف ہے کہ کوئی غیر بادشاہ اس ملک کی تسخیر کا ارادہ کرے۔ اور اس ملک کے چند غدار اور نمک حرام اس کے خلاف ہو کر غنیم سے سازش پر تیار نہ ہوں شاید آپ کو اس سے ہندوستان یا ہندوستان کے کسی حصہ ملک کی تاریخ خالی نظر نہ آئے گی۔ جہاں دو چار نمک حراموں نے اپنی ملکی یا قومی عزت کو خیر باد نہ کہا ہو۔

ٹیپو سلطان کے بعد انگریزوں کی بہت بڑی حکمت عملی تھی جو راجگان قدیم میسور میں سے ایک لڑکے کو اس حصہ ملک جو میسور سے متعلق تھا حکمران کرکے اپنا ایک خاص اثر قایم رکھا۔ اور پھر حسن انتظام سے اس ریاست کو اس درجہ کمال تک پہونچا دیا کہ آج وہ تمام ہندوستان کی دیسی ریاستوں میں بطور لاثانی نگینے کے دیکھی جاتی ہے باقی جو حصہ نظام کو دیا گیا تھا وہ بہت تھوڑے عرصہ میں پھر انگریزوں کے پاس چلا گیا۔ اسی طرح پیشوائے پونا کا حصہ اس کے دوسرے ممالک کو بھی اپنے ساتھ لگا لیا جس پر آج انگریزی پرچم لہراتا ہے اور ٹیپو سلطان کے شاہزادوں اور خواتین محلیا کو تو کلکتہ میں عزت واحترام سے جگہ بھی مل گئی لیکن سلطان کے دغا باز رفیق وندیم اور نمک حرام اہلکار وعہدہ داروں کا نام ونشان بھی باقی نہیں۔ اور نواب حیدر علیخان (اور

ٹیپو سلطان کا نام اس وقت تک تمام ملک میسور اور بنگلور اور تمام مدراس و بمبئی اور بلاد دکن میں نہایت عزت اور احترام سے لیا جاتا ہے اور اُنکی بہادری اور شجاعت کے حالات کو بطور افسانہ بیان کیا جاتا ہے۔

رستم رہا زمیں پہ نہ بہرام رہ گیا
مردوں کا آسماں کے تلے نام رہ گیا

اب ہم چند انگریزی الزامات کا جواب دیتے ہیں۔

انگریزی الزامات کے جواب

مسٹر لیون۔ بی۔ بورنگ صاحب بہادر سی۔ ایس۔ آئی چیف کمشنر میسور اپنی تاریخ میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

بدنور کا گورنر مالابار کی نیر قوم کا ایک شخص تھا جس کا نام شیخ ایاز یا حیات صاحب تھا۔ یہ زبردستی مسلمان کر لیا گیا تھا۔ حیدر علی کو اس سے محبت تھی لیکن ٹیپو کو عداوت ہو گئی تھی اس لئے اس کی جگہ دوسرا شخص مقرر کر دیا تھا لیکن قبل اس کے کہ ایاز کا جانشین لطف علی بیگ حیدر گڑھ (بدنور) پہونچکر ایاز سے چارج لے ایاز کو یہ حال معلوم ہو گیا اور اس نے شہر اور قلعہ جنرل میتھوز کے حوالہ کر دیا اور شیخ ایاز ایک بڑا خزانہ ہمراہ لے کر بمبئی کو فرار ہو گیا۔

جواب۔ مسٹر بورنگ یا اور کسی ایسی رائے ظاہر کرنے والے کو سچائی اور انصاف سے اس بات کا دیکھنا لازم ہے کہ شیخ ایاز ایک ذلیل قوم نیر کا کم عمر لڑکا تھا جس کو

حیدر علیخان نے اُس کے حُسن صورت کی وجہ سے پالا اور تعلیم دلائی۔ اور چونکہ کوئی شخص مذہب اسلام کے موافق زبردستی مسلمان نہیں کیا جا سکتا۔ جب تک کہ وہ وعظ و پند سے راضی نہ کیا جائے اسلئے وہ بالیقین رضامندی سے مسلمان کیا گیا۔ اور نواب حیدر علیخان بہادر نے اسکو اس درجہ تک ترقی دی کہ وہ بیرونجات میں سب سے اونچا درجہ سمجھا جا سکتا ہے یعنی حیدرنگر (بڈنور) کا گورنر مقرر کر دیا اس سے زیادہ فیاضی کا ثبوت کیا ہو سکتا ہے۔ اور ٹیپو سلطان نے اس کو خواہ مخواہ موقوف نہیں کیا بلکہ جب اس کو مخفی تحریرات اور محکمہ جاسوسی سے اس بات کا صحیح علم ہو گیا کہ وہ انگریزوں سے ملگیا ہے اور عنقریب وہ انگریزوں کو داخل کر لینا چاہتا ہے۔ تب اُس نے اس کی معزولی اور لطف علی بیگ کے تقرر کا حکم دیا اس پر بھی اُس نمک حرام نے قلعہ وغیرہ جنرل متھیوز کے حوالہ کر کے بہت بڑا خزانہ جو اُسکے چارج میں تھا ہمراہ لے کر انگریزوں کی حمایت پر بمبئی کا قصد کیا اور بمبئی میں جا بیٹھا انصاف پسند طبیعتیں خود فیصلہ کر سکتی ہیں۔ کہ انگریزوں کو ٹیپو سلطان کے ایک گورنر کو ملا کر ایسی کارروائی کرنا اور ایسے نمک حرام۔ خائن۔ بددیانت کو اپنے پاس جگہ دینا کیسا ناپسندیدہ خیال سمجھا جا سکتا ہے۔

الزام۔ ٹیپو نے شیخ ایاز کے بھاگ جانے اور وہ قلعہ انگریزوں کو سپرد کر جانے کے بعد اس قلعہ کا محاصرہ کیا اس وقت انگریزی سپاہ میں صرف ایک ہزار چھ سو آدمی تھے۔ جن میں چار سو یورپین تھے۔ یہ تعداد ناکافی تھی اس لئے انگریزی فوج نے اطاعت قبول کر لی۔ اور ٹیپو نے سب انگریزوں کو پابزنجیر کر کے سرنگا پٹم کو روانہ کر دیا

جہاں میتھوز کو بھوک سے اس قدر ایذا پہونچائی گئی کہ وہ زہر آلود کھانا کھانے پر مجبور ہوا۔ اور اسی میں اس کا کام تمام ہو گیا بعض بیانوں سے یہ معلوم ہوا کہ گارد کے سپاہیوں نے اُسے بندوق کے کندوں سے ہلاک کر ڈالا یہ کہا جاتا ہے کہ ٹیپو نے ایسا شدید انتقام اس وجہ سے لیا۔ کہ میتھوز کی فوج کے ایک دستے نے اننت پور کے باشندوں کو جو بڈنور سے علیحدہ ایک بستی ہے ظلم سے قتل کیا تھا لیکن مسٹر ولکس اپنی تاریخ میں کہتے ہیں کہ یہ عذر قطعی غلط تھا۔

جواب۔ ٹیپو سلطان کے انتقام کے لئے یہ عذر کچھ کم نہ تھا کہ جنرل میتھوز نے ٹیپو سلطان کے ایک گورنر (شیخ ایاز) سے ملکر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اُس نمک حرام کو مع تمام خزانہ کے ممبئی کو بھاگ جانیکا موقع دیا۔ ہم پوچھتے ہیں کہ اگر کوئی والئے ملک کسی انگریزی قلعدار کو ملاکر ایک ایسے بڑے نامور قلعہ پر قبضہ کرے اور اُس کا تمام خزانہ نکلوا دے تو کیا اُس سے انتقام نہ لیا جائے گا۔ اب رہی یہ بات کہ جنرل میتھوز کو بھوک سے ایذا پہونچائی گئی اسلئے وہ زہر آلود کھانا کھانے پر مجبور ہوا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جنرل صاحب کو ان کی مرضی کے موافق انگریزی کھانے میسر نہ آئے ہوں۔ یہ بات دوسری ہے لیکن بدنیتی کے ساتھ بھوک سے ایذا پہونچانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ اکثر انگریز ہمارے یہاں کے کھانوں کو ناپسند کرتے اور اپنی صحت کے خلاف جانتے ہیں اس لئے ممکن کہ انگریزی ملازمے کی غصہ آلود حالت میں ان کھانوں کو زہر آلود خیال کر لیا گیا ہو کیونکہ اگر سلطان کو جنرل میتھوز کا زندہ اور سلامت رکھنا مقصود نہ ہوتا تو اسکو قتل کے حکم سے روکنے

والا کون تھا۔ ہمارے نزدیک جنرل میتھوز جو ایک بہت بڑا جلیل القدر افسر تھا اس طور پر سلطان کے ہاتھ میں پڑنے کے بعد جوش غیرت سے متاثر ہو کر فوت ہوا گو اُس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ اُس کے درجہ اور مزاج کے موافق ہر بات کا انتظام نہیں کیا گیا۔

الزام۔ بیان کرتے ہیں کہ ٹیپو نے بعض عیسائیوں سے یہ خواہش کی کہ وہ اپنی بیٹیاں اُس کے حرم میں داخل کرا دیں۔ اور جب ان لوگوں نے انکار کیا تو اُن کے ناک کان اور اوپر کے ہونٹ کاٹ کر مُنہ کالا کیا اور گدھوں پر چڑھا کر سڑکوں پر پھنڈایا۔

جواب۔ لاحول ولا قوۃ۔ بورنگ صاحب جیسے اعلےٰ عہدہ دار مورخ کو ایک ایسے لغو بیان کا اپنی کتاب میں درج کر دینا سخت شرمناک بات ہے حقیقت یہ ہے کہ اس وقت میں ایسے خیالات اسلئے تصنیف کیئے جاتے تھے تاکہ ولایت والے انگریزوں کو اُن کے سننے سے غیرت آئے اور وہ جو بار بار سلطان کے ساتھ صلح و آشتی پیش آنے کی ہدایت کرتے رہتے ہیں اس سے اُنکے دل پھر جائیں جیسا کہ آج کل بعض اینگلو انڈین ہندوستانیوں کی طرف سے شرفائے انگلستان کے قلوب پھیرنا چاہتے ہیں۔ ہم نہیں کہہ سکتے کہ اگر ٹیپو سلطان ایسا چاہتا تو وہ کونسا عیسائی تھا جو فخریہ اسکو قبول نکرتا۔ ہمارے نزدیک اُس کی نسبت یہ خیال ہی غلط ہے چنانچہ خود بھی بورنگ صاحب اُس کی نسبت اپنے آخری ریویو میں تسلیم کرتے ہیں کہ ٹیپو سلطان اپنے باپ کی طرح ہرگز عیاشی کا خوگر نہ تھا۔ وہ کبھی کسی عورت کا والا و شیدا نہیں ہوا۔ ہم نے اس تراشیدہ بیان کو سلئے اس مقام کے ہندو مسلمان

کی کسی تاریخ میں نہیں پڑھا۔ اس لئے یہ ٹیپو سلطان کی نسبت محض افترا و اتہام ہے

الزام۔ اسی قسم کے ظلم کورک کے باشندوں کے ساتھ بھی ہوئے۔ کورک والوں نے ٹیپو کے گورنر کا مقابلہ کیا اسلئے وہ بذات خود فوج لیکر گھس پڑا۔ اور کورک والوں کی رسم قبیحہ پر کہ اُن کی ایک عورت کئی کئی شوہر کرتی تھی اُن کو ملامت کے ساتھ تنبیہ کی کہ اگر آیندہ پھر سرکشی اور بغاوت کروگے تو جلا وطن کرکے مسلمان کرلئے جاؤگے۔ چنانچہ آگے چلکر ٹیپو نے واقعی اپنی دھمکی کو پورا کر دکھایا یعنی تمام ضلع کو اجاڑ دیا۔ اور وہاں کے باشندوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ہنکا کر لے گیا۔ اور سرنگاپٹم میں لے جاکر مردوں کے ختنے کئے گئے۔ اور انہیں ایسے کام کرنا پڑے جو خود سر بادشاہ نے کرنے کا حکم دیا۔

جواب۔ لیون۔ بی۔ بورنگ صاحب نے اِن چند سطروں میں ٹیپو سلطان کو ظالم قرار دینے میں اظہار رائے فرمایا لیکن یہ معاملہ نواب حیدر علیخان اور ٹیپو سلطان کی تمام تاریخ سے تعلق رکھتا ہے۔ تاریخ میں دیکھنا چاہیئے کہ ملیبار کے نایر لوگوں نے کتنی مرتبہ اپنی سرکشی اور بغاوت سے نواب حیدر علیخان اور ٹیپو سلطان کو فوج کشی و تنبیہ کی تکلیف دی ہے اور کس تمرد اور سرکشی اور سفاکی اور بغاوت سے اُن کا مقابلہ کیا جس میں ایک ایک وقت کی معرکہ آرائی میں ہزاروں آدمی طرفین سے کام آئے۔ اور لاکھوں روپیہ خرچ برداشت کرنا ہوا۔ اور ملک کی پامالی کا حساب نہیں ہے اور ہر مرتبہ انکو بعد فتح و سرکوبی کے اطاعت آیندہ کی ہدایت کی گئی۔ یہاں تک کہ چھ مرتبہ ایسا ہو چکا چھٹویں مرتبہ ٹیپو سلطان نے شاہی اعلان کے

ذریعہ سے تمام قوم نایر کو متنبہ کر دیا کہ اگر اب پھر تم نے ایسا کیا تو تم کو جلا وطنی کی سزا دی جائے گی لیکن وہ وحشی اور متمرد قوم اس سے بھی متنبہ نہ ہوئی۔ اور پھر خراج دینا موقوف کرکے سلطانی گورنر کا دارالامارہ گھیر لیا جس کی اطلاع سلطان کو دی گئی اور سلطان مع فوج و توپخانہ وہاں پہونچا اور جنگ عظیم کے بعد ساٹھ ستر ہزار اور بقولے اسی ہزار نایروں کو پکڑ لے گیا۔ اور سرینگ پٹن میں لے جا کر ان کی تلقین و ہدایت کے لیے اسلامی واعظ مقرر کئے۔ اُن لوگوں نے سمجھایا کہ تم نے بار بار کی سرکشی و بغاوت سے سلطان کو ناراض کرکے اپنا اعتبار کھو دیا۔ اب تمہارے حق میں سب سے بہتر بات یہ ہو سکتی ہے کہ تم مسلمان ہو جاؤ۔ تو برابر کے بھائی سمجھے جاؤ اور فوج سلطانی میں نوکریاں پاؤ۔ چنانچہ وہ سب اس پر راضی ہو گئے اور راضی ہونیکے بعد مسلمان کئے گئے۔ اور مسلمان ہونے کے بعد حسب حیثیت اور وجاہت ظاہری سرکاری کارخانوں اور فوجوں میں جگہ دی گئی۔ اور اس میں کچھ شک نہیں کہ وہ اپنی پرانی وحشت اور جہالت اور بے غیرتی سے نکلکر ایک اچھی حالت میں آگئے جس سے زیادہ بہتر کوئی سلوک ایسے لوگوں کی نسبت سلطان کی طرف سے نہ ہو سکتا تھا۔ عیسائی اہل الرائے انصاف سے دیکھیں کہ جب قحط پڑتا ہے تو وہ ہندو مسلمان لڑکوں اور لڑکیوں کو کس کس ڈھب سے اپنی طرف لے جاتے اور اُن کو عیسائی بنا ڈالتے ہیں پس اسی دل سے سلطان کے اس خیال کو ملاحظہ فرمائیں۔

الزام - ٹیپو سلطان نے منگلور کے عہدنامہ سے انحراف کیا۔

جواب - ٹیپو سلطان نے کبھی کسی عہدنامہ بلکہ زبانی قول و قرار سے بھی

انحراف نہیں کیا چنانچہ خود لیون بی بورنگ صاحب بہادر اُس کی نسبت اپنی آخری رپورٹ میں تسلیم کرتے ہیں کہ ٹیپو سلطان نے کبھی کسی عہد کے متعلق جو انگریزوں سے تعلق رکھتا تھا وعدہ خلافی نہیں کی پس یوں کہنا چاہیے کہ خود گورنمنٹ مدراس یا گورنمنٹ انڈیا کو جب کوئی کام اپنے مطلب کے موافق کرنا ہوتا تھا تو وہ اُس بھیڑیے کی طرح جس نے کشتی میں بکری سے کہا تھا کہ تو خاک اُڑاتی ہے اور اُس بکری نے کہا کہ پیر و مرشد یہاں خاک کہاں تو بھیڑیے نے نہایت غضبناک ہو کر جواب دیا کہ بادولت کے سامنے یہ گستاخی اور اُس بکری کو پھاڑ چیر کر کھا گیا۔ ویسے ہی ٹیپو سلطان کی نسبت انگریزی تعلقات میں کوئی خلاف معاہدہ بات پیدا نہ ہو سکتی تھی۔ تو ٹیپو سلطان کی کسی کارروائی متعلقہ نظام حیدرآباد یا پیشوائے پونہ یا راجہ کوچین و ٹراونکور کی بابت نکتہ چینی کی جاتی تھی یا دوران سے اظہار دوستی کے پیرایہ میں ٹیپو سلطان سے کوئی نہ کوئی وجہ مخالفت پیدا کر لی جاتی تھی۔ چنانچہ خود بورنگ صاحب بہادر تحریر فرماتے ہیں کہ مسٹر سلیون انگریزی رزیڈنٹ نے ۱۷۸۲ء میں انگریزی مقاصد کو ترقی دینے کی نیت سے میسور کی رانی کے سفیر ترول راؤ سے خط و کتابت شروع کی۔ یہ سفیر معزول راجہ کو گدی پر بحال کرانا چاہتا تھا۔ اس تجویز کو برٹش گورنمنٹ نے پسند کیا۔ اس کے بعد یہ خبر پا کر کہ ٹیپو نے منگلور کے عہدنامہ سے انحراف کیا۔ کرنل فلرٹن پال گھاٹ کو روانہ ہوا۔ اور یہ سن کر کہ میسور کی فوج میں ناراضگی کے آثار موجود تھے۔ اور ٹیپو کو معزول کرنے کی سازش ہو رہی تھی اس کی ہمت اور بڑھ گئی۔ لیکن ٹیپو کو خوش نصیبی سے عین وقت پر خبر مل گئی اور اس نے سازش کے سرغناؤں کے سر قلم کروا دیے۔ آگے چل کر لکھتے ہیں کہ

ٹیپو کے ساتھ انگریزوں کی برائے نام صلح تھی۔ گورنر جنرل نے بشمولیت پونہ اور نظام حیدر آباد سے الحاق کر لینے کا میلان ظاہر کیا تھا۔

پس ناظرین انصاف کر سکتے ہیں کہ جب ایک طرف سے باوصف معاہدہ دوستی اس قسم کی کارروائیاں جاری ہوں تو ٹیپو سلطان کی انحراف طبیعت کا کیا حال ہو سکتا ہے۔ ٹیپو سلطان انہیں باتوں سے انگریزوں کو ناپسند کرتا تھا۔

الزام۔ ۱۷۸۸ء میں ٹیپو سلطان نے جب جنگ مرہٹہ سے فرصت پائی تو سرنگاپٹم واپس آکر شہر میسور کے نام و نشان مٹا دینے کا حکم دیدیا تاکہ معزول راجاؤں کا خیال تک لوگوں کے دلوں میں باقی نہ رہے۔

جواب۔ کسی ہندو یا مسلمان مورخ نے اردو یا فارسی کی کسی تاریخ میں اس کا ذکر نہیں کیا اور نہ سرنگاپٹم کا نام و نشان مٹا دینے کی غرض سے کوئی عملی کارروائی کی گئی بلکہ سلطان نے وقتاً فوقتاً قلعہ و عمارات اور باغات کی توسیع و ترقی میں کوشش کر کے اس کو ایک اعلےٰ تخت گاہ بنا دیا۔ اور آخر کا فقرہ کہ معزول راجاؤں کا خیال تک لوگوں کے دلوں میں باقی نہ رہے۔ ہندو سوسائیٹی پر انگریزی اثر ڈالنے کے لئے ایک چلتا ہوا پولیٹکل فقرہ ہے ورنہ وہ راجہ کی نسل ہی کو کیوں باقی رکھتا۔

الزام۔ ۱۷۸۹ء میں ٹیپو سلطان نے منگلور میں مدراس گورنمنٹ سے صلحنامہ کر لیا تھا۔ اور اسپر وہ اپنی شجاعت کے خیال سے بہت متکبر ہو گیا تھا اور انگریزوں کی طرف سے پھر مخاصمت کے خیال کو بجز

کرنے لگا تھا چنانچہ فرانسیسیوں کے ساتھ نہایت ہی قریبی دوستی کی فکریں کرنے لگا۔ سلطان المعظم قسطنطنیہ اور لوئی شانز دہم بادشاہ فرانس کے پاس سفارتیں بھیجیں۔

جواب۔ یہ اور اس قسم کے سب الزاموں کا یہ جواب ہے کہ ٹیپو سلطان کو انگریزوں کے طرز عمل اور ان کے عہد و پیمان اور قول و قرار پر اعتبار نہ تھا اور وہ دریافت کر چکا تھا کہ یہ اسکے ملک لینے کے درپے ہیں اور اس کا بے انتہا خزانہ اور جواہر انکی آنکھوں میں کھٹک رہا ہے اور بادشاہ انگلستان کے پاس سفارت کا بھیجنا آنریبل ایسٹ انڈیا کمپنی یا گورنمنٹ انڈیا کے خلاف کچھ مفید نہ ہو سکتا تھا جو وہ اس ذریعہ سے چارہ جوئی کی امید کرتا۔

الزام۔ لیون۔ بی۔ بورنگ صاحب لکھتے ہیں کہ ٹیپو ایسی علانیہ زیادتیاں کرتا تھا اور عمداً عہد ناموں کو ایسا بیدریغ شکست کرتا تھا۔ کہ سوائے اعلان جنگ کے گورنر جنرل کو چارہ کار باقی نہ رہا۔ اور جب یہ دیکھا کہ ٹیپو نے ٹراونکور پر بیوجہ حملہ کر دیا تو اس نے عزم بالجزم کر لیا کہ قطعی کارروائی سے کام لیا جائے۔ تاکہ آئندہ برطانیہ کے دوست ناحق حملوں سے محفوظ و مامون ہو جائیں اور اسی لئے دسمبر ۱۷۸۹ء میں لارڈ کارنوالس نے نظام حیدرآباد اور مرہٹوں سے جارحانہ اور مدافعانہ عہد نامہ کیا کہ ٹیپو کی زیادتیوں کو روک دیا جائے۔ اور اس سے اسکے ظلموں کا انتقام لیا جائے۔

جواب۔ ٹیپو سلطان نے انگریزوں کے ساتھ جو معاہدہ کیا اس کی کسی بات میں عہد شکنی

جایز نہیں رکھی۔ نہ بورنگ صاحب نے کوئی مثال پیش کی ہے کہ فلاں باب میں معاہدہ توڑ ڈالا۔ اب رہا ٹراونکور کا معاملہ۔ وہ بیوجہ نہیں کہا جا سکتا جبکہ سلطان اور راجہ ٹراونکور اور راجہ کوچین ما تحت سلطان کے ساتھ بجائے خود دوسرے معاہدات تھے۔ جن کی عدم پابندی سے سلطان کو برافروختگی کی وجہ پیدا ہوئی اور اپنا حق لینے اور اثر قایم رکھنے کے لیئے فوج کشی لازم آئی۔ تو ریاست (ٹراونکور) کی دوستی کا پولیٹکل حیلہ قایم کر کے لارڈ کارنوالس کا ٹیپو سلطان پر اس اتفاق مشترکہ و متحدہ سے فوج کشی کر دینا اس سے زیادہ عجیب ہے۔ اس سے لارڈ کارنوالس کو تمام ہندو اقوام پر اثر ڈالنے کا بہت عمدہ موقع مل گیا۔ جس کے تحت میں ٹیپو سلطان کے تمام ساحلی علاقوں اور قلعوں پر قبضہ مقصود تھا ورنہ ایک گورنر جنرل کا کسی دیسی ریاست کی حمایت میں ایسی زبردست اسکیم سے کام لینا ہمارے افہام سے باہر اور گورنمنٹ انگریزی کی طبیعت کے خلاف ہے۔

الزام۔ لیون۔ بی۔ بورنگ صاحب فرماتے ہیں کہ اس میں شک نہیں کہ سلطان غاصب تھا۔ اور اس سے قبل اس کا باپ غاصب رہ چکا تھا۔ کیونکہ میسور کا جایز راجہ اگرچہ اسیر تھا۔ تاہم زندہ تھا۔

جواب۔ اللہ رے رحمدلی اور انصاف۔ مگر معلوم نہیں بورنگ صاحب گورنمنٹ انگریزی اور اپنے پولیٹکل حکام اور وارن ہسٹنگس کی نسبت کیا رائے رکھتے ہیں اور خود ٹیپو سلطان کی سلطنت جانے کے بارہ فرزند مع ایک بھائی کے حقدار موجود تھے کس حد میں شمار کیجائے گی۔

الزام۔ سرنگاپٹم کے صلح نامہ کی تاریخ سے برٹش گورنمنٹ نے ہندوستان میں ٹیپو سلطان کے ساتھ نہایت اعلےٰ درجہ کے اعتدال۔ انصاف۔ اور نیک نیتی کا صرف برتاؤ کرنے ہی کی کوشش نہیں کی بلکہ حتی الامکان یہ سعی کی ہے کہ وہ انگریزوں پر اعتماد کرے اور اس کی انتقام طلب طبیعت کے جوش میں کمی ہو جائے۔ مگر وہ اپنی ضد پر قایم رہا۔

جواب۔ بے شک ایسٹ انڈیا کمپنی کے ذمہ وار ڈائرکٹر مقیم انگلستان اور دوسرے وزراء و مدبرین انگلستان ابتدا سے ایسا چاہتے رہے ہیں۔ اور یہاں بھی درمیان میں برس دو برس کو سکون ہو گیا ہے لیکن تمام انگریز اور فوجی افسر جن کو سلطان کی بڑھتی ہوئی دولت پر رشک تھا وہ اُس کو نیک نیتی سے نہ دیکھ سکتے تھے چنانچہ جب پہلے محاصرہ کے بعد صلحنامہ کا ہونا قرار پایا تو ایک جنرل نے اپنے ہلاک کرنے کو تپنچہ فیر کیا اور اُس آواز پر دوسرے انگریز دوڑے۔ تو معلوم ہوا کہ وہ صلح پسند نہیں کرتا۔ قلعہ کی پوری تسخیر چاہتا ہے آخر کار اُس کو نشیب و فراز سمجھا کر راضی کیا گیا۔ اور اس کی امنگوں کو باقی آیندہ پر چھوڑا گیا جس کا حسب دلخواہ نتیجہ بعد چند سال ظہور پذیر ہو گیا۔

الزام۔ ٹیپو سلطان اور اُس کے باپ نواب حیدر علیخان بہادر نے بے شمار خزانہ اور بے انتہا جواہر لوٹ کر گھر میں رکھ لیا۔

جواب۔ جب ٹیپو سلطان تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا اور اپنی تختگاہ میں پہنچا تو اُس نے تمام نقدی و زیور اور جواہرات و زیورات اور ہر قسم کے سامان کا جایزہ لیا۔ اور متصدیوں اور محاسبوں نے تمام نقود و جواہر کے کاغذات مرتب کئے

اُس میں اسی کروڑ روپے کے نقود و جواہر کی میزان بتائی گئی ہے۔ لیکن جب اُسی قلعہ اور اُسی تختگاہ پر انگریزی قبضہ ہوا جبکہ تمام مکانوں پر گورونکے انگریزی پہرے متعین تھے تو لیون بی بورنگ صاحب بہادر سی ایس۔ آئی چیف کمشنر میسور اپنی تاریخ میں صرف نو لاکھ روپے کے جواہر کے برآمد ہونے کا اقرار کرتے ہیں باقی ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ کروڑوں روپے کی مالیت کس نے لوٹ کر اپنے گھر میں رکھ لی۔ کہاں اسی کروڑ کا سرکاری جائزہ اور کہاں نو لاکھ روپے کا اقرار

ببیں تفاوت راہ از کجاست تا بکجا

الزام۔ بورنگ صاحب لکھتے ہیں کہ:۔

۲۔ اپریل ۱۷۹۰ء کو ٹیپو سلطان نے ماریشس کے گورنر فرانسیس کو ایک مراسلہ بھیجا جس میں حیدر علی کے زمانہ سے فرانسیسیوں اور میسور کے باہمی دوستانہ تعلقات کا ذکر تھا۔ اور لکھا تھا کہ بے غیرت چور اور لٹیرے انگریزوں نے جن سے خود تو کچھ نہیں ہو سکتا ہے مرہٹوں اور نظام سے ایکا کر کے سلطان کو صلح کر لینے پر مجبور کر دیا اور دولت خداداد سے تین کروڑ تیس لاکھ روپے جبریہ وصول کئے۔ اسکے سوائے اسکے عمدہ سے عمدہ آدھے صوبے چھین لیئے اسلئے فرانسیسیوں سے مدد کی استدعا کیجاتی ہے۔

جواب۔ اس سے خود ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں کہ ٹیپو سلطان کو انگریزوں سے بددلی اور خصومت کے کیا وجوہ تھے۔ جو یکے بعد دیگرے بڑھتے گئے۔

الزام۔ بورنگ صاحب نے ٹیپو سلطان کے دو خط سلطان روم کے

نام نقل کئے ہیں ان میں ایک خط کا مضمون یہ ہے کہ چونکہ فرانسیسی امیرالمومنین کے مخالف ہو گئے ہیں اس لیئے انہوں نے کل مسلمانوں کو اپنا دشمن بنالیا ہے اب سب مسلمانوں کو ان سے دوستی ترک کر دینا چاہیئے۔ لیکن صاحب موصوف اس خط کو بناوٹی قرار دیتے ہیں۔ اور دوسرے خط میں لکھا ہے کہ کافروں نے تمام ہندوستان کو تاخت تاراج کر ڈالا ہے۔ صرف یہ دولت خداداد محفوظ ہے۔ اور گورنر جنرل لارڈ ٹیگنمتھ نے آصف الدولہ وزیر زادہ کو زہر دیدیا اور اُس کی بیوہ کی عصمت پر دست درازی کی اور اُس کے محل سے زر نقد اور جواہرات قیمتی بیس کروڑ روپے کا لوٹ لیا۔ اور علماء اور سادات کی بے عزتی کی گئی۔ اور آل رسول یعنی سادات کو سور کا گوشت بجبر کھلایا گیا۔ اس خط کو صاحب موصوف سچا خیال کرتے ہیں۔ اور اس سے ٹیپو سلطان کی پُر فریب کارروائی کا نتیجہ نکالتے ہیں۔

جواب۔ یہ عجیب بات ہے کہ ایک جگہ سے دو قسم کے خط پائے جائیں۔ اُن میں جو خط فرانسیسوں کے خلاف سلطان کے ضمیر کا اظہار کرتا ہے وہ تو مصنوعی قرار دیا جائے۔ اور دوسرا خط جس کے واقعات غلط اور جس سے ولایت کے انگریزوں کو نفرت ہو سکتی ہے سچا مان لیا جائے حالانکہ خود اس خط کے واقعات ٹیپو سلطان اور سلطان روم کے ساتھ چسپاں نہیں ہوتے۔ ٹیپو سلطان کی تاریخ سے کہیں پتہ نہیں چلتا کہ اُس کو نواب آصف الدولہ کے ساتھ کوئی خاص

تعلق تھا۔ اور نہ بوجہ شیعہ ہونے نواب آصف الدولہ کے سلطان روم کے ساتھ اُسکو کوئی خصوصیت ہوسکتی ہے اور نہ اودھ کی تاریخ میں ان تدابیر کا پتہ ملتا ہے جس سے اقتباس کا گمان ہو اسلئے اِس خط کے بناوٹی ہونے میں شک نہیں۔ اور مورخانہ تنقید ٹیپو سلطان کی طرف اس کو منسوب نہیں کرسکتی۔

الزام۔ سرنگاپٹم میں وشنو کا بلند مندر اب بھی سلطان غاصب بادشاہ کے ایوان کو کھڑا دیکھ رہا ہے۔

جواب۔ معلوم نہیں اس تحریر سے بورنگ صاحب کا مطلب کیا ہے کیا ٹیپو سلطان نے اُس مندر کو توڑنے سے محفوظ رکھا یا اس کا قصور ہے اور اس نقل سے اُسکے غاصب ہونے کی کیا دلیل ہم پہونچتی ہے۔ بجز اسکے کہ بورنگ صاحب ہندو پبلک کا دل خوش کردینے کے لیئے ایسے الفاظ استعمال فرماتے ہیں اس سے سلطان کی کمال بے تعصبی اور فیاض بخشی کا اظہار ہوتا ہے۔ کہ اُس نے اپنے ایوان کے سامنے اس مندر کو قایم رکھا

الزام۔ بورنگ صاحب بہادر چیف کمشنری میسور کا چارج رکھکر اور ایک مغربی مورخ کا جامہ راستی زیب جسم فرماکر تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

ٹیپو سلطان نے ایک اعلان شایع کیا تھا جس میں لکھا تھا کہ سب مومنین گوش ہوش سے پنبۂ غفلت کو نکال ڈالیں۔ ملحدین کے ممالک چھوڑ دیں اور سلطنت خداداد میں آکر پناہ لیں۔ اِس عبارت کے تحت میں ایک نوٹ دیا گیا ہے اُس میں لکھا ہے

کہ ٹیپو سلطان نظام حیدر آباد کو ملحد خیال کرتا تھا۔ اس لیے کہ نظام چند مرتبہ دولت اسلام کے خلاف مرہٹوں اور انگریزوں کا شریک ہو چکا تھا اور سلطان نظام کے متعلق کلمات توہین بولنے میں کوئی پس و پیش نہ کرتا تھا یعنی اس کو حجام کہتا تھا۔ مادر بخطا کہتا تھا۔

جواب۔ یہاں یہ دیکھنا چاہیے کہ انگریزوں نے سلطان کے ملک و مال پر قبضہ کر لیا اور وہ شہید ہو چکا۔ اب ایسے پیرایۂ تحریر کی کیا ضرورت تھی۔ جس سے نظام حیدر آباد کا دل اس سے صاف نہ ہونے پائے حالانکہ اس کی تاریخ پتہ بتاتی ہے کہ نواب حیدر علیخان اور ٹیپو سلطان نے ہمیشہ نظام حیدر آباد کی برتری کا خیال رکھا اور نظام سے خلوص و محبت کے ساتھ اپنی نسبت صلح و آشتی کی امید ظاہر کی۔ ہے جس سے اُسکے ضمیر کی سچائی ظاہر ہوتی ہے اور نظام سے اُسکا کہنا حق بجانب تھا۔ اسی لئے تمام حیدر آباد میں ٹیپو سلطان کا نام نہایت تعظیم و ادب سے لیا جاتا اور سب سے زیادہ حیدر آباد میں اس کے نام کی عزت کیجاتی ہے۔ خداوند عالم اس سلطنت اسلام کو دیر تک سلامت رکھے۔

الزام۔ ٹیپو سلطان ظالمانہ طور سے بہت سخت سزائیں وحشیانہ دیتا تھا۔ اکثر قیدی مرنے کے لئے کپال درگ کے قلعہ میں بھیجدیے جاتے تھے۔ بڑے مجرم سولی پر چڑھائے جاتے۔ یا ہاتھی کے پاؤں سے باندھدیے جاتے تھے۔ ناک یا کان کاٹ ڈالنا تو معمولی بات تھی۔ بعض مجرموں کو بے رحمی سے شیر کے غار میں ڈالدیتے تھے۔ انکو شیر چیر پھاڑ کر کھا لیتا تھا۔ ایک طریقہ سزا کا یہ تھا

کہ مجرم کو کاٹھ کے گھوڑے پر چڑھاتے تھے۔ جس کی کاٹھی
لوہے کی ہوتی تھی۔ اور اس کاٹھی پر نوکیلی کیلیں جڑی ہوتی
تھیں پھر ایک کمانی دبا دی جاتی تھی اور یہ کاٹھ کا گھوڑا ایسا اچانک
نیچے کو ہٹتا تھا وہ کیلیں بدبخت سوار کے جسم میں گھس جاتی تھیں۔

جواب۔ یہ سزائیں ٹیپو سلطان کی ایجاد کردہ نہ تھیں بلکہ اس کے بہت پہلے سے راجگان ملیبار اور دکن میں ان کا رواج تھا اور اس زمانہ کے سرکش متمرد جنگجو بغاوت پیشہ لوگ ان سزاؤں کو بھی خیال میں نہ لاتے تھے۔ چنانچہ اب گورنمنٹ انگریزی کے اس پر امن و انصاف اور سراپا تہذیب زمانہ میں بھی بعض سرحدی قبائل جو ہمیشہ لوٹ مار مکر و دغا کے خوگر ہیں ان کے ساتھ حکام مقامی کو کیسا برتاؤ کرنا پڑتا ہے۔ اکثر دیہات جلا ڈالے جاتے ہیں۔ ان میں جو سرغنہ پکڑے جاتے ہیں ان کو طرح طرح کی اذیتوں سے مارا جاتا ہے اُن کے مواشی چھین لیئے جاتے ہیں۔ پھر دکن میں سو برس پہلے کا زمانہ ایسی سخت سزاؤں کے لئے ٹیپو سلطان کو بدنام نہیں کر سکتا۔ چنانچہ خود صاحب موصوف نے بھی آخر میں یہ رائے قایم کی ہے۔ وہ زمانہ ہی وحشیانہ تھا۔ جبکہ سخت مجرموں کو سزائیں بھی نہایت سخت دیجاتی تھیں اس لئے یہ بات انصاف کی نہیں ہے کہ ایسے شدائد اور زیادتیوں کو جو زمانہ کا عام دستور تھیں صرف ٹیپو سلطان سے منسوب کر دیجائیں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے کہ شیر کے غار میں وہی بہادر مجرم ڈالے جاتے تھے جن کو بہادروں کی موت سے مارنا مقصود ہوتا تھا۔ چنانچہ خود سلطان جب اپنے کسی افسر کو پولیٹکل جرم کا مجرم پاتا تھا تو اُس کو

شیر کے کٹہرے میں چھوڑ دا دیتا تھا۔ ایک زمانہ میں یہ سزا روبہ کے یہاں کثرت سے جاری تھی اکثر اس قسم کے مجرم ایک حربہ دیکر شیر کے کٹہرے میں ڈالے جاتے اور امرا اس تماشا دیکھتے تھے۔ اگر وہ بہادر مجرم شیر کو مار لیتا تو اسکو شاباش دیتے اور اس کی سزا میں کچھ رعایت کر دیجاتی۔ اور جو شیر بار ڈالتا تو اس کی نسبت حقارت کی آواز نکالتے۔

الزام۔ سلطان کو اپنے افسروں پر بہت کم اعتبار باقی رہا تھا صرف ایک برہمن پورنیا البتہ اس سے تخلیہ کی گفتگو میں شریک ہوا کرتا تھا۔ یہ شخص جس کی لیاقت میں کلام نہیں سلطان کے آخری دم تک سلطان کے ساتھ رہا۔

سلطان کے وزیر خزانہ میر محمد صادق نے بھی ایسی ہی رفاقت کی سلطان کے ماموں علی رضا خان کا بیٹا قمر الدین خان بہادر سپہ سالار تھا۔ لیکن سلطان کو تنہا اُس پر بھی اعتبار نہ تھا۔ اسی وجہ سے سلطان کو دھوکا اور مغالطہ دیا جاتا تھا۔

جواب۔ آر۔ بیون۔ بی۔ بورنگ صاحب نے آخر کتاب میں کن لوگوں کا ذکر کیا اور کن لوگوں کی لیاقت اور رفاقت کی داد دی ہے جن پر مشرقی مورخ نفرین کرتے۔ اور ان کو نمک حرام۔ دغاباز محسن کش۔ بے ایمان۔ عیار۔ غدار کے لفظوں سے یاد کرتے ہیں۔ ناظرین کو معلوم ہونا چاہیئے کہ پورنیا برہمن وہ مکار کارگذار تھا جس نے حیدر علیخان کے وقت سے ٹیپو سلطان کے وقت تک اپنے آپ کو جادۂ مکر و زور سے پوشیدہ رکھا۔ اور نواب مرحوم اور سلطان مغفور

اُس کی خدمات کی قدر کر کے اُس کو اپنا وزیر بنایا۔ اور اپنا معتمد جانتے رہے لیکن آخر کو وہ انگریزوں سے ملجانے پر راجہ میسور کا وزیر بنایا گیا اور اس نے قلعہ اور خزانہ اور سلطنت کے تمام حالات انگریزوں پر منکشف کر دیئے۔

دوسرے میر محمد صادق جس کی نمک حرامیاں پہلے ہی سے مشتہر ہو چکی تھیں اور وہ سلطان کی شہادت کے قبل ایک کھڑکی سے باہر نکل جانا چاہتا تھا۔ کہ ایک نمک حلال دل سوختہ سپاہی نے اُس سے کہا کہ او مردود اپنے آقا کو اس حالت میں پھنسوا کر کہاں جاتا ہے یہ کہکر اُس نے تلوار سے اُسکا کام تمام کر دیا۔ چوتھے روز اُس کی لاش پائی گئی اور بے غسل وکفن دفن کر دی گئی۔ میسور کے مسلمان اب تک اُس پر نفرین کرتے اور اُس کی قبر پر تھوکتے اور نہایت ملامت سے اُس کا ذکر کرتے ہیں۔

تیسرا شخص قمرالدین خان بہادر سپہ سالار تھا۔ جو بے شک سلطان کے ماموں نواب علی رضا خان کا بیٹا تھا۔ لیکن زمانہ کے رنگ کو کیا کیجیے کہ وہ بھی سلطان سے ٹوٹ کر انگریزوں سے جا ملا اور سلطان کی شہادت کے دوسرے ہی روز جنرل صاحب بہادر کے سامنے جا کر اپنی جاگیر گرم کنڈہ وغیرہ کا طالب ہوا۔ اور ایک ہفتہ میں بحالی کی سند لے کر نقارہ بجاتا ہوا اپنی جاگیر پر پہونچ گیا۔ بس جب ان بہت بڑے بڑے رفقاء و معتمدین کی سازش اور نمک حرامی کا یہ حال ہوا تو دوسرے عہدہ داروں کا کیا پوچھنا۔ جن میں کوئی امراء حیدرآباد سے جا ملا تھا۔ کسی نے پونا کے سرداروں سے ملاوٹ پیدا کر لی تھی کوئی اُن کے تحت میں اپنی سازشی کارروائی پر نازاں تھا۔

کوئی انگریزوں سے ملجانے پر فخر کرتا تھا۔ اور ہر چند صاحبان انگریز نے اس وقت سب کی عزت اور دلجوئی کا پاس کیا لیکن دل میں خوب سمجھ گئے کہ یہ کم ظرف اور نمک حرام منہ لگانے کے قابل نہیں۔ اور میسور ہی پر موقوف نہیں دلی اور لکھنؤ وغیرہ میں جہاں انگریزوں نے سازشی نمک حراموں کو اپنے آقاو ولیِ نعمت کے خلاف پایا ان سے اپنا کام نکالکر چند روزہ ان کی پاسداری کی پھر کبھی ان کو منہ نہیں لگایا۔

الزام۔ بورنگ صاحب نے جابجا ٹیپو سلطان کو مغرور و متکبر ظاہر کیا ہے ایک جگہ لکھتے ہیں کہ :۔

ٹیپو سلطان مغرور تھا۔ اوس نے بعد صلحنامہ سرینگ پٹن کے مبالغہ آمیز مدحیہ اشعار کے اعلان کی عام اجازت دیدی تھی۔ ان اشعار کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطان کو کیسا غرور ہوگیا تھا۔ ایک قصیدہ کا تھوڑا مضمون ذیل میں لکھا جاتا ہے۔

جب بادشاہ رستم دل نے اپنے سمندِ غیظ کو گرم کیا۔ تو انگریزی شیر دشمکے دل خوف سے لرزنے لگے۔

اُس کی تلوار کی جھلک نے بیلی کی فوج پر برق خاطف کا کام کیا۔ اور منرو کی آنکھوں نے مثل ابر نو بہار کے تار اشک بندھ گیا بینگٹ کا دل لالہ کی طرح داغی ہوگیا۔ اور اس مصیبت پر کورٹ پھوٹ پھوٹ کر رودیا۔

جب مرہٹے ہمارے بادشاہ کی فوجوں کو دیکھتے ہیں

تو غزالانِ دشت کی مانند راہ فرار لیتے ہیں۔

فرنگی اور نظام الملک ہمارے بادشاہ کے خوف سے شب و روز یکجا بسر کرتے ہیں۔

تحجام کی فوج (نظام کو طنز سے حجام کہا گیا) تیرے خوف سے اس طرح فرار ہوتی ہے جس طرح شیر نیستان کو دیکھ کر شکاری بھاگتا ہے۔

اُس کے مقابلہ میں حاتم تو نہایت کم تھا اور افلاطون و سقراط طفل مکتب تھے۔ ہمارے سلطان کی ہیبت سے جلاّدِ فلک شیر خوار بچہ ہو گیا ہے۔

اِس سلطان کے انصاف کی بدولت غزالانِ دشت شیر و پلنگ کے پہلو کو اپنا تکیہ بناتے ہیں اور یوز واسد اُن کے قالین ہیں وغیرہ وغیرہ۔

جواب۔ بیون۔ بی۔ بورنگ صاحب کو مشرقی مذاق کی لاعلمی سے ایسی رائے قایم کرنے میں مغالطہ ہوا ہے۔ مشرقی قصایدمیں ایک بادشاہ تو بادشاہ معمولی درجہ کے والیان ملک کی تعریف بھی انہیں لفظوں میں کی جاتی ہے۔ چنانچہ میرزا غالب دہلوی نے جو قصاید انگریزوں کی تعریف میں لکھے ہیں ان میں بھی ایسے ہی مبالغہ شاعری سے کام لیا گیا ہے۔ مشرقی شاعر اپنے ممدوح کی تاریخ بیان کرنے نہیں بیٹھتا بلکہ وہ صرف اس کی مدح کا پہلو اختیار کرتا ہے اور اس مدح کو اعلے درجہ کے مبالغہ تک پہونچا دیتا ہے۔ سوائے اسکے کسی شاعر کا فعل ٹیپو سلطان کا فعل نہیں ہوسکتا۔ اور نہ ایک شاعر کا یہ مشرقی مذاق اُس کو مغرور قرار دینے کی دلیل قرار پاسکتا ہے اور حجام کی فوج والہ

شعر کے معنوی پہلو اُس وقت تک نہیں سمجھے جا سکتے جب تک کہ اصل شعر سامنے نہ ہو کیونکہ مشرقی شاعری کے موافق اُس کی تلمیح ٹھیک نہیں اور ترکیب بندش مہمل ہے۔ یا ترجمہ مہمل کیا گیا ہے۔

راقم نے بارہا دیکھا ہے کہ ایک مشرقی مذاق مغربی تنقید میں جا کر اپنے اصل مفہوم سے اس قدر دور جا پڑا ہے کہ دونوں میں کوئی مماثلت ہی قائم نہیں رہی۔ اور اس مذاق کی لاعلمی نے بعض مشرقی سائنس کے مقولوں کو بھی کچھ کا کچھ سمجھا۔ اور اپنی سمجھ کے موافق سمجھانے کی کوشش کی ہے چنانچہ انگلستان میں عمر خیام کی رباعیوں میں وہ عجیب معنی آفرینی کی گئی ہے۔ جو عمر خیام کے خیال سے بیگانہ ہے اسی طرح جب ہم مغربی مذاق کی نقل اتارتے ہیں تو وہ ایک مضحکہ خیز بات ہو جاتی ہے اور ہم مغربی مذاق کی حقیقت کو نہیں پہچان سکتے۔

الزام۔ بورنگ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ سنہ ۱۷۸۶ء میں ٹیپو سلطان نے بادشاہ کا لقب اختیار کر لیا تھا۔ اور اپنے تئیں حضور پر نور یا مابدولت کے الفاظ سے مخاطب اور اپنی بادشاہت کو بھی ایسے ہی تکبر سے منسوب کرتا تھا یعنی دولت خداداد اور سلطنت حیدری۔ اُس کے غرور و تکبر کا اس سے اندازہ ہو سکتا ہے کہ بجائے مغل شہنشاہ کے اُس نے خود اپنے نام کا خطبہ اور سکہ جاری کیا تھا۔

جواب۔ بورنگ صاحب یہاں بھی مشرقی مذاق کی لاعلمی اور نافہمی سے دور نکل گئے ہیں مشرقی ادب کا عام دستور ہے کہ ایک بادشاہ اپنے آپکو حضور پر نور یا مابدولت

کے الفاظ سے مخاطب کرتا ہے۔ اور مشرقی مذاق میں دولت خداداد کے نام سے تکبر ظاہر نہیں ہوتا۔ بلکہ بادشاہ کا انکسار ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اپنی سلطنت کو خدا کی دی ہوئی سلطنت خیال کرتا ہے اپنے زور و طاقت پر نازاں نہیں ہے۔ اسی طرح سلطنت حیدری کی نسبت نواب حیدر علیخان بہادر مرحوم سے ظاہر ہوتی ہے جس سے ٹیپو سلطان ضمیر کے اظہار ہوتا ہے کہ وہ اپنے باپ کے نام کو زندہ رکھنا چاہتا تھا۔ اب رہا خطبہ و سکہ اس کی صورت یہ ہے کہ عام مسلمانوں نے ٹیپو سلطان کو حامی اسلام تسلیم کر لیا تھا۔ اسلئے اُسکے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور سکہ تو گھر گھر جاری تھا۔ اسلامی ریاستوں اور ہندو راجاؤں کے سکے بجائے خود جاری تھے۔ پھر ٹیپو سلطان جیسے مقتدر فرمانروا کے لئے اوس پر کیا نکتہ چینی ہو سکتی ہے۔

خاتمہ بر دعائے مغفرت

اب ناظرین سے امید ہے کہ وہ نواب حیدر علیخان بہادر خلد مکان اور ٹیپو سلطان فردوس مکان کی روحوں کو ثواب پہونچانے کے لئے ہاتھ اٹھائیں اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اُن کی روحوں کو ثواب پہونچائیں۔ اے خدا تو ان دونوں کو اعلے علیین میں درجات عالی عطا فرما جن کی بدولت حکمرانی سے دکن میں چالیس برس تک اسلام کا ڈنکا بجا ہے اور اب بھی سرنگا پٹن میں اُن کی قبریں مطاف اہل روزگار ہیں +

مرقومہ ۲ نومبر سنہ ۱۹۰۸ء مقام امرتسر راقم

سید امجد علی اشہری

اساس الاخلاق اس نام سے خان بہادر مرزا سلطان احمد صاحب ممبر ال
کونسل آف ریجینسی بہاولپور نے حال میں ایک ایسی بینظیر
کتاب شائع کی ہے جو ہندوستان کے لیے ایک بالکل نئی چیز ہے۔ اس میں اُن
تمام مسائل کی نہایت دل آویزی اور وسیع ترین قابلیت کے ساتھ تشریح کی ہے
جن سے اہل ہند کا اخلاقی پایہ بلند ہو سکتا ہے اور موجودہ تنزل کا زوال ممکن ہے
کتاب کی ضخامت ۴۴۰ صفحات کی ہے۔ مگر عام فائدہ رسانی کے لئے محض عہ
قیمت رکھی گئی ہے

سوانح مولانا روم یعنی مولوی جلال الدین رومی کی مفصل سوانحعمری جسمیں
مثنوی شریف اور دیگر تصنیفات پر نہایت تفصیل سے
تقریظ اور تبصرہ لکھا گیا ہے۔ اور نام و نسب۔ ولادت۔ تعلیم و تربیت۔ سلسلۂ
باطن اور مولانا کے معاصرین و ارباب صحبت کے حالات نہایت تحقیق کے ساتھ
لکھے گئے ہیں۔ اور دکھایا گیا ہے کہ صوفیانہ مضامین میں کس طرح فلسفیانہ نکات
پیدا کیے گئے ہیں اور سائینس کے وہ مسائل جو ایک مدت بعد آکر حل ہوئے ہیں
مولانا نے اپنے زمانہ میں ہی اُنپر روشنی ڈالی تھی مولفہ شمس العلما مولانا شبلی نعمانی قیمت عہ

سیاحت ہند یہ کتاب حافظ عبدالرحمن صاحب مرحوم سیاح بلاد اسلامیہ
کی آخری تصنیفات سے ہے۔ جو انہوں نے ہندوستان
میں سات سال سفر کرنے کے بعد شائع کی ہے۔ اس میں ہندوستان کے صوبوں
اور شہروں کے حالات چشم دید واقعات تمدنی ترقیات قابل دید مقامات کا تفصیلی
بیان نیشنل کانگریس کے قیام۔ موجودہ شورش کی اجمالی کیفیت بعض مشاہیر

علماء و امراء کا ذکر۔ ۱۳ عکسی تصویریں اور نقشہ ہندوستان شامل ہے۔
اردو انگریزی اخبار نویسوں نے اپنی قیمتی رائیں اسکی نسبت لکھی ہیں۔ پنجاب گورنمنٹ
نے اسکو پسند فرماکر چار سو روپیہ انعام عطا کیا اور پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی نے
پنجاب کے تمام ورنیکلر مڈل سکولوں کی لائبریریوں کے واسطے اس کا ایک ایک نسخہ
خرید کیا ہے۔ قیمت دو روپیہ آٹھ آنے (عہ۲)

خطبات احمدیہ: یہ وہ کتاب ہے جسکے لیے سر سید نے ولایت کا سفر کیا۔ سر ولیم میور
صاحب نے اپنی کتاب میں جو کچھ لکھا ہے اسکے ایک ایک حرف کا جواب ہے۔ نہایت محققانہ جواب
ہیں۔ شرط یہ ہے کہ کسی شخص کے آگے ڈال دو۔ وہ کیسا ہی بیدین کیوں نہ ہو اسکو تسلیم
کریگا۔ غرضکہ بے نظیر کتاب ہے جسمیں حقیقت اسلام کو روز روشن کیطرح ظاہر کردیا ہے
اسمیں بارہ خطبے ہیں جنمیں جاہلیت عرب۔ حضرت ابراہیم و حضرت اسمٰعیل کے حالات
حضرت ہاجرہ کی حریت۔ ادیان وغیرہ پر بحثیں کی ہیں۔ دیگر الہامی مذاہب سے اسلام کی
مناسبت کو دکھایا ہے اور ثابت کیا ہے کہ اسلام انسان کے لیے رحمت اور تمام انبیاء
کے مذاہب کی پشت و پناہ ہے۔ اسلام تمدن کے موافق ہے۔ کثرت ازدواج طلاق
اور غلامی پر محققانہ بحثیں یہودیوں اور عیسائیوں کے مذہب کو اسلام سے فائدہ
پہنچا۔ قرآن مجید کی جمع و ترتیب اور نزول پر بحثیں۔ خانہ کعبہ کی مفصل تاریخ۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ اور بشارات نسبت آنحضرت (صلی اللہ علیہ وسلم) پر جو توریت
و انجیل میں ہیں محققانہ بحث کی ہے۔ روایت شق صدر۔ اور معراج کی تحقیق اور
ولادت سے بارہ برس تک کے حالات۔ قیمت مجلد عہ۔ بلا جلد عہ

المشتہر منیجر بک ڈپو وکیل ٹریڈنگ کمپنی لمٹیڈ امرتسر